

کبھی ہم پرچم میں لیٹے ہیں

نورالین بنت فادرا



<https://primeurdunovels.com/>

کبھی ہم پرچم میں لپٹے ہیں

از قلم نورین بنتِ قادر

ہر طرف سکون ہی سکون تھا اور بارش کے بعد کی سوندھی سوندھی خوشبو سے دل کو اک الگ قسم کی طمانیت کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن اس موسم میں بھی اسکا دل بہت گھبرا رہا تھا کہیں چین نہیں مل رہا تھا۔ وہ کب سے کمرے میں ٹہل رہی تھی کچھ اسکی حالت ایسی تھی جب تھک گئی تو بیڈ پر بیٹھ کے بے بسی سے رو دی۔ اس وقت بس اسکی یہ ہی دعا تھی کہ وہ سہی سلامت ہو۔ وہ جو اس سے عشق کرتا تھا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

""عامرہ (ملازمہ) جلدی کرو بھیا آنے والے ہوں گے"" عالیہ سیڑھیوں سے تیزی سے اترتے ہوئے بولی۔

""بی بی جی باقی سب تیار ہے بس بیٹھے میں کچھ نہیں بنایا آپ بتا دیں کیا بناؤں"" وہ جلدی جلدی کام کرتے ہوئے بولی۔

""کیا ایا! تم نے ابھی تک بیٹھے میں کچھ بھی نہیں بنایا۔ عامرہ تمہیں پتا بھی ہے سائم (saim) بھیا کو فروٹ ٹراء فل کتنا پسند ہے۔ جلدی سے وہ بناؤ"" وہ جھجھلاتے ہوئے جلدی سے بولی۔ اتنی دیر میں باہر سے ہارن کی آواز آئی۔

""او لگتا ہے بھیا آگئے"" اسنے خوشی سے کہتے پورچ کی جانب دوڑ لگائی۔ اور وہ جو ابھی گاڑی سے باہر نکلے تھے انکے سینے سے لگ گئی۔

""کیسا ہے میرا بچہ، میری جان، میری چھوٹی سی گڑیا"" صارم بھیا نے اسکے سر پرے پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

""میں بالکل ٹھیک ہوں بھیا۔ آپکو پتا ہے میں نے آپکو کتنا ایا مس کیا"" اسنے کتنا پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

""ہاھاھاھا میں نے بھی میرے بچے کو بہت مس کیا"" وہ اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔

""ٹھیک ہے بھئی ٹھیک ہے اب ہمیں کون پوچھتا ہے میں واپس چلا جاتا ہوں"" سائم نے اپنا سپورٹس بیگ کندھے پہ ڈالتے مصنوعی افسردگی سے کہا۔

""او مائی گاڑ سائم بھیا آپ بھی آئے ہیں۔ اللہ اللہ کہیں میں خوشی سے مر ہی نا جاؤں"" اسنے ہنستے ہوئے سائم کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

""پاگل ایسی باتیں نہیں کرتے۔ اب ہم آگئے ہیں نا تو اپنی گڑیا کے ساتھ بہت سا ٹائم spent کر کے ہی جائیں گے"" انہوں نے پیار سے اسکے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔
 ""اب اندر چلنے کا بھی ارادہ ہے یا یہیں سے ٹر خا دو گی"" سائم نے ابرو اچکایا۔
 ""ہاہاہاہاہا اوہو میں بھی نا کتنی پاگل ہوں۔ ابھی آپ دونوں آئیں پھر ڈھیر ساری باتیں کریں گے""
 وہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

""بھیا آپ لوگ فریش ہو جائیں میں کھانا لگواتی ہوں"" وہ انہیں بولتی ہوئی کچن میں چلی گئی اور وہ دونوں اپنی جان سے پیاری بہن کو دیکھتے ہوئے اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دئے۔
 "صارم سائم اور عالیہ تینوں بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑا صارم جو کہ آرمی میں میجر کے عہدے پر فائز تھا۔ اور صارم کا نکاح اسکی خالہ زاد انعم سے تین سال پہلے ہو چکا تھا۔ اسکے بعد سائم جو کہ کیپٹن تھا اور صارم سے تین سال چھوٹا تھا۔ اسکی عمر چوبیس سال تھی اور صارم کی ستائیس سال تھی۔ اور ان دونوں کے بعد عالیہ تھی وہ سترہ برس کی تھی اور دونوں بھائیوں کی اس میں جان تھی۔ عالیہ کی پیدائش کے وقت آپریشن میں پیچیدگیوں کی وجہ سے فالقہ بیگم کا انتقال ہو گیا تھا جو کہ انکی والدہ تھی۔ انکے بابا (حسن صاحب) بھی آرمی میں کرنل کے عہدے پر فائز تھے۔ فالقہ بیگم کی وفات کے بعد عالیہ کو حسن صاحب اور صارم سائم نے بہت لاڈ سے پالا پوسا تھا۔ اور اسکی بھی دونوں بھائیوں اور بابا میں جان تھی۔ ان سب کی زندگی زیادہ تب بدلی جب صارم کے نکاح کے تین دن بعد حسن صاحب کو دوران مشن شہادت نصیب ہوئی۔ اور تب صارم اور سائم نے اپنی جان سے پیاری بہن کو بہت مشکلوں سے سنبھالا تھا سائم کا مزاج بہت شوخ تھا۔ جبکہ صارم اتنے ہی سنجیدہ تھے۔ پر جب عالیہ کے ساتھ ہوتے تو کوئی کہ نہیں سکتا تھا کہ یہ وہ ہے جو دشمنوں کو ناکوں چنے چبواتے ہیں۔ اب وہ

دونوں بھائی لیو پے اسی لئے آئے تھے کیونکہ عالیہ کی ضد تھی کہ اب انعم بھابھی کی رخصتی کروالی جائے۔ کیونکہ عالیہ کے پاس گھر میں انکی ایک ملازمہ رشیدہ بی اور انکی بیٹی ہی ہوتی تھیں۔ انھوں نے عالیہ کو اپنی بیٹی کی طرح ہی پالا تھا۔ اور وہ بھی انہیں بہت پیار کرتی تھی۔ یہ تھی عالیہ کی چھوٹی سی دنیا۔ وہ ابھی فرسٹ ایئر کے امتحان دے کے فارغ یوئی تھی اسی لئے ابھی اسے چھٹیاں تھیں۔

اب آتے ہیں جی ہمارے ہیرو صاحب کی طرف
 ""شاہ زین اٹھ جاؤ بیٹا"" شائستہ بیگم نے اندر داخل ہوتے ہوئے اسے پکارا جو بیڈ پے اڑھا ترچھا ایک سرہانے کے گرد بازو لپیٹے خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا
 کمرے میں اے سی کی خنکی سے ماحول خوابناک ہوا وا تھا۔ دائیں دیوار کی کھڑکی پہ بھاری دبیز پردے پڑے ہوئے تھے اور اس سے کچھ فاصلے پر چھوٹا سا سٹڈی ٹیبل رکھا ہوا تھا اسکے آگے ایک کرسی تھی۔ کمرے کی ایک دیوار پے کالے رنگ کا پینٹ تھا باقیوں پے گرے کلر کا۔ اور سامنے ڈریسنگ ٹیبل تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی ڈریسنگ روم کا دروازہ تھا۔ اور دیواروں پے لگی ہوئی سینٹینگنز وہاں کے رہائشی کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔
 ""شاہ زین اٹھ رہے ہو یا میں بلاؤں تمہارے بابا کو؟"" شائستہ بیگم نے اسکے منہ سے کمبل ہٹایا۔

""ارے رے رے میری پیاری ماما کیوں صبح صبح ڈانٹ پڑوانی ہے؟"" اسنے اٹھتے ہوئے جلدی سے انکا ہاتھ پکڑا مبادا وہ سچ میں ہی بابا کو نا بلا لائیں۔

""تو اٹھ جاو نا بیٹا پہلے ہی گیارہ بج گئے ہیں پہلے ہی پورے آٹھ ماہ بعد آئے ہو۔ اب سو سو کے وقت گزارو گے کیا؟"" انہوں نے اسکے بال سنوارتے ہوئے کہا جو کہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھ چکا تھا۔ بلیک کلر کی سیلوئیس شرٹ میں اسکے کثرتی بازو عیاں ہو رہے تھے۔ اور ہلکے براؤن بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ براؤن آنکھوں میں ذہانت سے بھرپور چمک تھی۔ ہلکی ہلکی بیئرڈ اسکے گوری رنگت والے چہرے کو اور روشن اور وجیح بنا رہی تھی۔

""اما آپ تو جانتی ہیں نا کہ یہ جاب نہیں۔ یہ میرا عشق ہے اپنے ملک کے لئے کچھ کرنا۔ اور ویسے بھی ماما چھٹی لیٹ ملتی ہے۔ اچھا ماما آپکو پتہ ہے ہائم بھائی، سائم اور میں اکٹھے ہی آئے ہیں۔ اور کچھ دنوں تک صارم بھیا کی شادی ہے۔"" اسنے انکا ہاتھ پکڑ کر تفصیل سے آگاہ کیا۔

سائم اور شاہ زین بچپن کے ہی دوست تھے (کیونکہ حسن صاحب اور کمال پاشا صاحب (شاہ زین کے بابا) بھی دوست تھے) اور یہ شروع سے ہی اکٹھے ہی پڑھے تھے۔ اور اب سائم اور شاہ زین دونوں پاک آرمی میں کیپٹن کے عہدے پر فائز تھے۔

""یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا۔ انعم آجائے گی تو عالیہ بیٹی کی تنہائی بھی دور ہو جائے گی۔ بہت پیاری بچی ہے عالیہ"" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ اور عالیہ کے نام پر اسکے ذہن کے پردے پہ چھم سے ایک بارش میں بھیکتا شفاف کومل وجود آیا۔ وہ آسمان کی طرف چہرہ کئے آنکھیں بند کئے بارش میں بھیک رہی تھی۔ بارش کے قطرے اسکے وجود پہ شبنم کا منظر پیش کر رہے تھے۔ اور اس منظر نے شاہ زین جیسے انسان کو (جسکے لیئے اسکا ملک اسکی جاب اہم تھا) اک نئے جذبے سے روشناس کروایا تھا۔ اور وہ جزبہ تھا محبت کا، عشق کا۔ وہ سائم کے گھر جاتا تھا اسنے ایک یا دو دفعہ ہی عالیہ کو دیکھا تھا

وہ بھی سرسری سا کیونکا وہ ڈرائیونگ روم تک ہی رہتا تھا۔ لیکن دس ماہ پہلے کے اس حسین منظر نے اسکا دل اک الگ ہے لے پے دوڑایا تھا۔

"کہان کھو گئے بیٹا؟" "انہوں نے اسکا شانہ ہلایا۔

"ک کہیں نہیں ماما ادھر ہی ہوں میں تو" "وہ ہڑبڑا کر مناہل کے خیالوں سے باہر آیا۔

"پکانا؟؟" "وہ مشکوک ہوئیں۔

"جی میری پیاری ماما پکا" "اسنے انکے ہاتھ پر بوسا دیا۔

"چلو پھر آ جاؤ جلدی سے میں کھانا لگواتی ہوں تمہارے بابا بھی چلے گئے ہیں تمہارا انتظار کر کر

کہ" "وہ اسکے کپڑے نکال کر اسے تھمتے ہوئے بولیں اور باہر چلی گئی۔

"یار عالیہ کیا کر دیا ہے مجھے تم نے" "وہ ہنس کے اسکے تصور سے مخاطب ہوا پھر سر جھٹک کر واش روم میں گھس گیا۔

02_

"صارم بھیا صارم بھیا بچائیں بچائیں" وہ بھاگتی کھکھلاتی صارم کے پیچھے چھپنے لگی۔ اسکے پیچھے بھاگتے سائمن بھی لان میں آیا۔ وہ لان میں ورزش کر رہے تھے کہ عالیہ اور سائمن کی اس اچانک افتاد پر بوکھلا ہی گئے۔

"بھیا اس چڑیل کو بولیں میری شرٹ واپس کریں" اس نے صارم کے پیچھے چھپی عالیہ کو پکڑنا چاہا پر صارم نے ساہم کو بازوؤں سے پکڑ لیا۔

تھی۔۔"اے میرے خدا میرے ان دونوں بچوں کو ہمیشہ ایسے ہی خوش رکھنا" پر کیا پتہ انکی دعا قبول ہوئی بھی تھی یا نہیں۔۔۔

صارم کی شادی کی ڈیٹ ٹھیک 20 دن بعد کی رکھی گئی تھی کیونکہ عالیہ کی سیکنڈ ایئر کی کلاس سٹارٹ ہونے والی تھیں اور صارم لوگوں کی لیو بھی ختم ہو جانی تھی۔۔

اور اب گھر میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ انکی امی تو ہیں نہیں تھیں تو ساری شاپنگ عالیہ نے انعم بھابھی کے ساتھ ہی کی تھی۔۔ وہ عالیہ کو بالکل اپنی چھوٹی بہن کی طرح ہی ٹریٹ کرتی تھیں۔

اب بھی صارم اور سائم اپنی شاپنگ کے لئے اسلام آباد کے ایک شاپنگ مال میں آئے ہوئے تھے جب انکی نظر شاہ زین پہ پڑی جو شاید اپنی شاپنگ کے لئے آیا ہوا تھا۔۔

"شاہ زین کیسے ہو بھی؟ کہاں غائب ہو جب سے آئے ہو کوئی خبر ہی نہیں تمہاری" سائم نے اس کے پاس جا کے اسکی کمر پہ ایک مکا رسید کیا۔ وہ ایک دم چونک گیا پھر ہنس کر پلٹا اور اسے گلے لگایا۔

"ہاہا میں سمجھ رہا تھا کہ کچھ دنوں کے لئے تم سے جان چھوٹی لیکن تم ادھر بھی ٹپک پڑے" اسنے اسے دیکھ کر شرارت ست آنکھ دبائی جو اب غصے سے اسے گھور رہا تھا۔ ہائم ان دونوں کی نوک جھوک پہ مسکرا رہے تھے۔

"اسلام و علیکم! کیسے ہیں صارم بھیا" وہ انکے گلے ملا۔ وہ بھی سائِم کی طرح انہیں بھیا ہی کہتا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک بچے تم کیسے ہو؟؟۔ اور آنٹی اور انکل کیسے ہیں؟؟ انہوں نے اس سے الگ ہوتے پوچھا۔

"بالکل ٹھیک ہیں ماما بابا بھی۔ وہ آپکو یاد کر رہے تھے۔"

"یار میں حود بھی آنا چاہ رہا تھا لیکن اتنی تیاریوں میں ٹائم ہی نہیں ملا۔ انکل سے بات ہوئی تھی میری" انہوں نے نا آنے کی وجہ بتائی۔

"بھیا آپ شاپنگ کریں میں عالیہ کے لیے رنگ (ring) لے آؤں" وہ انہیں بول کے جھٹ سے آگے بڑھ گیا۔

اور شاہ زین کو شدت سے اسے دیکھنے کی تمنا ہوئی تھی۔

انہوں نے پھر اپنی شاپنگ کی اور پھر وہ پارکنگ کی طرف ہی چل پڑے۔ انہوں نے شاہ زین کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔ اور بالآخر تھوڑی پس و پیش کے بعد وہ مان ہی گیا تھی

"انکی گاڑیاں آگے پیچھے ہی پورچ میں رکی تھیں۔ سائمن شاہ زین کی گاڑی میں ہی تھا۔ انہوں نے گاڑی سے نکل کے شاپنگ بیگز اٹھائے اور اسی طرح باتیں کرتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ اور لاونج کے دروازے پہ انکی باتوں اور قدموں کو ایک ساتھ بریک لگا۔ وہ تینوں حیران و پریشان سامنے دیکھ رہے تھے۔ اب آپ لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ سامنے ایسا کیا تھا تو میں آپکو بتاتی چلوں کے سامنے عالیہ میڈم صوفے پہ بیٹھے زور و شور سے رونے میں مصروف تھی۔ اسکی پشت دروازے کی جانب تھی اس لیے اسے ان تینوں کے آنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔ وہ ابھی تک ویسے ہی کھڑے تھے سب سے پہلے صارم کو ہوش آیا اور وہ شاپنگ بیگز ادھر ہی پھینک کے بھاگ کے اسکے پاس گئے۔ اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔

عالیہ میری جان! گڑیا کیا ہوا ہے کیوں اتنا رو رہی ہو؟؟؟" انہوں نے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

اتنی دیر میں سائمن بھی اسکے ساتھ آ کے بیٹھ گیا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔ شاہ زین دروازے پہ ہی کھڑا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ اور عالیہ کو ہوا کیا ہی جو وہ اتنا بری طرح رو رہی ہے۔

"عالیہ یار کچھ تو بتاؤ۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو اور ہمیں بھی کر رہی ہو۔ کیا کسی نے کچھ کہا ہے؟" ابکی دفعہ سائمن نے اس سے پوچھا۔

"ب بھ بھیا وہ۔۔" اتنا بول کے وہ پھر رونا شروع ہو گئی۔

"ہاں گڑیا بتاؤ۔ کیا ہوا ہے؟ ایسے نہیں تنگ کرو میرا بچہ" صارم نے بے بسی سے کہا۔

"بھ بھیا وہ وہ مر گیا" اسنے بس اتنا ہی بولا۔

"کون مر گیا عالیہ" وہ سخت پریشان ہو گئے تھے۔ شاہ زر بھی پریشان ہو گیا کہ کس کی بات کر رہی ہے عالیہ

"بھیا وہ عمر کو انہوں نے مار دیا۔ اور اور اور وہ مر گیا۔" وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی۔

"عمر کون ہے عالیہ؟؟" انہوں نے اچنبے سے پوچھا۔ کیونکہ عالیہ اور کسی لڑکے کا نام لے۔ ناممکن سی بات لگتی تھی۔

"وہ ناول کا ہیرو تھا۔ اتنا اچھا تھا وہ۔ اتنا پیارا" اسنے بڑے آرام سے بتایا۔

"واااااٹ؟ عالیہ آر یو میڈ؟" یہ سائمن تھا۔ اسے زرا یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ تب سے ناول کے ہیرو کے لئے رو رو کے بے حال ہو رہی تھی۔ اور ادھر ہی شاہ زین کو اسکی معصومیت پے ہنسی آئی۔ وہ اب بہت دلچسپی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

03_

"بھیا ریلی وہ بہت اچھا تھا" وہ روہانسی ہوئی

"عالیہ بند کرو رونا دھونا۔ کیا یار سارا موڈ خراب کر دیا ہے" سائمن نے قدرے جنبھلا کے اسے کشن مارا اور صوفے پہ ہی نیم دراز ہو گیا۔

"صارم بھیا یہ دیکھیں مجھے مار رہے ہیں" اسنے قدرے چیخ کر کہا۔

"سائمن اگر اب تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی نا تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا" انہوں نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"اچھا اچھا بھیا اب ڈرائیں تو نہیں نا۔ اووو شاہ زین یار تم تو آو اس چڑیل کے چکر میں تو یاد ہی نہیں رہا کہ تم بھی آئے ہوئے ہو" اسنے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ساتھ ہی شاہ زین کو بلایا۔

عالیہ نے شاہ زین کا نام سنا تو ایک دم چونک کے کھڑی ہوئی اور پیچھے دیکھا۔ وہ پیچھے ہی کھڑا تھا۔ اسنے بھی عالیہ کی طرف دیکھا۔ اسکی چھوٹی سی ناک۔ آنکھیں اور ہونٹ مسلسل گریہ و زاری کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔ وہ اس وقت بلیک ٹراؤزر اور سائٹم کی ہی بلیو کلر کی شرٹ میں تھی۔ جو کہ اسکے گھٹنوں تک آ رہی تھی۔ اسے دیکھ کے شاہ زین کے دل نے اک بیٹ مس کی۔ پھر جلدی سے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائیں۔

"یار اب میں چلتا ہوں ماما میرا ویٹ کر رہی ہوں گی۔ میں پھر آ جاؤں گا" اسنے سائٹم سے کہا۔

"اوو یار تمہیں نہیں پتا ہماری عالیہ بہت مزے کی چائے بناتی ہے پی کے جانا" اسنے شرارت سے عالیہ کو دیکھ کے چڑایا۔ کیونکہ اسے چائے تو کیا انڈہ بھی ابالنا نہیں آتا تھا۔

"بھیا" اسنے اسے غصے سے گھورا اور پاؤں پٹختے واک آؤٹ کر گئی۔ اسے اپنے پیچھے ان تینوں کا جاندار قہقہ سنائی دیا تھا۔

"اور تم شاہ زین! تمہارا کب ارادہ ہے شادی کرنے کا" اسنے بظاہر سنجیدگی سے آنکھوں میں شرارت لئے اس سے پوچھا۔

"اومائی گاڈ سائمن ابھی تو میں چھوٹا سا بچہ ہوں میری ابھی کوئی عمر نہیں ہے شادی کی اور میں شادی بھی جب ہی کروں گا جب تمہارے بچے مجھے چاچو بولیں گے" اسنے بھی اسی کے انداز میں ہی اسے جواب دیا۔

"ہائے یار میری تو بہت خواہش ہے کہ میرے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہوں جو مجھے پیپا بولیں۔۔۔ پر ہائے رے قسمت بھیا مانتے ہی نہیں" اسکا اپنا ہی دکھڑا تھا۔

"سائمن تمہیں تو اور کوئی کام ہی نہیں ہے" وہ ہنستے ہوئے اندر کی طرف بڑھے۔۔۔ انہیں پتا تھا اب انکی اپنی ہی باتیں تھیں اب۔

"اچھا یار اب میں چلتا ہوں ماما ویٹ کر رہی ہوں گی" وہ بھی ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں آؤں گا آنٹی اور انکل کو ملنے اور تم بھی کل ٹائم سے آجانا کیونکہ کام بہت ہے ہم دونوں نے ہی کرنا ہے" وہ اس سے ملا۔

"او کے باس" اسنے اپنے دائیں ہاتھ کو دو انگلیاں ماتھے تک لے جاتے بولا۔۔۔ اور وہ دونوں ہی ہنس پڑے۔

"بالکل پاگل لڑکی ہے پر ہے بہت معصوم" وہ بلند آواز میں بڑبڑا کے ہنسا۔

"برخوردار کون معصوم لڑکی ہے؟؟" وہ جو بیڑ پہ اوندھے منہ لیٹے اپنے خیالوں میں مست عالیہ کو سوچ کے بڑبڑا رہا تھا۔ اسک کمال پاشا صاحب کے آنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا اب انکی آواز پہ ہڑبڑا کہ اٹھ بیٹا۔

"آآپ ک کب آئے پایا۔ آئیں نا بیٹھیں" اسنے جلدی سے بولا حالانکہ دل میں اسے پکا یقین تھا کہ آج تو جوتے پکا پڑیں گے۔

"برخوردار تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ کون ہے یہ لڑکی جسکو یاد کر کے مسکرایا جا رہا تھا" وہ بیڈ پہ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"ن نہیں ب بابا ای ایسی تو کوئی بات نہیں ہے" وہ ہکلا یا۔

"شاہ زین !!! میں نے جو پوچھا ہی اسکا جواب دو" انہوں نے اب کی بار غصے سے کہا۔ اور اس وقت تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کیپٹن شاہ زین کمال پاشا ہے۔ جو ملک دشمن عناصر کو سبق سکھانے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔

"ب بابا وہ وہ۔ عالیہ۔ سائیم اور صارم بھیا کی بہن" اس نے نظریں جھکائے گویا اعتراف کیا۔ کیونکہ اسے پتا تھا کہ جب تک بتایا تا تب تک جان نہیں چھوٹنے والی۔

وہ کچھ دیر تک اسے سنجیدگی سے دیکھتے رہے اور شاہ زین کی سانس اٹکی رہی۔ پھر انہوں نے اسے آگے بڑھ کر گلے سے لگایا۔

"شاہ زین مجھے تمہاری پسند پہ فخر ہے۔ میں نے ہمیشہ عالیہ کو ہی تمہارے لئے ہی سوچا ہے۔ وہ میرے دوست کی نشانی ہے۔ جان سے بھی زیادہ پیاری تھی اسے۔ اور ویسے بھی وہ بہت پیاری بچی ہے" انہوں نے اسے اپنے سے الگ کر کے اسکی حیران آنکھوں میں دیکھا۔

"کیا ہوا برخوردار !! اتنے حیران کیوں ہو" وہ اسکی حیرانی دیکھ کے ہنس پڑے۔

"بابا آ آپ سچ بول رہے ہیں؟؟ آئی مین کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟؟ اور اگر ماما کو کوئی اعتراض ہوا تو؟؟" اسے تو خوشی کے مارے کچھ سمجھ ہی نہیں اڑھا تھا کہ کیا بولے "

"بالکل ایسا ہو سکتا ہے اور تمہاری ماما سے میں بات کر لوں گا انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ صارم کی شادی کے فوراً بعد اس سے بات کروں" انہوں نے اسے تفصیل سے آگاہ کیا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تھینک یو بابا تھینک یو سو مچ" وہ ایک بار پھر انکے گلے لگا۔ اور وہ اسکا جوش دیکھ کے ہنس دیئے۔ انکے جانے کے بعد وہ دھپ سے بیڈ پہ بیٹھا۔

"فائنلی عالیہ ایک مشکل تو حل ہوئی اور اب اگر اللہ نے چاہا تو تم بہت جلد میری ہو جاو گی" اور اسی طرح اسکے خیالوں میں مگن وہ نیند کی وادی میں چلا گیا۔

ep4

حسن ہاوس میں صارم کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ اور آج مہندی تھی۔ سارا انتظام گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ چاروں طرفین کو رنگ برنگے پھولوں، لائٹس اور برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ انکے ماموں کی فیملی اور قریبی دوست احباب تھے۔

سب تیاریوں میں مصروف تھے کیونکہ کچھ ہی دیر میں فنکشن شروع ہونے والا تھا

مناہل شیشے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔ آج اسنے باٹل گرین کلر کی گھٹنوں تک آتی کرتی جس گولڈن کلر کا بہت خوبصورت کام ہوا تھا اور ساتھ یلو کلر کا شرارہ پہنا ہوا تھا۔ اور دوپٹہ دائیں کندھے پر پھیلا یا ہوا تھا۔ بالوں کی درمیان سے مانگ نکال کے ٹیکا لگایا ہوا تھا۔ جو کہ اسکے چہرے پہ

بہت بچ رہا تھا۔ اور اسکے دونوں ہاتھوں میں سفید موتیے کے گجرے تھے۔ اور لائٹ میک اپ کے سارے وہ کوئی پری ہی لگ رہی تھی۔

وہ ابھی اپنا ٹیکا درست کر رہی تھی۔ جب اسے لگا کسی نے اسکا دوپٹہ ہلکے سے کھینچا ہے۔ وہ چونک کے مڑی اور سامنے کھڑے تین سال کے اسامہ کو دیکھا جو اسکی طرف بانہیں پھیلائے منتظر تھا کہ وہ اسے اٹھائے۔ (اسامہ انکے ماموں زاد ایاز کا بیٹا تھا۔ اور عالیہ کو اس سے ہمیشہ سے ہی بہت لگا رہا تھا۔۔ اور اسے بھی عالیہ کی موجودگی میں اور کچھ نہیں سوجتا تھا۔

"او میرے عمر جہانگیر آپ کب آئے" اسنے اسے جھک کے اٹھایا اور اسکے گالوں پہ پیار کیا تو اسنے بھی واپس یہی عمل دوہرایا تو وہ کھکھلا دی۔

"چلو میرے لٹل پرنس صارم بھیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ تیار ہوئے بھی ہیں یا نہیں" وہ اسے ویسے ہی اٹھائے کمرے سے باہر آ گئی۔

"صارم بھیا آپ تیار ہو گئے ہیں یا نہیں" اسنے انکے کمرے میں آتے ہی اسنے پوچھا۔ وہ اپنے بال بنانے میں مصروف تھے۔ وائٹ کلر کی شلوار قمیض پہ لائٹ گرین کلر کی واسکٹ پہنے انکے وہ بہت وجہ لگ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کے اسکی آنکھوں میں نمی دوڑ گئی۔ کیونکہ موقع ہی ایسا تھا کہ ماں باپ کی یاد آ گئی۔

"ارے رے رے میری گڑیا کو کیا ہوا" انہوں نے اسے ساتھ لگایا اور ساتھ ہی اسامہ کو اسکی گود سے لینا چاہا۔ لیکن اسنے مناہل کی گردن کے گرد پھر سے بازو حائل کر دئے۔ وہ دونوں اسکی اس حرکت پہ مسکرا دئے۔

"تم تو بہت ضدی ہو اسامہ صاحب" انہوں نے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرا۔

"بھیا بھیا آجائیں باہر جلدی سے" سائم آوازیں دیتا ہوا اندر آیا تو انہیں دیکھ کے حقگی سے آنکھیں سکیڑیں۔

"بھیا کبھی مجھے بھی پیار کر کیا کریں ہمیشہ اس چڑیل کو ہی کرتے رہتے ہیں" وہ حقگی سے بولا تو انہوں نے مسکرا کے اسے گلے لگایا۔ وہ آج بلیک کلر کی شلوار قمیض میں تھا۔ اور اسکی پرسنالٹی بہت وجہیج لگ رہی تھی۔

پھر اسی طرح باتیں کرتے وہ باہر آگئے کیونکہ فنکشن سٹارٹ ہونے والا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شاہ زین اپنی ماما اور بابا کے ساتھ آیا۔ سائم نے ہی دروازے پہ انکا استقبال کیا۔ آج سائم اور شاہ زین نے ایک جیسے ہی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور شاہ زیم بظاہر تو سائم سے باتیں کر رہا تھا لیکن اسکی نگاہیں بہت شدت سے کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اور پھر کچھ دیر بعد وہ اسے نظر آ ہی گئی۔ اور نظر اس پہ ٹپڑ سی گئی۔ وہ اپنی وہی ازلی معصومیت سے کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ کچھ دیر کے لیے وہ اپنے ارد گرد کی ہر شے کو جیسے فراموش ہی کر گیا تھا۔ اور دھیان تو تب اس پہ سے ہٹا جب سائم نے آواز دے کہ اسے اپنے پاس بلایا۔ اسنے دوبارہ اس طرف دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ کھڑی تھی۔ اب وہاں کوئی بی نہیں تھا۔ اسنے جی بھر کے خود کو اس بے اختیاری پہ کوسا۔

"شاہ زین شاہ زین بات سنو" وہ جو کسی سے بات کر رہا تھا صارم کے پکارنے پر انکے پاس آیا۔

"جی بھیا" وہ بھی سیٹج پہ ا کے انکے پاس ہی کھڑا ہو گیا۔

"یار یہ سائٹم کدھر ہے اور مناہل بھی نظر نہیں آ رہی" انہوں نے فکر مندی سے پوچھا۔

"بھیا ادھر ہی ہوں گے دونوں۔ آپکو کوئی کام ہی تو آپ مجھے بتا دیں"

"یار کام تو کوئی نہیں ہے۔ مجھے عالیہ کی فکر ہو رہی ہے۔ وہ کافی دیر سے نظر نہیں آئی۔ تم اسے بلا لاو
بس" ان کے لہجے میں عالیہ کے لیے فکر مندی اور پیار تھا۔

"بھیا آپ فکر نا کریں میں دیکھتا ہوں۔ ادھر ہی ہو گی اسنے کہاں جانا ہے۔" اسنے کہا اور ساتھ ہی اندر
کی جانب چل دیا کیونکہ باہر تو کہیں وہ نظر نہیں آ رہی تھی

"پتا نہیں ایک تو سائمن بھیا کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ جو چیز یہ رکھ دیں پھر مجال ہے کہ وہ مل جائے" اس بیچاری نے اسکی وارڈروب تو کیا سارا کمرہ چیک کر لیا تھا لہکن وہاں کیمرہ تو کیا اسکا کوئی نام و نشان دور دور تک نہیں تھا۔

پھر اب واپس جا کے بھیا سے پوچھنا پڑے گا "وہ سخت غصے میں کمرے سے نکلی اور تیز تیز چلتی اپنے خیالوں میں گم آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی وہ کوریڈور کے دائیں جانب بڑھی ہی تھی کہ اسکی خسی سے زوردار قسم کی ٹکر ہوئی۔ اور شاید آنے والا بھی اس سب کے لیے تیار نہیں تھا اب سنبھل ناپایا اور گر گیا۔ اور اب حالت کچھ یوں تھی کہ وہ نیچے زمین پہ تھا اور وہ اسکے اوپر۔ اور اسکی نظر ابھی ٹکرانے والے کے چہرے پہ نہیں پڑی تھی اسنے صرف ابھی اسکی بلیک قمیض ہی دیکھی تھی۔ کہ لائٹ چلی گئی۔

"اففف سائمن بھیا میرا سر پھاڑ دیا ہے آپ نے" اس شدید قسم کی ٹکر کی وجہ سے اسکا سر اسکے سینے سے بہت زور سے ٹکرایا تھا۔ اور اب وہ اسکے بلیک قمیض دیکھ کے یہی اندازہ لگا سکی کہ اس طرح کے کپڑے سائمن نے ہی پہنے تھے۔ جبکہ اسے نہیں تھا پتا کہ ان دونوں نے آج کے دن ایک جیسا ہی لباس پہنا تھا۔ اور دوسری طرف وہ تو بس اسکے لمس کو ہی محسوس کر رہا تھا جو ابھی بھی اسکے اوپر ہی تھی۔ اور ہوش میں تو تب آیا جب اسکی چیخ سنائی دی۔

"بھیا میرے بال" اسکے بال اسکی قمیض کے بٹنوں سے الجھ گئے تھے۔

"یہ لائٹ کیوں چلی گئی ہوئی ہے ایک تو" وہ روہانسی ہو رہی تھی ایک تو بال نہیں نکل رہے تھے اور دوسرا لائٹ بھی چلی گئی تھی۔ وہ ابھی بھی کچھ نہیں تھا بولا۔

"بھیا آپکو کیا ہو گیا ہے؟ چپ کا روزہ تو نہیں رکھ لیا کیا؟" اسنے اسکے کندھے پر زور سے مکا مارا تو وہ بے ساحتہ مسکرا دیا۔ ایک تو وہ اسکا عشق تھی اسکی محبت تھی دوسرا اکی انتہائی قربت اسے مدہوش کرنے کے لیے کافی تھی۔

وہ ابھی اسی طرح بڑبڑا رہی تھی تو اسی اسنا میں لائٹ آگئی اور ہر چیز روشنی میں نہا گئی۔ اور جب اسکی نظر ٹکرانے والے کے چہرے پہ پڑی تو وہ جم سی گئی۔ کہ وہ تو تب سے سائم سمجھ کے بولے جا رہی تھی۔ وہ ابھی تک شاک کی سی کیفیت میں تھی اور چونکی تو تب جب اسے لگا کہ کسی کا بازو اسکی کمر کے گرد جمائل ہوا۔ اسنے ایک جھٹکے سے اٹھنا چاہا لیکن اسکے بال اسکی قمیض کے بٹنز میں پھنسے ہونے کی وجہ کراہ کے پھر اسکے سینے پہ گری۔ اب تو وہ سہی طور پہ حواس باختہ ہوئی تھی اور اسکی بوکھلاہٹ دیکھ کے اسکے چہرے پہ محفوظ ہونے والی مسکراہٹ چھا گئی۔

"پ پ پلیمز میرے بال" اسنے اسکی توجہ اپنے بالوں کی طرف کرواتا جو کہ جانے کہاں کھویا ہوا تھا۔

"بہت پیارے ہیں" اسنے بے ساختہ کہا اور اسکے چہرے سے بال ہٹائے۔ عالیہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔ لیکن اسکی آنکھوں میں ایسا کوئی تاثر تھا جسنے اسے پلکیں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔

05

اسکا دل پوری شدت سے رھڑک رہا تھا۔ ہیاں تک کہ شاہ زین بھی اسکے دل کی رھڑکن واضح سن سکتا تھا۔ وہ اسکے حسین چہرے کو بہت لگاؤ سے دیکھ رہا تھا۔

"پلیز کچھ کریں۔ م میرے بال۔ مجھے درد ہو رہا ہے" الفاظ بے ربتگی سے ادا ہو رہے تھے۔ اسکی آنکھوں میں نمی چھاگئی۔ اور وہ اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ کے جلدی سے ہوش میں آیا۔

"ریلیکس عالیہ میں ابھی نکالتا ہوں" اسنے اسے رسانیت سے سمجھایا مبادا کہ وہ رونے ہی نا لگ جائے۔

اور پھر وہ اسکے بال نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ اتنے میں کسی کے قدموں کی آواز آئی جو مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ عالیہ نے سہم کے اسے دیکھا کہ سارا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا اور جس حالت میں وہ تھے کوئی بھی غلط سمجھ سکتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کوئی آرہا ہے" اسکی آنکھوں سے آنسو گر کے شاہ زین کے سینے میں جذب ہونے لگے۔ اور شاہ زین نے جب اسے دیکھا تو اسے بھی انکی پوزیشن کا احساس ہوا۔

"ششش! آپ میرے ساتھ اٹھنے کی کوشش کریں" اسنے آہستہ سے کہا اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے آتھاتے ہوئے حود بھی اٹھا۔ اسکے بال ابھی بھی اسکی قمیض کے بٹن میں ہی الجھے ہوئے تھے۔ عالیہ نے کچھ بولنا چاہا تو اسنے اپنا ہاتھ اسکے نازخ ہونٹوں پہ رکھ کے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اور ساتھ ہی اسکا بازو پکڑ کر کوریڈور کے قدرے اندھیرے حصے میں لے آیا۔ اور اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اسکا ہاتھ ہنوز اسکے ہونٹوں پر ہی تھا۔ قدموں کی آواز بالکل قریب سے گزری اور پھر آہستہ ہوتے ہوتے ختم ہوگئی۔ اسکا دھیان پھر سے عالیہ کی طرف چلا گیا۔

اسکے آنسوؤں تو اتر سے بہہ رہے تھے جو شاہ زین کی ہتھیلی بھگا رہے تھے۔ اسنے اپنا ہاتھ اسکے ہونٹوں سے ہٹایا۔ اسے اسکی حالت دیکھ کے بے ساختہ اس پہ رحم آیا۔ اور ایک عجیب سی بے ساختگی میں اسکا ہاتھ اسکے چہرے تک گیا۔ اور اسنے اسکے آنسو صاف کیئے۔

اسنے سہم کر اسکی جانب دیکھا۔ اس وقت بھیگی پلکوں سرخ ہونٹوں اور سرخ آنکھوں کے ساتھ شاہ زر کو وہ بہت حسین لگی۔ اور پھر وہ تو اسکا عشق تھی۔

اسنے اسکی حالت کے زیر اثر اسے زیادہ تنگ کرنا مناسب نا سمجھا۔ اور اپنی قمیض کے بٹنز سے اسکے بال نکالنے لگا۔ کچھ دیر وہ الجھتا رہا۔ لیکن جب کسی طرح بھی اسکے بال آزاد نا ہوئے تو اسنے اپنی قمیض کا سب سے اوپر والا بٹن کھولا اور ساتھ ہی عالیہ کی آنکھیں بھی کھل گئیں حیرت سے۔ پھر اسنے دوسرا بٹن کھولا تو اسکی دھڑکن تھم گئی۔ وہ بے ساختہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ شاہ زین کا دھیان جب اسکی طرف گیا تو پہلے تو سمجھ نا آیا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ لیکن جب سمجھ میں آیا تو اک خوبصورت سی مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔

اسنے پھر پھر تیسرا بٹن کھولا تو عالیہ باقاعدہ کانپنا شروع ہو گئی۔ لیکن شکر ہو خدا کا کہ اسکے بال آزاد ہو گئے۔ اور پھر عالیہ میڈم نے آؤ دیکھا نا تاؤ اور دوڑ لگانا چاہی۔ لیکن برا ہو ہیل والی سینڈل کا جو اسنے پہنی ہوئی تھی۔ اسکا پاؤں مڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ گر جاتی شاہ زین نے اسکی کمر کے گرد بازو جمائل کر کے اسے گرنے بچایا۔ اور اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ ایک تو رات، اوپر سے تنہائی، اور سب سے بڑی بات عالیہ کی قربت۔ وہ مدہوش نا ہوتا تو کیا کرتا۔ اور اسی مدہوشی کے زیر اثر وہ جھکا اور اسکی پیشانی

پہ اپنے لب رکھ دیئے۔ اور وہ تو حیرت سے گنگ تھی۔ اسے اس سے اس بے ساختگی کی قطع توقع نہیں تھی۔ پھر اسے شاہ زین کو زور سے پرے ہٹایا۔ اور روتی ہوئی تیزی سے اوپر چلی گئی۔

جب وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہوئی تو اسے ایک دم احساس ہوا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ ایک دم سے بہت مضطرب نظر آنے لگا۔ پھر اسے ایک گہری سانس لی اور اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی۔ اوپر تیزی سے قدم اٹھاتے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس ٹائم صرف اکیلا رہنا چاہتا تھا لیکن لاونج کے دروازے پہ اسے سائمن نے روک لیا تو اسے بھی رکنا پڑا۔

"کیا ہوا شاہ زین! طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" اسنے اسے تشویش سے دیکھا۔

"ہا ہاں یار میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے۔ میں تم لوگوں کو ہی دیکھنے آیا تھا بھیا بلا رہے تھے۔" اسنے اسے اپنی طرف سے مطمئن کرنا چاہا اور ساتھ ہی اسکا دھیان دوسری جانب لگایا۔

"ہاں یار لیکن عالیہ پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئی ہے۔ اسے بتانا تھا کہ کیمرہ میں نے گاڑی میں ہی رکھ دیا ہوا تھا۔ دیکھنا اب اسنے میری بڑی لگانی ہے کہ میں ہر چیز رکھ کر بھول جاتا ہوں۔ اب مجھے اللہ ہی بچائے اس سے" وی ہنسا تو شاہ زین بھی مسکرا دیا۔

"چلو آؤ ہم باہر چلتے ہیں ادھر ہی ہو گی کہیں وہ بھی" وہ اسے بازو سے پکڑ کے باہر آ گیا۔ لیکن دوسری طرف اسکی سوچوں کے سارے دھاگے اس پری وش کے گرد ہی تھے۔

وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی زور سے دروازہ بند کیا۔ اور بیڑ پہاوندھے منہ گر کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔ آج تک اسکے بھائیوں اور بابا کے علاوہ کو کوئی مرد اسکے پاس نہیں آیا تھا۔ اور آج اسے صحیح معنوں میں شاہ زین سے ڈر لگا تھا۔ وہ چھوٹی تھی نا سمجھ تھی لیکن اتنی نہیں کہ وہ سب سمجھنا سکتی۔ اسے پہلے بھی کبھی کبھار شاہ زین کی آنکھوں میں ایسا کوئی تاثر محسوس ہوا تھا لیکن اپنا وہم سمجھ کے وہ جھٹلا دیتی تھی۔ پر آج اسے سمجھ آگئی تھی۔

اسے شاہ زین کی حرکت نے واقعی ڈرا کے رکھ دیا تھا۔

"کیوں کیا آپ نے ایسا" روتے روتے اسکی ہچکی بندھ گئی تھی۔

"م میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ اگر سائیم یا صارم بھیا کو پتہ چل گیا تو وہ کیا سوچیں گے۔ حالانکہ میری تو کوئی غلطی بھی نہیں تھی۔" وہ پھر سے رو دی۔ اسے اس وقت سب کچھ بھول گیا تھا کہ وہ کیوں آئی تھی۔ بس یاد تھا تو اتنا کہ شاہ زین نے بہت غلط کیا ہے

وہ دونوں چلتے ہوئے باہر لان میں آئے

"سائیم کدھر تھے تم۔ کچھ ہوش بھی ہوتا ہے تمہیں یا نہیں۔ اور تم شاہ زین تمہیں میں نے انہیں لینے بھیجا تھا اور تم خود ہی جا کر بیٹھ گئے ہوئے تھے" صارم نے انکے پاس آتے ہی غصے سے گھورا۔ کیونکہ سب مہمان جا رہے تھے اب لیکن یہ تینوں ہی انہیں نظر نہیں آئے تھے۔

"سوری بھیا میرے دوست کی کال آگئی تھی تو میں وہ ریسو کرنے چلا گیا تھا۔ اور شاہ زین بھی مجھے ڈھونڈتا رہا تھا لیکن میں ادھر ہوتا تو ملتا نا" اسنے جلدی سے اپنا اور شاہ زین دونوں کا دفع کیا مبادا کہ ادھر ہی نا ہو جائے۔

"اچھا باقی سب چھوڑو! یہ بتاؤ عالیہ کدھر ہے۔ اتنی دیر ہوگئی ہے وہ کہیں نظر ہی نہیں آئی" ان کے لہجے میں اسکے لیے فکر تھی۔

"بھیا وہ وہ میں نے اسے کیمرہ لینے بھیجا تھا اندر ہی ہوگی" اسنے ڈرتے ڈرتے بتایا۔

"میں خود دیکھتا ہوں تم دونوں کو تو بولنا ہی بے کار ہے" وہ دونوں کو غصے سے گھورتے چلے گئے۔

"عالیہ گڑیا اندر ہو" انہوں نے اسکے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

"ج ج جی بھیا م میں ادھر ہی ہوں" اسنے جلدی سے آنسو صاف کئے۔ لیکن باوجود کوشش کے اسکی آواز بھرا گئی۔

"عالیہ گڑیا طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ کافی دیر سے اندر بند ہو۔ حیریت ہے نا؟" انہیں اسکی آواز نے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔

"بھیا میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ جائیں میں ابھی آتی ہوں" بہت کوشش کے باوجود بھی اسکے آنسو بھل بھل نہ جا رہے تھے۔

"Aliya , I said open the door"

انہوں نے اب کی بار زرا غصے سے کہا۔

عالیہ کو بھی پتہ تھا جب تک دروازہ نا کھولا تب تک بھیا نہیں جائیں گے۔ وہ اٹھ کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور اپنے ہاتھوں کے پشت سے رحصار پہ بہنے والے آنسو صاف کیئے۔ اور دو گہری سانسیں لے کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ پھر اسنے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ لیکن ان سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

"عالیہ کیا ہوا میری جان ادھر دیکھو میری طرف" انہوں نے اسکا ستا ہوا چہرہ دیکھ لیا تھا۔

"کک کچھ بھی تو نہیں بھیا۔ مجھے کیا ہونا ہے" اسنے مسکرانے کی کوشش کی لیکن آنکھوں میں پھر نمی چھا گئی۔

"عالیہ" انہوں نے سختی سے تنبیہ کی۔ تو وہ ایک نظر ان پہ ڈال کر انکے سینے سے لگ گئی اور رونا شروع کر دیا۔

ep6

"عالیہ کیا ہوا ہے۔ مجھے پتا ہے بات کچھ بھی نہیں ہوگی اور تم نے رونا شروع کر دیا ہوگا" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ کیونکہ عالیہ کو جانتے تھے اسے ویسے بھی بات بے بات رونا کی عادی تھی۔ لیکن آج واقعی وہ کسی وجہ سے رو رہی تھی۔

"بھیا اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔ میں کب بات بے بات روتی ہوں" وہ اپنا رونا دونا بھول کے لئے لڑنے کے لئے تیار تھی۔

"اوو اچھا تو اب کیوں رو رہی تھیں پھر" مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

"کچھ نہیں بھیا بس بابا یاد آرہے تھے" اسنے بہانا بنایا کیونکہ شاہ زین والی بات تو وہ بتانے سے رہی اب۔

"اوو میرا بچہ تو روو تو نہیں نا۔ بابا ہمیں بھی یاد آتے ہیں لیکن قدرت کے فیصلوں کے آگے بندہ کیا کر سکتا ہے۔" انہوں نے اسکے سر پر پیار کیا۔

"جی بھیا میں انکے لئے دعا کروں گی اور اب رووں گی بھی نہیں" اسنے اپنے آنسو صاف کئے۔

..Thats like my good girl

انہوں نے اسے ساتھ لگایا۔

"چلو اب تم ریٹ کرو مہمان بھیچلے گئے ہوں گے" وہ اٹھتے ہوئے بولے۔ اور پھر اسکے سر پہ ہاتھ رکھا

"او کے بھیا۔ آپ بھی ریٹ کریں" اسنے ان کے جانے کے بعد دروازہ لاک کیا اور بیڈ پہ بیٹھ کے اک گہرا سانس لیا۔ پھر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف آئی اور اپنی جیولری اتاری اور وارڈروب سے اپنا نائٹ سوٹ اٹھا کے واش روم میں گھس گئی۔

شاہ زین فنکشن سے آنے کے بعد سیدھا اپنے روم میں گیا تھا۔ اب وہ ٹراؤزر اور شرٹ میں بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔ اسکے ذہن میں ابھی بھی اس پری وش کا ہی خیال تھا۔ اسکا لمس ابھی تک وہ اپنے وجود پہ محسوس کر رہا تھا۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ بہت جلد است اپنے دل کی بات بتائے گا۔ اور اسی طرح وہ اسے سوچتے ہوئے نیند کی وادی میں چلا گیا۔

آج صبح سے ہی گھر میں اک ہلچل مچی ہوئی تھی۔ آج صارم کی بارات جانی تھی۔ ہر طرف شور ہی تھا۔ اور عالیہ بیڈ پہ بیٹھی جیولری سیلیکٹ کر رہی تھی جب سائمن اسے آوازیں دیتا اسکے روم میں آیا۔

"عالیہ یار میرا جوتا نہیں مل رہا۔ کرھر رکھا ہے؟"

"بھیا آپکے روم میں ہی دیکھیں ادھر ہی ہوں گے میں خود بیڑ کے پاس رکھ کے آئی تھی" اسنے غصے سے سائمن کو گھورا کیونکہ اسے سامنے رکھی چیز بھی نہیں تھی ملتی۔

"چڑیل غصہ کیوں کر رہی ہو۔ نہیں مل رہا تو اسی لئے کہ رہا ہوں نا" وہ اسکے بیڈ پہ ہی نیم دراز ہو گیا۔

"بھیا اگر ادھر سے آپ کے جوتے ملے نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" اسنے گویا دھمکایا۔

"اچھا اب جاو بھی نا میرا سر کیوں کھا رہی ہو"

اسنے جنجھلا کے کہا اور کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔ اسنے گھور کے اسے دیکھا اور کمرے سے نکل گئی۔ وہ ابھی اسکے کمرے میں داخل ہوئی تھی جب اسکی نظر اسکے جوتوں پر پڑی۔ اسکا تو گویا دماغ ہی گھوم گیا۔

اسے شدید قسم کا غصہ آیا۔ وہ ادھر سے ہی تیزی سے نکل کے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔ "بھیا آج مجھ سے بچ کے دکھائیں" اسنے کشن اٹھایا اور زور سے اسکی طرف پھینکا۔ جو کہ کچج کر لیا گیا تھا۔

"ہاہا سوری یار پر کیا کروں مجھے مزا آتا ہے تمہیں تنگ کرنے میں" وہ ہنسا اور بیڈ سے کشن اٹھا کہ اسکی طرف پھینکا جو کہ اس بچاری کی ناک پہ لگا۔

"آج آپ نہیں بچیں گے مجھ سے" اسنے غصے سے کشن اٹھایا اور اسکی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ اب تھوڑی دیر بعد ہی کمرہ میدان جنگ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ کشنز میں سے رو نکل کر سارا کمرے میں پھیلا ہوا تھا اور وہ دونوں ابھی بھی مار کٹائی میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ اور زیادہ برا حال مناہل کا تھا۔

صارم جو کہ عالیہ سے کوئی بات کرنے آیا تھا تو کمرے کا منظر دیکھ کے گویا غش کھاتے کھاتے بچا تھا۔
 "تم لوگوں نے کونسا میدان جنگ شروع کیا ہوا ہے"
 صارم کی آواز سن کے ان دونوں کو بریک لگا۔
 "تم دونوں بچے نہیں ہو جو ہر ٹائم اس طرح کی حرکتیں کرو" وہ ان سے پیار بھی بہت کرتے تھے لیکن سمجھانا بھی انکا فرض تھا۔
 ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر صارم کو۔
 "سوری بھیا" دونوں نے کان پکڑے اور وہ ان کی اس حرکت پہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیئے۔
 انہیں مسکراتا دیکھ وہ دونوں انکے گلے لگے۔
 "لو یو بھیا۔۔۔ آپ کتنے اچھے ہیں" ان دونوں نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "او کے او کے نو مور بٹرنگ" وہ بھی ہنس دئے۔
 "بھیا آج آپ کی بارات جانی ہے اور ابھی آپ تیار ہی نہیں ہوئے؟ یہ نا ہو کہ دلہے کے بغیر ہی بارات چلی جائے۔" سائم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاہا اب ایسی بھی بات نہیں ہے" انہوں نے بظاہر تو سنجیدگی سے کہا لیکن آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"اووووووو" ان دونوں نے ہونٹ سکیڑے۔

"بس بس اب زیادہ اوو اوو نہیں کرو۔ اور تیاری کرو۔ اور خبردار جو اب پھر سے کوئی جنگ شروع کی تو" وہ جاتے ہوئے ہدایت کر کے گئے۔

تو سائم بھی انہیں پیچھے چلا گیا۔ اور وہ بھی اپنی تیاری میں مگن ہو گئی۔

07

بارت نکل چکی تھی عالیہ صارم کے ساتھ اسکی گاڑی میں ہی تھی۔ اور سائم شاہ زین کی گاڑی میں اسی کے سائے چلا گیا تھا۔ جب بارت پہنچی تو انکا استقبال بہت شاندار طریقے سے کیا گیا تھا۔ آج صارم نے بلیک کلر کی شیروانی پہ گولڈن کلمہ پہنا ہوا تھا۔ اور شاہ زین اور سائم نے آج کے لیے بھی ایک جیسے بلیک کلر کے ڈنر سوٹ پہنے ہوئے تھے۔

وہ اندر کی طرف جا رہا تھا۔ جب اسے وہ پری ویش نظر آئی۔ اسنے بھی اتفاقاً بلیک کلر کی پیروں تک آتی لمبی فراک پہنی ہوئی تھی۔ جس کے گلی اور دامن پہ گولڈن کلمہ کا کام ہوا تھا۔ جو بہت سجا ہوا تھا اس پہ۔ اور بالوں کا اسنے میسی سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ جس میں سے کچھ لٹیں نکل کر اسکے چہرے اور گردن پہ جھول رہی تھیں۔ ریڈ کلر کی لپسٹک اسکے ہونٹوں پر تھی۔ لائٹ میک اپ اور گلے میں لائٹ

ساگولڈن پینڈنٹ پہنے ہوئے تھی۔ اور اس وقت وہ اپنے ڈوپٹے سے الجھ رہی تھی۔ شاہ زین جانتا تھا کہ اس نے کبھی اتنا بڑا دوپٹہ نہیں پہنا تھا۔ وہ اسے دیکھ کے محفوظ ہونے والے انداز میں مسکرا دیا۔ وہ ابھی اسے دیکھ رہا تھا۔ جب دوپٹے سے الجھتی عالیہ کی نظر اس پہ پڑی تو وہ کل کا واقعہ یاد کر کے جی جان سے کانپ گئی۔ وہ بھی اسکی حالت سمجھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ بولتا عالیہ نے اندر کی جانب دوڑ لگا دی۔ شاہ زین پہلے تو حیران ہوا۔ پھر سمجھ کے تہقہ لگا کر ہنس دیا۔

"کہاں تک بھاگو گی میڈم۔ آنا تو میرے پاس ہی ہے تمہیں" وہ تصور میں اس سے مخاطب ہوا اور پھر سر جھٹک کر اندر کی جانب چل دیا۔

اور پھر مناہل سارے فنکشن میں شاہ زین کے سامنے آنے سے کتراتے رہی تھی۔ اور محسوس تو وہ بھی کر چکا تھا۔ اسکی ان معصومانہ حرکات سے اسکے لب آپ ہی آپ مسکراتے رہے۔

اسی طرح خوشیوں اور ڈھیر ساری دعاؤں کے زیر اثر انعم رخصت ہو کے حسن ہاوس آگئی۔ اور اسکا شاندار استقبال کیا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد اسے صارم کے کمرے میں لے جایا گیا۔

اور اب عالیہ دروازے کے بیچ و بیچ کھڑی صارم سے نیگ مانگ رہی تھی۔

"بھیا چلیں نکالیں 20 ہزار" اسنے اک ادا سے اسکے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔

"بھیا کبھی نہیں۔ سو دو سو دے کے جان چھڑائیں" سائمن صاحب کا تو بیچ میں بولنا بے حد ضروری تھا

نا۔

"سائِم بھیا آپ تو چپ ہی رہیں۔ آپ سے تو نہیں مانگ رہی میں۔ جب آپکی باری آئے گی تب تو میں پچاس ہزار لوں گی نا" اسنے لڑاکا انداز میں کمر پہ ہاتھ رکھ کے اسے گھورا۔

"ہی ہی ہی ویری فنی۔ میں تع جیسے تمہیں دے دوں گا نا" اسنے دانت پیسے۔

"اچھا اچھا بچو اب لڑنا نہیں۔ یہ لو عالیہ تم تو اپنا نیگ لو" اسنے جیب سے اپنا والٹ نکال کے اسے پیسے دیئے۔ سائِم کے مطابق صارم ہو اور عالیہ کی بات نامانے یہ تو نا ممکن سی بات تھی۔

"تھینک یو بھیا، تھینک یو سو مچ" وہ جوش سے بولی اور ساتھ ہی پیسے لئیے۔

"اب آپ اندر جاسکتے ہیں" واہ کیا شاہانہ انداز میں اجازت دی گئی تھی۔

"ہاہا بہت محترمہ بہت مہربانی" اسنے ہنستے ہوئے سینے پہ ہاتھ رکھا اور تھوڑا سا جھکا۔ تو وہ بھی ہنس دی۔

"چلیں اب جائیں بھی" اسنے انہیں بازو سے پکڑ کر اندر کی طرف دھکیلا تو اسکی اس حرکت پہ وہ مسکرا دیئے۔

"چلو عالیہ اب آدھے آدھے پیسے کرو" صارم کے جاتے ہو سائِم صاحب نے پینترا بدلا۔

"ایک منٹ ایک منٹ! ابھی کوئی بول رہا تھا کہ مجھے سو دو سو دے کے ٹرخا دیں، ہیں نا ایسا ہی کچھ بولا تھا کسی نے" اسنے بڑے ڈرامٹک انداز میں کہا۔

"عالیہ دیکھ لو، بعد میں تمہیں کام بھی مجھ سے ہی پڑتا ہے۔" اسنے بھی دھمکایا۔

"ہاں ہاں تو آپ کونسا کر دیتے ہیں" اسنے بھی دانت پیسے

"ٹھیک ہے اب مجھے نا بولنا کہ سائِم بھیا اپنی وہ بلیک والی شرٹ دیں۔ اور مجھے پیزالا کے دیں۔ اور۔۔۔"

"وہ ابھی بول رہا تھا جب اسنے اسکی بات کاٹی۔"

"اچھا اچھا بھیا ایک کام کرتے ہیں۔ ابھی آپ جا کے سو جائیں۔ میں بھی بہت تھک گئی کوئی ہوں۔ صبح دیکھیں گے کہ ان پیسوں کا کیا کرنا ہے" وہ اسے بول کے چلتی بنی۔ تو وہ بھی اسے گھورتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

اسنے اپنے کمرے میں داخل ہو کے دروازہ بند کیا۔ اور آہستہ آہستہ چلتا اسکے سامنے آ کے بیٹھ گیا۔ ریڈ بلڈ کلر کے شادی کے بھاری جوڑے میں وہ کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی۔

"اسلام و علیکم انعم! کیسی ہیں؟" اسنے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا جو کی انگلیاں وہ وہ بڑی بے دردی سے مروڑ رہی تھی۔ اسکے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ بہت نروس ہے۔ وہ چاہے تین سال سے اسکی منکوحہ تھی اور اتنے عرصے میں مخض ان دونوں کی دو دفعہ ہی بات ہوئی تھی۔ اسکی ایک وجہ تو صارم کی مصروفیت تھی اور دوسرا انعم بھی بہت کم گو تھی۔

"وعلیکم اسلام! میں ٹھیک ہوں" اسنے بہت آہستگی سے جواب دیا جو کہ وہ بمشکل ہی سن پایا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔ اور تھوڑا سا آگے جھک کر سائیڈ ٹیبل کی دراز سے ایک خوبصورت سا سرخ مخملی کیس نکالا۔ اور کھولا اس میں کولڈ کا بہت خوبصورت پینڈنٹ تھا۔

"کین آئی؟؟" اسنے اسے پینڈنٹ پہنانے کی اجازت چاہی۔

اسنے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا۔ نظریں ہنوز جھکی ہوئیں تھیں۔

اسنے آگے بڑھ کے پینڈنٹ اسکی گردن میں ڈالا اور لاک کیا۔ اور پیچھے ہٹ کے بغور اسے دیکھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ سے ہی اتنی پیاری تھی یا آج اسنے غور کیا تھا۔

اسنے اسکا گال اپنے دائیں ہاتھ سے سہلایا۔

"انعم میں جانتا ہوں کہ آپکو مجھ سے بہت ساری شکایات ہوں گی کہ میں نے نکاح کے بعد بھی آپ سے رابطہ کیوں نہیں رکھا اور۔۔۔"

"نہیں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔" اسنے جلدی سے اسکی بات کاٹی۔ اور اسنے خیرت سے اسکی طرف دیکھا۔

"لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ہر لڑکی چاہتی ہے کہ اسکا ہونے والا ہمسفر اس سے بات کرے۔ اسے جانے وغیرہ وغیرہ۔" وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسنے ایک نظر اسکی آنکھوں میں دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

"شروع شروع میں مجھے کچھ شکایات تھیں لیکن بعد میں وہ بھی ختم ہو گئیں کیوں کہ مجھے یقین تھا کہ آپ صرف میرے ہیں" اسنے نظریں جھکائے مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ اور وہ تو اسکے جواب سے ہی لا جواب ہو گیا۔ اسے خوشی بھی ہوئی تھی کہ اسکی شریک سفر اسے سمجھتی ہے۔ اسنے آگے بڑھ کے اسکی پیشانی پہ اپنی پہلی مہر محبت ثبت کی تو اسکا دل دھڑک اٹھا اور رنگت متمتا اٹھی۔ "انعم آپکو پتہ ہے کہ جس طرح کی میری لائف رہی ہے۔ پہلے ماما چلی گئیں اور پھر بابا بھی چلے گئے اور میری ساری توجہ میری جاب اور عالیہ اور سائمن پر ہی تھی۔ وہ دونوں مجھے بہت عزیز ہیں۔ میری جان ہے ان دونوں میں۔ لیکن اس سب کے باوجود آپ جب سے میرے نکاح میں آئیں میں اس رشتے کو اور آپکو کبھی فراموش نہیں کیا۔ اور میری زندگی میں نا آپ سے پہلے کوئی تھی اور نا ہی

انشاء اللہ بعد میں کوئی ہو گی۔ اور ویسے میں ایک بات سوچ رہا ہوں کہ آپ ہمیشہ سے ہی اتنی پیاری تھیں یا آج مجھے لگ رہی ہیں۔ "ساری بات سنجیدگی سے کہتے کوئے آخر میں شرارت سے کہا۔ تو وہ بھی مسکرا دی۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے" سنے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسکی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں کہا تو اسکا دل ایک دم سے دھڑک اٹھا۔

"م م م مج مجھے چیخ کرنا ہے" وہ گھبرا کے پیچھے کی جانب سرکی۔ اسنے کب اسکے ایسے انداز دیکھے تھے۔ وہ تو ہمیشہ سے اتنا سنجیدہ تھا۔

اسکے گھبرانے پر اسکا زندگی سے بھرپور قہقہہ کمرے میں گھونجا۔

"ٹھیک ہے آپ جا کے چیخ کر لیں" اسنے اسکی مشکل آسان کی تو وہ جلدی سے اٹھ اپنے بھاری جوڑے سمیت ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی۔ اپنے پیچھے اسے پھر سے صارم کا قہقہہ سنائی دیا تو وہ بھی سرشاری سے مسکرا دی۔

صارم بھی چیخ کر چکا تھا سنے سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی اور بازو کہنیوں تک فولڈ کیئے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ آنکھوں پہ بازو رکھے بیڈ پہ نیم دراز تھا۔ آہٹ پہ بازو ہٹا کر اسے دیکھا۔

اسنے ریڈ کلر کا جارجٹ کا نائٹ ڈریس پہنا ہوا تھا۔ اسکا گورا بدن اس ڈریس میں دمک رہا تھا۔ لائٹ گولڈن کلر کے سلکی بال اسکی پشت پہ پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بہت محویت سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اسکے اس طرح دیکھنے سے اچھا بھلا کنفیوز ہو رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے طرف آیا۔ اسکی کمر کے گرد بازو جمائل کر کے بہت آہستگی سے خود سے قریب کیا۔ اور وہ تو بوکھلا ہی گئی۔

"انعم میں واقعی بہت خوش ہوں کہ میرے بابا نے میرے لیے بہترین انتخاب کیا ہے۔ کہ مجھے آپ جیسی شریک حیات ملی۔ اور ویسے مجھے اب پتہ چلا ہے کہ عالیہ کیوں آپ سے اتنا پیار کرتی ہے۔ انعم عالیہ اور سائمن دونوں مجھے بہت پیارے ہیں۔ اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ آپ بھی انہیں ہمیشہ بڑی بہنوں کی طرح ٹریٹ کریں گی۔ اور رہی بات میری تو میں تو پہلے بھی آپکا تھا اب بھی آپکا ہی ہوں۔"

اسنے بات کے اختتام پہ اسی کا جملہ اسے لٹایا تو اسنے شرما کے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔ تو اسنے بھی اسے اپنے باروؤں میں بھرا اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اور لائٹ آف کر دی۔

اگر یہ کہہ دو بغیر میرے نہیں گزارہ،
تو میں تمہارا..

یا اس پہ مبنی کوئی تاثر کوئی اشارہ،
تو میں تمہارا..

غرور پرور، انا کا مالک، کچھ اس طرح کے
ہیں نام میرے
مگر قسم سے جو تم نے اک نام بھی پکارا،
تو میں تمہارا..

تم اپنی شرطوں پہ کھیل کھیلو، میں جیسے

چاہوں لگاؤں باز

اگر میں جیتا تو تم ہو میرے، اگر میں ہارا،

تو میں تمہارا..

تمہارا عاشق، تمہارا مخلص، تمہارا ساتھی،

تمہارا اپنا

ربانہ ان میں سے کوئی دنیا میں جب تمہارا،

تو میں تمہارا..

تمہارا ہونے کے فیصلے کو میں اپنی قسمت

پہ چھوڑتا ہوں

اگر مقدر کا کوئی ٹوٹا کبھی _____ ستارا،

تو میں تمہارا..

یہ کس پہ تعویز کر رہے ہو؟ یہ کس کو پانے

کے ہیں وظیفے؟

تمام چھوڑو بس ایک کر لو جو استخارہ،

تو میں تمہارا

Ep 8

آج ولیمہ تھا۔ اور گھر میں سب کی بھاگ دوڑ شروع ہو گئی تھی۔ ولیمہ کا اریجنمنٹ اسلام آباد کے مشہور ہال میں کیا گیا تھا۔ اس لئے سائمن ٹائم سے ہی سارے اریجنمنٹس دیکھنے چلا گیا ہوا تھا۔ صارم بھی باقی انتظامات وغیرہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ شام پانچ بجے کے قریب بیوٹیشن انعم کو گھر پہ ہی تیار

کرنے آگئی تھی۔ انعم نے عالیہ کو بھی بہت کہا کہ بیوٹیشن سے تیار ہو جائے لیکن وہ کسی صورت نہیں مانی تھی۔

آہستہ آہستہ سب مہمان ہال جانے کے لیے نکل رہے تھے اور عالیہ میڈم کو اب تیار ہونے کا خیال آیا تھا۔

اسر اب وہ صارم کو بول رہی تھی کہ وہ انعم بھابھی کو لے کے پہنچیں۔ وہ سائمن کے ساتھ آ جائے گی۔ لیکن وہ دونوں کسی صورت جانے کے لیے تیار نہیں تھے اسے چھوڑ کے وہ کیسے جاسکتے تھے۔ اور مہمان بھی ہال میں پہنچ چکے تھے اس لیے اس نے بہت مشکل سے ہی سہی لیکن انہیں جانے کے لیے راضی کر لیا۔ کیونکہ اسے ابھی تیار ہونے کے لیے کافی ٹائم لگنا ہی تھا۔

اور اب وہ تیار ہو کے سائمن کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے یہ تھا کہ وہ تیار ہونے گھر آئے گا لیکن وہ نہیں تھا آیا۔ اسنے اسے کال بھی کی تھی۔ لیکن وہ ریسپو ہی نہیں کر رہا تھا۔

اسنے آج لائٹ پنک کلر کی گھٹنوں تک آتی فراک اور ساتھ پلین پینٹس پہنی ہوئی تھیں۔ اور دوپٹے گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ اور بالوں کی سائیڈ پارٹنگ کر کے سٹائیل بنا کے چٹیا آگے کو کی ہوئی تھی۔ لائٹ پنک کلر کی لپسٹک لگائے وہ کوئی چھوٹی سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔

"بھیا بھیا کال ریسپو کریں"

وہ فون کان سے لگائے چکر لگا رہی تھی اور آخر کار اسنے ریسپو کر ہی لی تھی۔

"ہیلو ہیلو بھیا!! میں ہوں عالیہ" اس نے جلدی سے بتایا۔

"عالیہ تم؟؟ کیا ہوا خیریت ہے؟"

اس نے خیریت سے پوچھا کیونکہ اسے نہیں تھا پتہ کہ عالیہ ہال میں نہیں بلکہ ابھی تک گھر میں ہی ہے۔

"بھیا میں گھر پہ ہی ہوں۔ آپکا ویٹ کر رہی ہوں آپ مجھے جلدی سے لینے آئیں"

اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"واٹ! عالیہ آریو سیریس؟؟ تم تو صارم بھیا کے ساتھ آنے والی تھی نا۔ اور اگر نہیں بھی آئی تو مجھے

پہلے بتانا چاہیے تھا"

اسے اسکی لا پرواہی پر غصہ آیا تھا۔

"بھیا میں تیار نہیں تھی تو میں نے انہیں بھیج دیا۔ میں نے سوچا میں آپکے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن

مجھے کیا پتہ تھا آپ اب گھر نہیں آئیں گے"

وہ روہانسی ہو رہی تھی کیونکہ اب اندھیرا گہرا ہو رہا تھا۔ اور گھر پہ بھی کوئی نہیں تھا۔ بس گیٹ پہ

چوکیدار تھا۔

"عالیہ پاگل ہو تم!! اچھا ٹینشن نالو میں کچھ کرتا ہوں"

اسے اس پہ غصہ بھی آرہا تھا اور اسکی ٹینشن بھی ہو رہی تھی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا وہ اس وقت ڈر رہی

ہو گی۔

"بھیا جلدی کچھ کریں۔ اب اتنا اندھیرا ہو رہا ہے اور مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

اسکی آواز سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ اب رو دے گی۔

"عالیہ گڑیا کچھ نہیں ہوتا میں ابھی کچھ کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے نا؟"

اسنے اسے پیار سے سمجھایا۔

"ٹھیک ہے بھیا۔ میں ویٹ کر رہی ہوں " وہ سنبھل کے بولی۔

"اوکے میری جان اب ڈرنا نہیں"

اسنے کہتے ہوئے فون بند کیا۔ اور باہر کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ اس ٹائم نہیں جا سکتا تھا گھر۔ کیونکہ تمام ریجنٹس وہ ہی دیکھ رہا تھا۔

اسنے فون نکالا اور کال ملائی۔

"ہیلو شاہ زین یار کدھر ہو؟" اسنے اسکے کال ریسپو کرتے ہی پوچھا۔

"میں بس پہنچنے والا ہوں سائیم ایک کام آگیا تھا۔ کیوں کیا ہوا۔ سب خیریت تو ہے نا؟"

اسکی آواز نے اسے تشویش میں مبتلا کیا تھا۔

"یار ایک کام کرو۔ عالیہ کو گھر ہے سے لے آؤ۔ میں خود نہیں جا سکتا یار۔ اور وہ گھر میں اکیلی ہے ڈر

رہی ہوگی۔ تم اسے آتے ہوئے لے آؤ"

اسنے جلدی سے اسے اپنا مسئلہ بتایا۔

"واٹ لیکن وہ گھر کیا کر رہی ہے وہ بھی اکیلے"

اسنے خیریت سے یو ٹرن لیتے ہوئے پوچھا۔

"یار باقی سب بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی تم اسے لے آؤ جلدی سے۔" اسکی آواز میں اسکے لیئے فکر تھی۔

"اوکے اوکے ڈونٹ وری یار میں لے آتا ہوں اسے" نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔

"اوکے پھر جلدی سے پہنچو۔۔ اللہ حافظ" اسنے کال کاٹی۔

"اللہ حافظ"

اسنے گاڑی حسن ہاؤس کے راستے پہ ڈالی۔

اسنے گاڑی پورچ میں روکی۔ اور اتر کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ آج اسنے ڈارک بلیو کلر کی شلوار قمیض

پہ بلیک واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ کلائی میں جو بصورت سی واچ پہنے اور بالوں کو سلیقے سے سیٹ کئے

چہرے پہ ہلکی سی سٹبل، وہ واقعی بہت حسین لگا رہا تھا۔

وہ لاونج میں پہنچا تو عالیہ میڈم سامنے ہی کانوں پہ ہیڈ فون لگائے صوفے پہ نیم دراز آنکھیں بند کئے

میوزک سننے میں مصروف تھی۔

اسنے ایک نظر اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ گنہیری پلکیں عارضوں پہ جھکی ہوئی تھیں۔ گلابی ہونٹ

ایک دوسرے میں پیوست تھے۔

اسکا دوپٹہ ڈھلک کر صوفے کے پاس نیچے کالین پہ گر چکا تھا۔

اسے اس پہ غصہ بھی آیا تھا کہ وہاں اسکے لیئے وہ پریشان ہو رہا تھا اور وہ میڈم کتنے آرام سے یہاں

میوزک سننے میں مصروف تھیں۔

جبکہ اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ بھی ڈر بھگانے کا ایک طریقہ تھا اسکے لیئے۔

"عالیہ"

اسنے آگے بڑھ کر اسے آواز دی لیکن تیز میوزک کی وجہ سے وہ نہیں سن پائی تھی۔ اسنے پھر اسے آواز دی لیکن کوئی رد عمل نہ ملا تو اسنے اسے کندھوں سے پکڑ کے جھنجھوڑا تو اسنے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ اور جب اپنے اوپر جھکے شاہ زین کو دیکھا تو جھٹ سے کھڑی ہوئی۔ اور جلدی سے کالین سے اپنا دوپٹہ اٹھایا۔

"آپ کیوں آئے ہیں؟" وہ اسے وہاں دیکھ کے اچھا بھلا ڈر گئی تھی
"وہ مجھے سائمن نے بھیجا ہے آپکو لینے۔ آپ جلدی سے باہر آجائیں میں گاڑی میں آپکا ویٹ کر رہا ہوں۔"

وہ کہتے ساتھ ہی باہر چلا گیا۔
وہ اسکے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن اسکے علاوہ کوئی آپشن بھی نہیں تھا۔ اسلئے مرے ہوئے قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں گئی اور چادر اوڑھی کیونکہ وہ اسکے ساتھ ایسے نہیں جانا چاہتی تھی۔ چادر اوڑھ کے مرتے کیا نا کرتے کے وہ باہر پورچ میں آئی۔ جہاں وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔

اسنے گاڑی کے پچھلے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کے دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ لاک تھا۔
"آگے آجائیں" اسنے اسے سائیڈ مرر سے دیکھ کے مسکراہٹ دبائی۔

"سائمن بھیا ایک دفعہ بس ایک دفعہ میں آپکو تو چھوڑوں گی نہیں۔ اس سے تو اچھا تھا میں بھیا بھابی کے ساتھ ہی چلی جاتی"

دل ہی دل میں سائمن کو کوستی وہ فرنٹ سیٹ پہ آ کے بیٹھ گئی۔
اسنے خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

شاہ زین نے کنکھیوں سے اسکی طرف دیکھا جو دروازے کے ساتھ تقریباً چپک کے بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو بری طرح مسل رہی تھی۔

اسکی اس حالت پہ اسکے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہوئی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آج وہ اپنے دل کی بات عالیہ کو بتا کے ہی رہے گا۔ اک فیصلہ کر کے اسنے گاڑی سڑک کے کنارے روکی۔

سڑک سنسان تھی بس اکا دکا گاڑیاں ہی چل رہی تھیں۔ اسنے گاڑی رکنے پہ چونک نے اسکی طرف دیکھا دل خوف سے بری طرح دھڑکا۔

"آپ نے گ گاڑی کیوں روکی ہے۔ دیکھیں اگر آپ نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو تو اچھا نہیں ہو گا۔"

خوف اسکی آنکھوں میں ہلکورے لے رہا تھا۔ اسکی دھمکی پہ شاہ زین کا قہقہ بے ساختہ تھا جس کی وجہ سے وہ اور خوفزدہ ہو گئی۔

"اچھا تو عالیہ میڈم آپ کیا کر لیں گی اگر میں نے کوئی "ایسی ویسی" حرکت کی۔" اسنے مسکراتے ہوئے دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جو اس ٹائم خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ یہ نا سمجھیں کے میں آپ س سے ڈرتی ہوں" اسنے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کفکش کی۔

اور اسے دیکھا جس کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔ اسنے جلدی سے دروازے کا لاک کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاک تھا۔ اسنے مڑ کے اسے دیکھا اور اپنی آنکھیں میچ لیں۔ کیوں کہ وہ اسکے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

"ریلیکس عالیہ مجھے بس تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" آپ سے تم پہ آیا۔
 "دیکھیں پلیز آپ چلیں ادھر جا کے جو بات کرنی ہے کر لیجیے گا" اسنے گویا منت کی۔
 "عالیہ بس پانچ منٹ میں زیادہ وقت نہیں لو گا" اسنے اسکے جھکے سر کو دیکھا۔
 "عالیہ میں ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ محبت ہوتے ایک لمحہ بھی نہیں لگتا۔ لیکن مجھے لوگوں کی یہ باتیں فضول لگتی تھیں لیکن پھر مجھے یہ بات ماننا پڑی کیونکہ ایسے ہی کسی لمحے میں مجھے تم سے محبت ہو گئی۔ اور اب میں کسی صورت بھی اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں اپنا چاہتا ہوں۔" اسنے گھمبیر آواز میں اپنی بات مکمل کی۔
 "مگر مجھے آپ آپ سے شادی نہیں کرنی۔ مجھے ابھی پڑھنا ہے۔" اسنے کمزور آواز میں اپنا موقف بتایا۔

شاہ زین نے اسے دیکھا۔ وہ اسکے ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ اسے مجبور کر رہی تھی۔ اور اگلے ہی پل اسنے اسکا دایاں بازو اپنی مضبوط گرفت میں لیا۔ اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔ وہ بری طرح سٹپٹائی چادر سر سے ڈھلک چکی تھی۔ وہ اسکی گرم سانسوں کی حدت اپنے چہرے پہ محسوس کر سکتی تھی۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو عالیہ۔ تمہاری شادی مجھ سے ہی ہو گی۔ اور بہت جلد ہو گی۔ اور رہی بات پڑھنے کی تو میں تمہیں کبھی نہیں روکوں گا۔ لیکن یہ بات یاد رکھا عالیہ حسن تم صرف اور صرف شاہ زین کمال کی ہو۔ اور یہ بات مجھے دوبارہ دہرانی نا پڑے۔ اس لیے تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا کہ آرام سے میری بات سمجھ جاؤ۔ بننا تو تمہیں میرا ہی ہے ایسے نا سہی تو ویسے ہی سہی۔ انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ امید کرتا ہوں تمہیں میری بات سمجھ آگئی ہو گی۔"

ایک ایک لفظ چبا کے ادا کیا اسے دیکھا جو بری طرح ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ پھر وہ پیچھے ہوا اور چادر پکڑ کے اسکے سر پہ دی۔ اک گہری سانس لی۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔
اسے پتہ تھا وہ اس سے ڈرتی تھی۔ لیکن وہ اسے کسی قیمت پہ بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔ یہ اسکے بس میں ہی نہیں تھا۔

سارا راستہ خاموشی سے کٹا۔ وہ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی رہی۔ اور وہ گاڑی چلانے میں مصروف تھا۔ لیکن سارا دھیان ساتھ بیٹھے وجود کی طرف ہی تھا۔
گاڑی ہال کے آگے رکی تو وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کے تیزی سے ہال کی جانب بڑھ گئی۔ اسنے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ تھوڑی دیر خود کو ریلیکس کیا اور پھر گاڑی سے اتر کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

EP 9

وہ تقریباً بھاگ کے حال میں آئی۔ پھر ہال کے قدرے سکون دہ گوشے میں کھڑے ہو کے گہرے گہرے سانس لے کے خود خو کمپوز کیا۔
پھر تھوڑی دیر بعد سیٹج کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ وہ آج کا دن خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔
فنکشن آرام سے ہی گزر گیا تھا۔ دوبارہ اسکا سامنا شاہ زین سے نہیں ہوا تھا۔ اور اسنے تو شکر کیا تھا۔ لیکن بی الگ بات تھی کہ وہ اسکے ذہن سے نہیں نکل پایا تھا۔
کمال پاشا صاحب نے شائستہ بیگم سے بات کر لی تھی عالیہ کے متعلق۔ اور انہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ عالیہ کو اسکے بچپن سے ہی جانتی تھیں۔ اور بڑی بات انکے اکلوتے صاحبزارے کی محبت تھی۔
تو طہ یہ پایا تھا کہ دو دن بعد عالیہ کے لئے وہ پروپوزل لے کے جائیں گے۔

اور شاہ زین صاحب کو جب سے یہ بات پتہ چلی تھی تب سے اسکے تو پاؤں ہی زمین پہ نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔

صارم کی شادی کو تین دن ہو گئے تھے۔ شادی کے ہنگامے سرد پڑ گئے ہوئے تھے۔ چونکہ آج سے عالیہ کی کلاسز بھی سٹارٹ تھیں تو وہ کالج گئی ہوئی تھی۔

سارم صاحب ابھی تک خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ اسکی بس دو چھٹیاں ہی رہ گئی تھیں۔

انعم آمنہ سے لاونج میں صفائی کروا رہی تھی۔ حالانکہ ان سب نے اسے منع کیا تھا کہ ابھی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ نہیں مانی تھی۔ کہ آج نہیں تو کل بھی تو سنبھالنا ہی ہے ناکام تو کیوں نا آج ہی سنبھال لیا جائے۔

صارم لاونج میں ہی صوفے پہ بیٹھا ٹی وی پہ نیوز دیکھنے میں مگن تھا۔ جب پورچ میں کسی کی گاڑی رکنے کی آواز آئی۔

اور تھوڑی ہی دیر بعد کمال پاشا صاحب اور شائستہ بیگم لاونج کے دروازے پہ نمودار ہوئے۔ انکے پیچھے دو ملازم پھلوں اور مٹھائیوں سے لدے پھندے اندر آئے تو گویا انکا ارادہ آج بات پکی کر کے ہی جانے کا تھا۔ وہ سب انکی طرف متوجہ ہوئے۔ صارم اٹھ کے جلدی سے انکے پاس گیا۔ حالانکہ حیرانی بھی ہو رہی تھی۔

"اسلام و علیکم انکل!!! واٹ آپلیزنٹ سرپرائز!!!"

وہ خوشی سے انکے گلے لگا۔ تب تک انعم بھی آچکی تھی وہ انٹی سے مل رہی تھی۔

"اسلام و علیکم انٹی !!! آپ کیسی ہیں۔۔ اور شاہ زین کیسا ہے؟ اسے بھی لے آتے" ان کے آگے سر جھکایا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں بیٹا۔ آپ کیسے ہو۔ شاہ زین کو کوئی کام تھا تو وہ اس لیے نہیں آسکا۔" انہیوں نے پیار سے اسکی پیشانی چومی۔

"اندر آئیں نا آپ۔ آرام سے بیٹھ کے باتیں کرتے ہیں۔ اتنے عرصے بعد آپ آئے ہیں" انے انہیں بیٹھنے کی دعوت دی۔ وہ لاونج میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ انعم کچن میں انکے لیے چائے اور لوازمات وغیرہ تیار کرنے چلی گئی۔

سائمن ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس سیڑھیاں اتر کے لاونج میں آیا۔ جب اسکی نظر ان پہ پڑی تو تیزی سے انکے پاس آیا۔

"اسلام و علیکم انکل انٹی؟ آپ لوگ کب آئے۔۔۔ سچ میں آئے ہیں یا میں ابھی بھی نیند میں ہوں" وہ حیرانی سے آنکھیں ملتا جلتا جا رہا تھا۔

کمال پاشا صاحب نے ہنس کے اسے گلے لگایا۔ اور پھر انٹی نے اسکے سر پہ پیار کیا۔ تو وہ بھی ہنستے ہوئے ادھر ہی بیٹھ گیا۔

انعم بھی چائے اور دیگر لوازمات لے کے لاونج میں آئی۔

"ارے بیٹا اسکی کیا ضرورت تھی۔ ہم ابھی ناشتہ کر کے ہی نکلے ہیں" انہیوں نے اسے چائے بناتے دیکھ کے کہا۔

"ارے انٹی کیوں ضرورت نہیں تھیں۔ کوئی بات نہیں اگر آپ ناشتہ کر کے آئے ہیں۔ ہم ایسے تو آپکو جانے نہیں دیں گے۔" اسنے کپ کمال پاشا صاحب کی طرف بڑھایا تو انہوں نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھ کے دعا دی۔

"بھئی ماننا پڑے گا صارم، بہت اچھی بیوی ملی ہے تمہیں اتنی پیاری" شائستہ بیگم نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے ساتھ بٹھایا۔

"جی جی انٹی یہ میرا ہی کمال ہے انعم بھابی سے انکی شادی کروا دی ورنہ تو ہو چکی تھی بھیا کی شادی" صارم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سارم نے سارا کریڈٹ خود لے کے فرضی کالر جھاڑے۔ تو وہ سب ہی ہنس دئے۔

"تو بیٹا اب اپنے لئے بھی کوئی پیاری سی لے آؤ" کمال پاشا صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہائے ہائے ہائے انکل کیا بتاؤں آپکو میں تو بہت چاہتا ہوں لیکن بھیا مانتے ہی نہیں ابھی" وہ ایسے افسردہ ہوا جیسے کوئی بہت ہی دکھی بات ہو۔

"سارم تم پیو گے اب چپ کر کے بیٹھ جاؤ" سارم نے اسے گھورا جس کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اسنے برا سامنہ بنانا تو سب مسکرا دیئے۔

"اور بھئی ہماری عالیہ بیٹی کدھر ہے؟؟ نظر نہیں آ رہی" کمال صاحب نے چائے کا کپ میز پہ رکھا۔

"وہ انکل اسکی کلاسز سٹارٹ ہیں آج سے۔ تو بس وہ کالج گئی ہوئی ہے"

صارم نے تفصیل بتائی۔

"ہمم یہ تو اچھی بات ہے۔ سارم بیٹا اصل میں ہم تم سے آج بہت ضروری بات کرنے آئے ہیں۔ بلکہ سمجھو اپنی امانت لینے آئے ہیں۔" انہوں نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"انکل کیا بات ہے۔ میں کچھ سمجھا نہیں" اسے انکی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اسلئے الجھن سے انہیں دیکھا۔ سارم بیٹا ہم عالیہ کے لئے شاہ زین کا پروپوزل لے کے آئے ہیں۔۔۔ اور یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ حسن بھی یہی چاہتا تھا۔ اور اب وہ نہیں رہا تو ہم تمہارے پاس آئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ہم خالی ہاتھ نہیں لوٹیں گے۔"

انہوں نے آہستہ آہستہ اپنا مدعہ بیان کیا۔ اور ان تینوں کو تو گویا شاک لگا تھا۔

"ہمم، انکل ابھی تو عالیہ بہت چھوٹی ہے۔ اور وہ پڑھ بھی تو رہی ہے۔ تو میں ایسے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" انہوں نے پر سوچ انداز میں کہا۔ کیونکہ انہیں اس رشتے میں کوئی خامی نہیں دکھائی دی تھی۔ شاہ زین دیکھا بالا تھا۔ اچھا تھا اور انہیں کیا چاہیے تھا۔ لیکن ابھی عالیہ بہت چھوٹی تھی۔

"دیکھو سارم بیٹا، تم بھی جانتے ہو کہ ہم لوگ نیرو مائنڈڈ نہیں ہیں جو اسے پڑھنے سے روکے گئیں۔ اگر تم شاہ زین کے حوالے سے کسی بھی قسم کی سیکیورٹیز چاہتے ہو تو ہم دینے کو تیار ہیں۔ لیکن آج ہم نکاح کی ڈیٹ فکس کر کے ہی جائیں گے۔ اور یہ کام ہم شاہ زین کے دوبارہ ڈیوٹی پہ جانے سے پہلے کرنا چاہتے ہیں۔"

انکا انداز دو ٹوک تھا۔

سارم اور انعم تو چاہ کے بھی کچھ بول نہیں پا رہے تھے۔ ایک طرف سے وہ دونوں مطمئن تھے کہ بیٹھے بیٹھائے اتنا اچھا رشتہ مل رہا تھا۔ اور سارم کو تو خوشی بھی ہو رہی تھی کہ عالیہ کو شاہ زین سے زیادہ کوئی خوش نہیں رکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ شاہ زین کو بچپن سے جانتا تھا۔

"انکل ایسی بات نہیں ہے۔ شاہ زین کو میں بچپن سے جانتا ہوں۔ وہ ہر لحاظ سے اس رشتے کت لئے بہتر ہے۔ لیکن میں ابھی اسکی رحستی نہیں کر سکتا۔ وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔ البتہ آپ اگر نکاح کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں عالیہ سے بات کر لوں گا۔ مجھے معلوم ہے وہ تھوڑی ضد کرے گی۔ لیکن مان جائے گی۔"

آخر سائم کو ہاں کرتے ہی بنی۔ اور پھر اسی طرح باقی دیگر باتوں کے بعد نکاح کی ڈیٹ رکھ دی گئی تھی جو کہ دو دن بعد کی تھی۔ اور جس کی زندگی کا یہ فیصلہ تھا وہ اب تک بے خبر تھی۔ انکے جانے کے بعد سائم باہر کسی کام کے لئے چلا گیا۔ انعم ابھی تک گم سم سی تھی۔ وہ اس ٹائم کچن میں کاؤنٹر کے آگے کھڑی اپنے خیالوں میں مگن تھی۔ اور چونکی تو تب جب صارم نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔

"کیا ہوا ہے انعم۔ کہاں گم ہیں؟" اسنے اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا۔

"کہیں بھی نہیں۔ میں بس ایسے ہی کچھ سوچ رہی تھی" اسنے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"اچھا جی ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ کیا سوچا جا رہا ہے وہ بھی اکیلے اکیلے" اسنے اسکے کان کی لو کو چوما۔ تو وہ بلش کر گئی۔

"پہلے چھوڑیں نا پھر بتاتی ہوں" اسنے اسکی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ لیکن اسنے ابھی بھی اسکے گرد اپنے بازو حائل کئے ہوئے تھے۔

"کیوں چھوڑوں یار۔ ایسے ہی بتا دیں نا" اسے خود سے قریب تر کیا تو وہ گھبرا گئی۔ دھیان کچن کے دروازے کی طرف گیا کہ کوئی آ ہی نا جائے۔

"صارم چھوڑیں مجھے یہ آپکا روم نہیں ہے۔ جہاں آپ جو مرضی کریں۔ اگر نا چھوڑا تو میں نہیں بتاؤں گی۔" اسنے خفگی سے کہتے ہوئے اسکے حصار سے نکلنا چاہا۔ لیکن نا کام رہی۔

"صارم" صارم نے ایک خوبصورت سی جسارت کر کے اپنے حصار سے نکالا تو وہ چلا اٹھی۔ سارم کا زندگی سے بھرپور قہقہہ کچن میں گونجا۔ تو وہ اسے خفگی سے دیکھ کے منہ موڑ گئی۔

"اچھا یار بتائیں نا کیا ہوا۔ یہ منہ پہ بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں؟"

اسنے فرج سے پانی کی بوتل نکالی اور ڈائیننگ ٹیبل پہ آ کے کرسی گھسیٹ کے بیٹھ گیا۔ وہ بھی فلم آف کر کے اسکے مقابل کرسی پہ بیٹھی۔

"صارم آپ کو نہیں لگتا ابھی عالیہ بہت چھوٹی ہے۔ وہ بہت معصوم ہے ابھی کیسے وہ یہ سب سمجھ پائے گی۔"

آخر اسنے اپنی پریشانی بیان کر دی تھی۔ وہ اسکی عالیہ کے لئے اتنی فکر دیکھ کے مسکرا دیا۔ اسنے ٹیبل پہ رکھے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"انعم میں جانتا ہوں آپکو عالیہ کی بہت فکر ہے۔ اور آپ کی یہ فکر بجا ہے۔ دیکھیں انعم مجھے پتہ ہے وہ بہت چھوٹی ہے ابھی۔ اگر ہم آج یہ رشتہ ٹھکرا دیتے ہیں۔ تو کل بھی تو اسکی شادی کسی سے کرنی ہی ہے نا۔ اور کیا پتہ کیسے لوگ ملیں۔ جبکہ شاہ زین کو ہم سب بہت اچھے سے جانتے ہیں۔ وہ عالیہ کو

بہت خوش رکھے گا میری جان۔ رو کیا یہ اچھا نہیں ہم اسکے اچھے مستقبل کے بارے میں سوچیں۔ اور ویسے بھی ابھی بس نکاح کر رہے ہیں۔ رخصتی عالیہ کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی کریں گے۔" اسنے پیار سے اسے تفصیل سے سمجھایا تھا اور وہ سمجھ بھی گئی تھی۔

"صارم آپ کتنے اچھے ہیں" وہ مسکرائی۔

"آپکو آج پتہ چلا ہے؟" وہ اٹھ کے اسکے پاس آیا اور تھوڑا جھک کے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"ہاں آج ہی پتہ چلا ہے نہیں تو شادی سے پہلے آپ ایسے سیریس اور سڑے ہوئے رہتے تھے۔" اسنے مزے سے جواب دیا۔

"اچھا اور شادی کے بعد مجھے کیسا پایا ہے" اسنے جھک کے اسکے کان میں سرگوشی کی تو اسکا دل دھڑک اٹھا۔

"اچھا اب آپ جائیں کوئی آ جائے گا" وہ جلدی سے اسے پرے دھکیل کے کھڑی ہوئی۔ تو وہ اسکی گھبراہٹ دیکھتا مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔ تو وہ بھی دل ہی دل میں مسکرا دی۔

EP10

شام ہو چکی تھی۔ اور نومبر کے دن تھے اس لیے شام کے وقت بھی آدھی رات کا گماں ہو رہا تھا

--!!

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی کتاب کھول کے پڑھنے میں مصروف تھی۔ جب اسکے کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی۔ وہ اٹھی اور سامنے ان تینوں کو ایک ساتھ دیکھ کے حیران ہوئی۔!!

"آپ اس ٹائم خیریت تو ہے نا"

وہ ابھی دروازے کے پیچونچ ہی کھڑی تھی۔!!

"ہاں گڑیا خیریت ہی ہے ہم بس تم سے کچھ ضروری بات کرنے آئے ہیں۔ تم فارغ ہو؟"

"آپ آئیں نا بھیا باہر ہی کیوں کھڑے ہیں۔ میں فارغ ہی ہوں بس کل ہمارا کوئز ہے تو اسی کی تیاری کر رہی تھی۔"

وہ سائیڈ پہ ہوئی اور انہیں راستہ دیا۔!!

وہ تینوں اسکے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ سائمن تو اسکی چیزیں چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور وہ دونوں اسکے کمرے میں دائیں سائیڈ پہ رکھے صوفے پہ بیٹھ گئے۔ وہ بھی انکے عالیہ سٹڈی ٹیبل کے آگے رکھی چیئر رکھ کر بیٹھ گئی۔!!

"عالیہ گڑیا! آج میں تم سے بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میری گڑیا میری بات ضرور مانے گی۔ اگر نا بھی دل کرے تو کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ جیسا میری گڑیا چاہے گی ویسا

ہی ہو گا۔ لیکن میری جان ایک بات یاد رکھنا تمہارے بھیا کبھی تمہارے لئے برا نہیں سوچ سکتے۔ تم میری جان ہو میرا مان ہو۔ بس میں چاہتا ہوں تم خوش رہو۔"

صارنم سنجیدگی سے باتیں کر رہے تھے گویا تمہید باندھ رہے تھے۔ اور وہ انہیں نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔!!

"بھیا آپ ایسے کیوں بول رہے ہیں۔ آپ ریکویسٹ نہیں آپ آرڈر کریں۔ میں آپ کی کسی بات سے کیونکر انکار کر سکتی ہوں۔"

اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اتنی لمبی تمہید کا مقصد کیا ہے۔!!

لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسکے بھیا اسکے بارے میں ہمیشہ اچھا ہی سوچتے ہیں انہوں نے اسے حد سے زیادہ لاڑ پیار دیا تھا۔

"عالیہ اصل میں بات یہ ہے کہ آج کمال انکل اور شائستہ انٹی آئے تھے شاہ زین کا پروپوزل تمہارے لئے لے کر۔" انہوں نے رک کے اسکا چہرہ دیکھا جو کہ زرد ہوا تھا۔ پھر اپنی بات جاری رکھی۔!!

عالیہ مجھے تو اس رشتے میں کوئی خامی نظر نہیں آتی۔ شاہ زین سمجھدار ہے۔ آرمی میں ہے۔ اور بڑی بات میں اسے اسکے بچپن سے جانتا ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ تمہیں خوش رکھے گا۔ اور اسی لئے

میں نے انکل انٹی کو ہاں بول دیا ہے۔ اور نکاح کی ڈیٹ بھی رکھ دی ہے لیکن اگر تمہیں کوئی بھی اعتراض ہے تو بھی مجھے بتا دو میں منع کر دوں گا۔ ابھی کونسا نکاح ہو گیا ہے جو انہیں منع نہیں کیا جاسکتا لیکن میری جان اپنے بھیا پہ بھروسہ ضرور رکھنا۔ باقی تم مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتی ہو"

انہوں نے بہت آرام سے اپنا مدعہ بیان کیا تھا اور انہیں پتہ تھا کہ وہ منع نہیں کرے گی۔ اور وہ خود بھی اتنے اچھے رشتے سے محروم نہیں ہونا چاہتے تھے۔ وہ اسکی طوف دیکھ رہے تھے جس کہ معصوم چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔ کمرے میں بالکل خاموشی تھی۔ سائمن بھی آج آرام سے بیڈ پہ بیٹھا ہوا تھا۔ سب اسکے جواب کے منتظر تھے۔!!

"بھیا مجھے پتہ ہے آپ نے میرے لیے سوچا ہو گا اچھا ہی ہو گا۔ بھیا باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن۔۔۔۔۔"

وہ رکی اور صائمن کی طرف دیکھا۔ جسکی سوالیہ نظریں اسی کی طرف ہی تھیں۔!!

"لیکن بھیا وہ تو بہت غصے والے ہیں" اسنے برا سا منہ بنایا۔!!

ان تینوں کو پہلے تو اسکی بات کی سمجھ ہی نا آئی کہ کون غصے والا ہے لیکن جب سمجھ آئی تو انکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔!!

"عالیہ یار وہ غصے والا نہیں ہے ایویں سب پہ روب جھاڑتا ہے"

سائمن اٹھ کے اس کے پاس آیا اور شرارت سے کہا۔!!

"ہاں عالیہ میں بھی اس سے ایک دو دفعہ ملی ہوں لیکن وہ مجھے تو زرا بھی غصے والا نہیں لگا" اب کے انعم بولی۔!!

"مممم ٹھیک ہے۔ پر بھیا مجھے ابھی پڑھنا ہے نا" وہ آہستہ سے نظریں جھکائے بولی۔!!

"تو میری جان تم پڑھو۔ ابھی ہم صرف نکاح کریں گے۔ شادی تمہاری پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی کریں گے۔" انہیوں نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔!!

"او کے بھیا جیسا آپ چاہیں" وہ صائمن کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی۔!!

"چلو شکر ہے اب اس چڑیل سے ہماری جان تو چھوٹے گی" سائمن منہ بنا کے اونچی آواز میں بڑبڑایا۔ تو وہ چیخ کے اسے مارنے کو لپکی۔ اب پھر گھر میں ان کے قہقہے گونج رہے تھے۔!!

آج شاہ زین اور عالیہ کے نکاح کا دن تھا۔ چونکہ اس تقریب میں گھر والے اور کچھ قریبی دوست ہی تھے۔۔!!

تقریب کا سارا انتظام حسن ہاؤس کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ ہر چیز کو بہت نفاست سے سجایا گیا تھا۔۔!!

"بھابھی بس کریں۔ مجھے اب اتنا تیار نہیں ہونا۔۔!"

گولڈن کلر کے خوبصورت سے شرارہ سوٹ میں ملبوس اسکی اکتائی سی آواز آئی۔۔!

"انعم اور اسکی کزنز اسے کب سے تیار کرنے میں مصروف تھیں۔!!"

"کیا عالیہ یار!! آج تمہارا نکاح ہے۔۔ اور اگر تم آج بھی سر جھاڑ منہ پھاڑ جاو گی تو سب کیا سوچیں گے۔۔!!"

انعم نے اسے ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔۔!!

"تو بھابھی میں پھر کیا کروں جو مرضی سوچیں لیکن میں اور تیار نہیں ہوں گی۔!!" پہلے ہی اتنا کچھ پہنا دیا ہے آپ نے۔ اب بھی کیا کوئی کثر باقی رہ گئی ہے۔"

وہ اچھی خاصی بے زار ہو رہی تھی۔!!

اس سے تو ایک دوپٹہ بھی نہیں سنبھالا جاتا تھا۔ اور آج تو انعم نے اسے پتہ نہیں کیا کیا پہنا دیا تھا۔!!

"اچھا اچھا ٹھیک ہے گڑیا۔ بس یہ چوڑیاں پہن لو۔"

"بھابھی۔!!"

وہ روہانسی ہوئی۔

"میری جان بس یہ چوڑیاں پہن لو۔ پھر کچھ نہیں بولوں گی۔"

انعم نے مسکراہٹ دبائی۔ اور گولڈن اور ریڈ کلر کی چوڑیاں اسکی نازک کلائی میں پہنائیں۔!!

تبھی اسکی کچھ کزنز نے آکے شاہ زین لوگوں کے آنے کی اطلاع دی۔!!

عالیہ کا دل ایک دم زور سے دھڑکا۔!!

"بھابی آپ نہیں جائیں نا پلینز۔۔ مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔!!"

اسنے لجاہت سے کہتے انعم کا ہاتھ تھاما۔ وہ جو باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی تھی۔ اسنے اس طرح کہنے پہ مسکرا دی۔۔!!

"اوہوو عالیہ!! اس میں گھبرانے والی کون سی بات ہے؟؟ ہر لڑکی کی زندگی میں ایسا دن آتا ہے۔ اور ویسے بھی ابھی صرف نکاح ہے۔ ہم کونسا تمہیں رخصت کر رہے ہیں۔!!"

اسنے ہلکے پھلکے انداز میں اسکی گھبراہٹ دور کرنی چاہی۔!!

"اب گھبرانا نہیں۔ میں بس ابھی آئی۔!!"

عالیہ مسکرا دی تو وہ بھی باہر چلی گئی۔

"ہائے ہائے عالیہ تمہارا پالا بہت بڑے ہٹلر سے پڑنے والا ہے۔!!"

وہ شاہ زین کو سوچ کے بڑ بڑائی۔

شاہ زین کو سچے ہوئے سیٹج پہ بیٹھایا گیا تھا۔ اس وقت رات کے 8 بجے کا وقت تھا۔ وہ وائیٹ شلوار قمیض پہ گولڈن واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے۔ دائیں ہاتھ کی کلائی میں مشہور برینڈ کی واچ پہنے۔ سنجیدگی سے چمکتی آنکھیں لیے وہ کوئی ریاست کا شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔!!

اور آج تو اسکے انداز ہی نرالے تھے۔!!

تھوڑی دیر بعد قبول ہے قبولے کی رسم ادا کر دی گئی تھی۔!!

اور اب عالیہ کو باہر لانا تھا لیکن اسکی ایک ہی ضد تھی کہ میں نہیں جاؤں گی۔!!

تنگ آکر انعم نے سارنم کو بلایا۔ کہ وہ ہی اسے سمجھائے۔!!

"انعم گڑیا کیا ہوا ہے؟؟ کیوں نہیں باہر آنا چاہ رہی تم؟؟۔!!"

سارنم نے اسکے سر پہ پیار کر کے اپنے ساتھ لگایا۔ سارنم بھی اندر آچکا تھا۔!!

ان دونوں بھائیوں کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں اپنی گڑیا کو ایسے دیکھ کے۔ لیکن وہ دونوں خوش بھی تھے۔ اور دل ہی دل میں دعا بھی کر رہے تھے اسکے اچھے نصیب کی۔ اس کی خوشیوں کی۔۔!!

انسان تو اپنی طرف سے بہترین ہی کرتا ہے۔ لیکن ہوتا تو وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے۔۔!!

"بھیا میں باہر جا کے کیا کروں گی؟؟۔۔!!"

وہ ان دونوں کو دیکھ کے بولی۔۔!!

"یار عالیہ بس تھوڑی دیر بیٹھنا۔ پھر آ جانا۔"

سائمن نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا۔

پھر ان دونوں بھائیوں نے منا ہی لیا تھا اسے۔!

شاہ زین سیٹج پہ بیٹھا باتوں میں ملبوس تھا۔ جب اسکی نظر اس پہ پڑی۔۔!!

جو کہ اسکی محبت، اسکا عشق اور اب اسکی منکوحہ تھی۔۔!!

ایک طرف سے سارنم اور دوسری طرف سے سارنم کا بازو تھامے۔ وہ پروقار سی چال چلتی آنکھیں جھکائے پھولوں کی روش سے گزر کے آرہی تھی۔۔!!

جب وہ سیٹج کے پاس پہنچی تو شاہ زین نے اٹھ کے اپنا دائیاں ہاتھ اسکے آگے پھیلا یا۔۔!!

وہ حد سے زیادہ کنفیوز ہو رہی تھی۔۔!!

سارنم نے ہی اس کا ہاتھ پکڑ کے شاہ زین کے ہاتھ میں دیا۔!!

شاہ زین نے اسکے ہاتھ کی کپکپاہٹ محسوس کی تو ہلکے سے دبا کے گویا حوصلہ دیا۔!!

وہ اسے بیٹھا کے اسکے پہلو میں بیٹھا تو اسکا دل ایک دفعہ پھر زور سے دھڑکا۔۔!!

ہتھیلیوں میں پسینہ آ رہا تھا۔۔!!

وہ اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسکی حالت سمجھ رہا تھا لیکن پھر بھی بے نیاز بنا ہوا تھا۔۔!!

"Prettiest"

اسنے سب سے نظر بچا کے تھوڑا سا اسکی طرف جھکتے سرگوشی کی۔ تو وہ بری طرح گھبرائی۔ نظر اٹھا کے اسے دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں۔!!
کچھ دیر بعد سائمن انکے پاس آیا۔!!
"ہاں جی تو کیپٹن صاحب آپ کیسے ہیں۔۔؟؟؟"

اسنے بیٹھتے ہوئے اسکے کندھے پہ دھپ رسید کی۔!!
"آپ کے خیال میں مجھے کیسا ہونا چاہیئے؟؟؟"
اسنے سائمن کو دیکھ کے ابرو اچکائے مسکراہٹ دبائی۔
"یار جہاں تک میرا خیال ہے تو تجھے اس ٹائم تھوڑا رونا شونا چاہیئے۔ کیونکہ جس چڑیل سے تمہارا پالا پڑا ہے نا تو رونا بنتا بھی ہے۔۔"
اسنے شرارت سے کہتے عالیہ کی طرف دیکھا۔!!
اور عالیہ کی برداشت بس یہیں تک تھی۔!!
"بھیا میں چڑیل نہیں۔۔۔۔!!"

سائمن کی باتیں سنتے ہوئے شاہ زین کا خیال ہی نا رہا۔ اور اسلئے جب جلدی سے بولتے اسکی نظر شاہ زین پہ پڑی تو زبان پہ بریک لگا۔!!
اسکی اس حرکت پہ ان دونوں کا قہقہہ گونجا۔!!

وہ نخل سی ہو گئی۔۔!!

"ہاہا شاہ زین ماننا پڑے گا تجھے کہ ہماری چڑیل تجھ سے ڈر گئی۔"

وہ ہنستے ہوئے بول رہا تھا۔!!

اور عالیہ اپنی بے بسی پہ کر بھی کیا سکتی تھی۔!!

اور کوئی وقت ہوتا تو یہاں عالیہ اور سائیم کے درمیان جنگ شروع ہو چکی ہوتی۔!!

اسی طرح سے اس خوبصورت شام میں اسکے جملہ حقوق اس کے نام ہو چکے تھے۔!!

اور وہ بھی سرشار سا تھا۔!!

کوئی شام مجھ میں قیام کر

میرے رنگ و روپ نکھار دے

جو گزر گئی سو گزر گئی

میری باقی عمر سنوار دے

EP 11

صبح کے نو بج رہے تھے۔ کمال صاحب ڈائیننگ ٹیبل پہ بیٹھے اخبار کا معائنہ کرنے میں مصروف تھے

۔ شائستہ بیگم ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔!!

شاہ زین فریش سائیڑھیوں سے اترتا انکے پاس آیا۔!!

"اسلام و علیکم!!"

ان کے گھر گڈ مارنگ کے بجائے سلام کہنے کا ہی رواج تھا۔!!

دائیں جانب کرسی گھسیٹ کے بیٹھا۔!!

"وعلیکم اسلام!! برخوردار لگتا ہے کہ ڈیوٹی کال آگئی ہے اسی لیے اتنی صبح آپ ڈائینگ ٹیبل کو شرف بخش رہے ہیں۔"

انکے طنزیہ انداز پہ وہ منہ جھکا کے ہنسا۔!!

"جی بابا آج شام کو ہی جانا ہے۔ کوئٹہ میں پوسٹنگ ہے۔ سائمن اور میں ایک ساتھ ہی جا رہے ہیں۔"

اسنے جوس گلاس میں ڈالتے ہوئے سنجیدہ ہونے کی کوشش کی۔!!

"کیا اتنی جلدی چلے بھی جاو گے شاہ زین۔ پورے دس ماہ بعد چکر لگایا ہے اس دفعہ تو۔"

شائستہ بیگم اسکے جانے کا سن کر افسردہ ہو گئیں۔ ماں تھیں نا اور

ماؤں کو اولاد کی دوری بہت مشکل سے ہی برداشت ہوتی ہے۔!!

"بس ماما کیا جا سکتا ہے۔ ملک کے حالات ایسے ہیں کہ چھٹی مشکل سے ہی ملتی ہے۔ اس دفعہ تو پھر بھی

پورے ایک ماہ کی تھی۔"

اسنے پیار سے انکا ہاتھ پکڑ کے چوما۔!!

"ٹھیک ہے لیکن اگلی دفعہ جب بھی تم آئے۔ تب ہی عالیہ کی رخصتی کروالینی ہے۔ تم دونوں باپ بیٹے

کو تو فرصت ہی نہیں کاموں سے۔ میں سارا دن گھر میں اکیلی چکراتی پھرتی ہوں۔"

وہ خفگی سے کہتیں سلاٹس پہ بٹر لگانے لگیں۔ تو وہ باپ بیٹا ان کی خفگی پہ مسکرا دیئے۔!!

"ہا ہا اوکے میری پیاری ماما جو آپکا حکم!! ویسے ماما مجھے تو ابھی بھی کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کہتی ہیں تو آج ہی آپکی بہو کی رخصتی کروا لیتے ہیں۔"

وہ آگے کو جھک کے شریر لہجے میں بولا تو وہ دونوں مسکرا دیئے۔

"اوکے ماما بابا ابھی مجھے کچھ کام ہے میں کر کے آتا ہوں۔ پھر شام کو جانے کی لئیے بھی نکلتا ہے۔"

وہ جلدی سے ان دونوں کو اللہ حافظ بولتا باہر کی طرف لپکا۔!!

شائستہ بیگم نے دل ہی دل میں اپنے خوبرو سے بیٹے کی نظر اتاری۔!!

اسنے ایک ضروری کام نپٹایا۔ اور اب گاڑی چلا رہا تھا۔ اور ساتھ میں کسی کو سوچ رہا تھا۔ اسنے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ جسکو وہ اتنا چاہتا ہے وہ اتنی آسانی سے اسکی قسمت میں، اسکی زندگی میں آجائے گی۔!!

وی خدا کا جتنا بھی شکر کرتا کم تھا۔!!

اب گاڑی اسکے کالج کے سامنے روکے اسکا ویٹ کر رہا تھا۔!!

بلیک جینز اور شرٹ پہ براؤن جیکٹ پہنے آنکھوں پہ سن گلاسز لگائے اسکی نظر کالج کے گیٹ پہ تھی۔ جہاں سے کچھ لڑکیاں باہر آرہی تھیں۔!!

آج جمعہ تھا اور اسے بھی جلدی چھٹی ہو جانی تھی۔ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا اسلیئے صارم سے اجازت لے کے اب اسے لینے آیا تھا۔!!

اسکا دھیان گیٹ کی جانب ہی تھا جب اسے وہ نکلتی نظر آئی۔!!

گیٹ کے آگے بہت رش تھا۔!!

وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ شاید گاڑی ڈھونڈ رہی تھی۔!!

بالوں کی اونچی پونی ٹیل کئیے۔ وائیٹ یونیفارم میں ملبوس وائٹ دوپٹہ شولڈرز میں ڈالے دائیں کندھے پہ گلابی بیگ۔۔ بائیں کلائی پہ سمپل سی لیڈیز واچ پہنے۔۔ اور دائیں ہاتھ میں فائل پکڑے وہ معصوم سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔ شاہ زین کو محسوس ہوا بہت سے لوگوں کی نگاہیں اسکی طرف تھیں جو ہر چیز سے بے نیاز آنکھوں میں الجھن لئے ارد گرد ڈرائیور کو ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔!!

غصے اور اشتعال کی اک شدید لہر اسکے وجود میں اٹھی۔!!

وہ اک جھٹکے سے گاڑی سے اترا اور تیر کی سی تیزی سے اسکے پاس پہنچا۔!!

وہ گیٹ سے باہر آ کے خان بابا کو ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔!!

کیونکہ واچ مین نے اسے بتایا تھا کہ اسے لینے آگئے ہیں۔!!

"کہاں چلے گئے خان بابا؟؟"

وہ انہیں ارد گرد ڈھونڈتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی۔ جب کسی نے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا اور

آگے بڑھنے لگا۔!!

وہ اس اچانک گبھراگی جب اسکی نظر شاہ زین پہ پڑی جو تیزی سے اسکا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا

۔ وہ اتنی تیزی سے چل رہا تھا کہ عالیہ کو اسکے ساتھ دوڑنا پڑ رہا تھا۔!!

گاڑی کے پاس پہنچ کے اسنے فرنٹ سیٹ خا دروازہ کھولا اور اسے پٹخنے کے سے انداز میں اندر بٹھایا اور اسکے ہاتھ سے فائل اور اسکا بیگ پیچھے والی سیٹ پہ پٹھا۔!!

پھر اسی تیزی سے خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اور زور سے دروازہ بند کر کے گاڑی سٹارٹ کر دی۔!!

وہ بہت رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔!!

عالیہ کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔!!

اسنے کب اسکو اتنے غصے میں دیکھا تھا۔!!

اسنے ڈرتے ہوئے تھوڑا سا رخ موڑ کے اسکی جانب دیکھا۔!!

جس کے ہونٹ سختی سے بھیچنے کوئے تھے۔۔ یہاں تک کہ کنپٹی کی رگیں ابھریں ہوئیں تھیں۔!!

اور چہرہ ضبط کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔!!

وہ ابھی اسے دیکھ رہی تھی جب گاڑی جھٹکے سے رکی۔!!

وہ اترا اور اسکی سائیڈ کا دروازہ کھول کے اسکا ہاتھ پکڑا اور کھینچنے کے سے انداز میں اسے باہر نکالا۔!!

پھر اسی طرح اسے لیئے اندر کی جانب بڑھا۔ وہ ایک بہت خوبصورت سا مگر چھوٹا سا پارٹمنٹ تھا

۔!!

عالیہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن دوسری طرف سے گرفت اور مضبوط ہو گئی۔!!

عالیہ کو لگ رہا تھا اسکا دل بند ہو جائے گا۔!!

شاہ زین اسے کے بیڈ روم میں آیا اور ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔ اور ایک گہری سانس لی۔!!

اپنا ہاتھ شاہ زین کے ہاتھ کی گرفت سے آواز ہوتے ہی وہ تیزی سے اس سے فاصلے پر ہوئی۔!!
شاہ زین اس پہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے لوگوں کی غلیظ نظریں یاد آ رہی تھیں۔ وہ تو اس پاگل کو دنیا سے چھپا کے رکھنا چاہتا تھا۔ اسے کہاں گوارا تھا کہ کوئی اسے نظر اٹھا کے بھی دیکھے۔ اسکا دل کیا ان سب کی آنکھیں نوچ لے لیکن وہ تماشہ نہیں بنوانا چاہتا تھا۔!!
اسنے خود کو تھوڑا ریلیکس کیا اور اسکی جانب دیکھا۔!!

جو اس سے کافی فاصلے پر کھڑی سختی سے آنکھیں میچے دونوں ہاتھوں میں اپنا دوپٹہ جکڑے بری طرح ہونٹ کاٹ رہی تھی۔!!
وہ اس پیاری لڑکی پہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا اسلئے باہر گیا۔ اور پانی وغیرہ پی کہ خود کو ریلیکس کیا۔!!
اور جب وہ اندر آیا تو اس کے چہرے پہ تھوڑی دیر پہلے والے غصے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔!!
وہ چلتے چلتے اسکے پاس آیا جسکی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا اس کا بازو پکڑا اور بیڈ پہ بٹھایا۔!!
اسے دیکھا جس نے شاید آنکھیں ناکھولنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔!!
وہ اسکی حالت دیکھ کے مسکرایا۔!!
"عالیہ آنکھیں تو کھولو" گھمبیر آواز میں کہا گیا۔!!
لیکن دوسری جانب کچھ اثر نا ہوا۔!!

"یار کھول لو آنکھیں۔ پہلے ہی تھوڑا سا ٹائم بچا ہے۔ کیا سارا وقت ایسے ہی گزار دہ گی"
وہ اٹھا اور سٹڈی ٹیبل کے سامنے پڑی کرسی پکڑ کے اسکے عین سامنے رکھ کے اس پہ بیٹھا۔!!
"میں نہیں کھولوں گی آنکھیں۔ آپ اتنے غصے میں ہیں"

اف یہ معصوم انداز کون نافدا ہو جائے۔۔

اسنے اسکا دپٹہ درست کیا جو کہ کھینچا تانی میں دائیں شولڈر سے نکل چکا تھا۔ اور وہ تو پوری کی پوری کانپ گئی۔ آنکھیں اور شدت سے میچ لیں۔ بیڈ شیٹ کو بری طرح مٹھیوں میں جکڑ لیا۔!!

"ٹھیک ہے نا کھولو آنکھیں۔ اب میں اپنے طریقے سے کھلواؤں گا۔"

اسنے کہتے ساتھ اسکے چہرے پہ انگلیاں چلانی شروع کر دیں۔۔

عالی کی آنکھیں بند تھیں جب اسے اپنے چہرے پہ کسی کی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا۔ اور پھر وہ لمس اسکے دائیں رخسار سے ہوتا ہوا اسکی گردن پر گیا۔ تو اسنے جھٹ آنکھیں کھول کے اسکا ہاتھ پکڑا۔!!

اور اسکی طرف دیکھا جو بہت دلچسپی سے اور مسکراتی نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔!!

عالیہ نے آج پہلی دفعہ اسے اتنے غور سے دیکھا تھا یا بی نکاح کے دو بولوں کا اثر تھا کہ اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی۔!!

اسنے اپنے اس کیفیت سے گھبرا کے جلدی سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔ اور نگاہیں جھکا لیں۔!!

"عالیہ ایم سوری یار! مجھے غصہ آگیا تھا۔ میں جانتا ہوں مجھے اس طرح ری ایکٹ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن غلطی تو تمہاری بھی تھی نا"

اسنے بڑے پیار سے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے۔!!

عالیہ نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا کہ اسنے کیا غلطی کر دی ہے۔۔ پھر اسے کچھ یاد آیا۔

"اچھا! آپکو میم نے بتا دیا۔؟؟" اسنے معصومیت سے کہا تو اسنے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔!!

"دیکھیں م میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔ ہمارا کونز ہو رہا تھا۔ سارہ مجھے بار بار بلا کے تنگ کر رہی تھی تو میں نے غصے میں وہ سب بول دیا۔" اسنے اسکے ہاتھوں میں دبے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور آہستی سے بولی۔

اور وہ اسے دیکھ رہا تھا جو خود ہی اسے بتائے جا رہی تھی۔!! اسے اسکی معصومیت پہ ہنسی بھی آئی۔!!

"اچھا کیا بولا تم نے اسے۔" اسے اب ساری بات جاننے کا تجسس ہوا۔!!

"وہ میں نے غصے میں اپنا ٹیسٹ اسکی ٹیبل پہ پٹخ دیا تھا اور بولا تھا لو تم کر لو میری خیر ہے۔ اور میم نے مجھے ایسا کرتے دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے بھی مجھے ہی ڈانٹا۔ مجھے پتا ہے انہوں نے آپکو کمپلین کر دی ہو گی لیکن آئی سویر میری غلطی نہیں تھی۔"

اسے لگا تھا کہ میڈم نے یہ بات شاہ زین کو بتا دی ہو گی۔ اسلئے وی غصہ کر رہا ہے۔!!

شاہ زین پہلے تو اسے دیکھتا رہا۔ پھر ایک دم قہقہہ لگا کے ہنسا۔!!

"ہاہاہا عالیہ یار لائک سیریلی! پہلے بندہ اگلے بندے سے پوچھ لیتا ہے۔ لیکن تم نے تو خود ہی سارا کچھ بتا دیا جسکا مجھے دور دور تک نہیں پتہ تھا۔۔۔ میری جان کیوں ہو اتنی معصوم؟"

اسنے ہنستے ہوئے اسکا گال سہلایا۔!!

"تو پھر میں نے کیا غلطی کی ہے؟؟" وہ روہانسی ہوئی۔!!

"میری جان تم نے کوئی غلطی نہیں کی۔ بس مجھے ویسے ہی غصہ آ گیا تھا۔۔ عالیہ تمہیں تو پتہ ہے کہ میں آج جا رہا ہوں۔ اسلئے میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" وہ رکا اور اسکی آنکھوں میں دیکھا پھر قدرے توقف کے بعد بولا۔!!

"عالیہ پہلی بات آج کے بعد تم گھر سے باہر چادر لینے بغیر نہیں جاو گی۔ اسے تم میری ریکوئسٹ سمجھ لو یا آرڈر۔ لیکن تمہیں ہر حال میں ماننا ہی ہے۔" وہ کرسی سے اٹھ کے اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے اپنے حصار میں لیا۔

12

"اور دوسری بات میں جب اگلی دفعہ آیا تو تمہاری رخصتی تو پکی ہے میری جان، کیونکہ زیادہ بات کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اور تم بھی اپنا مسنڈ سیٹ بنا لینا۔ آئی سمجھ میری بات؟؟"

اسنے اسے پوچھا جو کہ اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔!!

"مجھے پڑھنا ہے آپ سمجھنے کی کوشش کریں نا۔"

اسنے سر اٹھا کے اوپر دیکھا۔ اور بے چارگی سے کہا۔!!

"یار تم بھی سمجھنے کی کوشش کرو نا۔ ہم فوجیوں کی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ہوتا کہ آج ہیں کل نہیں۔ اسلئے میری جان میں میری جتنی بھی زندگی ہے تمہارے ساتھ بیتانا چاہتا ہوں۔"

اس نے سنجیدگی سے کہتے اسکے بال سہلائے تو وہ آگے سے کچھ نا بولی۔ پتا نہیں کیوں اسکی اس بات پہ عالیہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔!!

"چلو اٹھو آج تمہیں کیپٹن شاہ زین کمال اپنے ہاتھ سے چیز سینڈوچ بنا کے کھلائیں گے۔۔ کیونکہ یار مجھے بس یہی بنانا آتا ہے۔" وہ ہنسا۔ اور اسے لیئے کچن تک آیا۔ اسے کمر سے پکڑ کے کاؤنٹر پہ ایک سائیڈ پہ بیٹھایا۔!! اور اپنا کام شروع کیا۔!!

عالیہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جسکے ہاتھ بہت ماہرانہ انداز میں چل رہے تھے۔!!

آج پتہ نہیں کیوں عالیہ کو اسکا ساتھ اچھا لگ رہا تھا۔!!

اور آج اس سے اتنا ڈر بھی نہیں لگ رہا تھا۔ جتنا پہلے لگتا تھا۔ وہ خود اپنی اس حالت پہ حیران تھی۔!!

"کیوں میڈم نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟؟"

وہ اپنے خیالوں میں مگن تھی جب شاہ زین نے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔!!

وہ ایک دم چونکی اور اپنی اس حرکت پہ تھوڑی خوف زدہ سی ہو گئی۔!!

"یار کچھ بولا بھی کرو۔ میں اس لیے تو نہیں تھا لایا تمہیں کہ تم زبان پہ تالا لگا لو۔"

وہ سکائس کے کنارے کاٹے ہوئے خفگی سے بولا۔!!

کب سے وہ بچارا اکیلا ہی بولے جا رہا تھا اور وہ میڈم تو پتہ نہیں کہاں گم تھیں۔!!

"میں کیا بولوں! آپ خود ہی اتنا بولتے ہیں کسی اور کو بولنے کی ضرورت ہی نہیں۔"

وہ کاؤنٹر پہ بیٹھے دونوں ہاتھ کاؤنٹر کے کنارے پہ رکھے بچوں کی طرح ٹانگیں ہلائے جا رہی تھی۔!!

اسکی اس بات پہ اسکا منہ کھلا۔!

"میڈم میں زیادہ نہیں بولتا۔ بلکہ تم کم بولتی ہو وہ بھی بس میرے سامنے۔ مجھے سب پتا ہے تم کتنا بولتی ہو اور کتنا نہیں۔"

وہ سینڈوچ تیار کر کے اسکے پاس آیا اور اسکے دونوں طرف کاؤنٹر پہ اپنے ہاتھ جمائے اس پہ جھکا۔ وہ جو بڑے آرام سے بیٹھی تھی اسکے اتنے قریب آنے پہ سٹیٹ گئی۔

دھنک دھنک مری پوروں کو خواب کر دے گا
وہ لمس میرے بدن کو گلاب کر دے گا

قبائے جسم کے ہر تار سے گزرتا ہوا
کرن کا پیار مجھے آفتاب کر دے گا

میں سچ کہوں گا مگر پھر بھی ہار جاؤں گا
وہ جھوٹ بولے گا اور مجھے لا جواب کر دے گا

انا پرست ہے اتنا کہ بات سے پہلے
وہ اٹھ کے بند میری کتاب کر دے گا

میری طرح سے کوئی ہے جو زندگی اپنی
تمہاری یاد کے نام انتساب کر دے گا؟؟

اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں غزل پڑھی۔ اور عالی اسکا دل زور سے دھڑک رہا
تھا۔!!

"تو کیا خیال ہے پھر؟؟" اسنے اسکے چہرے پہ جھولتی لٹ کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔!!

"کک کس بارے میں؟؟" اسنے گہرا کے اسکے سینے پہ ہاتھ رکھے فاصلہ قائم کرنے کی کوشش
کی۔ شاہ زین کی سانسوں کی تپش اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھی۔!!

"یار سینڈوچ کھانے کے بارے میں۔ کیوں تم کیا سمجھی؟؟" اس نے شرارت سے کہا۔ اور اس پہ ایک
نظر ڈال کے پیچھے ہوا۔!!

پھر اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے کاؤنٹر سے نیچے اترنے میں مدد دی۔ اسکے پیچھے ہٹتے ہی اسکی اٹکی کوئی
سانس بحال ہوئی۔!!

وہ اسے لیئے ڈائینگ ٹیبل پہ آیا اور کرسی گھسیٹ کے اسے بیٹھایا۔ پھر خود بھی اس کے ساتھ والی کرسی کھینچ کے بیٹھا۔!!

پھر سینڈوچ اسکی طرف بڑھایا۔ اسنے ڈرتے ڈرتے بائٹ لیا۔ کیونکہ اسے نہیں تھا لگتا کہ اسنے اچھا سینڈوچ بنایا ہو گا۔ لیکن جب اسنے پہلی بائٹ کی تو بہت اچھا تھا۔!!

"کیسا لگا پھر میرے ہاتھ کا بنا سینڈوچ؟"

بے صبری سے پوچھا گیا۔!!

"بہت اچھا ہے" وہی مختصر جواب۔

اسنے اپنے کلائی پہ پہنی گھڑی کو دیکھا جو کہ تین بج رہی تھی۔ ٹائم تھوڑا سا ہی رہ گیا تھا

ٹائم تھوڑا سا ہی وہ گیا تھا۔ چھ بجے اسے اور سائمن کو اکٹھے ہی نکلنا تھا۔!!

تھوڑی دیر بعد وہ اسے لیئے لاونج میں آیا۔!!

وہ ابھی کھڑی تھی۔!!

اس نے اپنے جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سرخ مٹل کی بہت خوبصورت سی ڈیبیا نکالی۔!!

"عالیہ اپنا ہاتھ دو" اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔ جو کہ شاید کمرے کا انکیشن کرنے میں مصروف تھی۔ اسکے بولنے پہ نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔!!

"یار اپنا ہاتھ آگے کرو" اسنے کہتے ساتھ ہی اسکا ہاتھ پکڑا اور گولڈ کی بہت خوبصورت سی انگوٹھی اسکی انگلی میں پہنائی۔!!

پھر جھک کر اسکا ہاتھ اپنے لبوں کو لگایا۔ اور اسے دیکھا جسکے ہاتھ اب باقاعدہ کپکپا رہے تھے۔!!

"عالیہ یہ میرے تم سے پیار کی پہلی نشانی ہے۔ میری وفا کی نشانی۔ پلیز اسے اتارنا مت۔"

اسنے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔ اور یک ٹک اسکی طرف دیکھا۔ وہ اسے حفظ کر لینا چاہتا تھا۔!!

پھر آہستہ سے اپنے لب اسکی پیشانی پہ رکھے۔ اور اسے زور سے خود میں بھیج لیا۔!!

تھوڑی دیر اسے محسوس کرنے کے بعد اسے بہت آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا۔!!

"چلو یار اب چلتے ہیں۔ دل تو نہیں کر رہا لیکن کیا کریں ٹائم ہو گیا ہے۔"

وہ اسکا ہاتھ تھامے آزدگی سے بولا۔ لیکن وہ کچھ نا بولی۔!!

اسنے ایک گہری سانس لی اور اسے لیئے باہر آیا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کے اسے بیٹھایا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا۔!!

گاڑی حسن ہاوس کے راستے پر گامزن تھی۔ وہ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں مگن تھے۔ اور کب وہ حسن ہاوس پہنچے دونوں کا دونوں کو ہی نہیں پتا چلا تھا۔!!

اسنے گاڑی روکی اسکی طرف دیکھا جو کسی شش و پنج میں مبتلا تھی۔!!

"کیا ہوا عالیہ؟؟" اسنے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو اسنے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔!!

"کچھ نہیں، کچھ بھی تو نہیں" وہ جلدی سے بولی حالانکہ وہ اسے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ پھر دروازہ کھولنے کے لیئے ہاتھ بڑھایا۔ اسنے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب شاہ زین نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب

کھینچا اور اسکے رخصت پر اپنے لب رکھ دیئے۔ وہ گھبرا کے جلدی سے پیچھے ہوئے پھر اسی تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی۔ اسے اس پر غصہ آ رہا تھا کہ اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔۔!!

اللہ حافظ میری جان! اپنا بہت سا خیال رکھنا"

اسنے آگے بڑھنے کے لیے قدم اٹھائے ہی تھے جب اسے اپنے پیچھے اسکی آواز سنائی دی۔ وہ مڑے بغیر مسکرائی اور آگے بڑھ گئی۔۔!!

وہ اسے تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نا ہو گئی۔ اور پھر ایک گہری سانس لے کے گاڑی آگے بڑھا دی۔۔!!

وہ اندر لاونچ میں داخل ہوئی تو وہ تینوں ادھر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔ اسنے ان تینوں کو سلام کیا اور فائل اور بیگ سینٹر ٹیبل پر رکھا۔۔!!

"آگیا میرا بچہ۔ آو ادھر بیٹھو" انہوں نے اسکے سر پر پیار کیا جو انکے پاس آ کے بیٹھی تھی۔۔!!

"جی بھیا آ ہی گئی ہوں" لہجے میں تھکن واضح تھی۔۔!!

"کیا ہوا گڑیا طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" انعم نے فکر مندی سے پوچھا۔!!

"جی بھائی بالکل ٹھیک ہوں بس آج کوئز تھا تو نیند ہی پوری نہیں ہوئی۔" اسنے سارنم کے کندھے پہ سر رکھے ہوئے کہا جو کہ اسکا سر سہلا رہے تھے۔!!

"شاہ زین باہر سے ہی چلا گیا؟؟ یار اسے بھی لے آنا تھا۔" سارنم نے موبائل سے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔!!

"بھیا انہیں کوئی کام تھا شاید وہ چلے گئے۔" اسے یاد آیا تھا کہ اسنے تو اسے اندر آنے کا بولا ہی نہیں تھا اور اپنی اس لا پرواہی پہ اسے شرمندگی بھی ہوئی۔!!

"اچھا ٹھیک ہو گیا۔ آج جانا بھی تو ہے نا ہم نے اسی لیے کوئی کام ہو گا۔ بھیا آپ کب سے جوائن کر رہے ہیں؟" اسنے موبائل میں جیب رکھ کے سارنم سے پوچھا۔!!

"یار میری دو دن بعد جوائننگ ہے کراچی میں۔" انہوں نے اسکی طوف دیکھا۔!!

"مطلب آپ بھی جا رہے ہیں دو دن بعد؟؟۔ بھابھی دیکھ لیں بھیا کو آپلو کہیں گھمانے پھرانے بھی نہیں لے کے گئے۔" اسنے شرارت سے انعم کو دیکھا تو وہ سب مسکرا دیئے۔!!

"چلو عالیہ گڑیا تم چینیج کر لو میں کھانا لگواتی ہوں۔" انعم اٹھ کے کچن میں چلی گئی۔!!

وہ بھی اٹھ کے کمرے میں چینیج کرنے چلی گئی۔!!

شام چھ بجے کے قریب وہ سب پورچ میں کھڑے تھے کیونکہ سائمن جا رہا تھا۔

"اوکے چڑیل اپنا بہت خیال رکھنا اور پیزا کھا کھا کے موٹی نا ہو جانا" اسنے اسے ساتھ لگا کے اسکے سر پہ اپنے لب رکھے۔ انکی بہن میں ان دونوں بھائیوں کی جان تھی یہ ہی الگ بات تھی کہ سائمن اسے تنگ کرتا رہتا تھا لیکن اس سے پیار بھی بہت کرتا تھا۔!!

"بھیا میں چڑیل نہیں ہوں" وہ منہ بنا کے بولی تو وہ سب ہنس دیئے۔!!

پھر وہ صارنم اور انعم کو ملا اور روانہ ہو گیا۔!!

ہمیشہ کی طرح عالیہ اسکے جانے سے افسردہ تھی۔ انعم نے سارنم کو اشارہ کیا تو وہ عالیہ کے پاس آئے۔ اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔!!

"یار عالیہ اب تو تمہارے لئے تمہاری بھابھی بھی لے آیا ہوں اب کیوں افسردہ ہو گی ہو اب تو انعم ہو گی نا تمہارے ساتھ" انہوں نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"نہیں بھیا افسردہ نہیں ہوں بس ویسے ہی" اس سے کوئی بات نا بن پائی۔!!

"عالیہ چلو آو یار ہم مووی دیکھتے ہیں" انعم نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے لئے اندر کی جانب بڑھی۔ اسی طرح مووی دیکھتے واقع ہی اسکا دھیان بٹ گیا تھا۔

13

وہ اس ٹائم اپنے کمرے میں بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی۔ آج صبح صائم بھی چلا گیا تھا۔ اس لئے وہ زیادہ اداس تھی۔ وہ جب بھی اداس ہوتی تھی تب ہی وہ ناول پڑھتی تھی۔ کیونکہ ناولز پڑھنے سے کچھ دیر کے لئے ہی سہی لیکن انسان اپنے غم بھول جاتا ہے۔!!

ابھی وہ پڑھنے میں مصروف تھی جب اسکے سیل کی میسج ٹیون بجی۔!!

وہ ایک دم چونکی۔۔ اور پھر سٹی ٹیبل سے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل تک آئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا اور ان لاک کر کے میسج اوپن کیا۔۔ میسج کسی ان ناؤن unknown نمبر سے تھا۔!!

۔ وہ جیسے جیسے میسج پڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اسکے چہرے کے تاثرات بدلتے حیرانی میں بدلتے جا رہے تھے۔ کیونکہ اسکا نمبر صرف صارف سائمن اور انعم کے پاس تھا۔ میسج کچھ یوں تھا۔!!

کبھی اس طرح میرے ہمسفر

سبھی چاہتیں میرے نام کر

اگر ہو سکے تو کبھی کہیں

میرے نام بھی کوئی شام کر

میرے دل کے سائے میں آزرا

میری دھڑکنوں میں قیام کر

یہ جو میرے لفظوں کے پھول ہیں

تیرے راستے کی یہ دھول ہیں

کبھی ان سے سن میری داستان
کبھی ان کے ساتھ کلام کر

"یہ کس کا نمبر ہو سکتا ہے؟" وہ موبائل ہاتھ میں پکڑے بڑبڑائی۔!!

"کیا کروں پوچھ لوں یا نہیں؟؟؟"

"کون" اسنے ڈرتے ڈرتے میسج سینڈ کیا۔ جسکا فوراً reply آیا۔۔

"میڈم تمہارا مجازی خدا ہوں۔ اور کس کی ہمت تمہیں اس طرح کا میسج کر سکے"

"شاہ زین انہیں میرا نمبر کہاں سے ملا" وہ ابھی اسی سوچ میں تھی جب اسکی کال آئی۔!!

اسنے ڈرتے ڈرتے کال ریسیو کی۔!!

"ہیلو" مدھم لہجہ۔۔

"یار ہیلو نہیں اسلام و علیکم کہتے ہیں۔۔ اور کیسی بیوی ہو تم؟ شوہر ڈیوٹی پہ کیا گیا تم تو بھول ہی گئی
میں نے سوچا میں خود ہی یاد دلا لوں۔ کہ عالیہ حسن صاحبہ آپکے ایک عدد شوہر نامدار بھی ہیں جو
آپکو بڑا مس کرتے ہیں۔"

دوسری طرف سے اسکی شوخ آواز سنائی دی۔۔!!

"ن نہیں میں تو نہیں بھولی آپکو۔۔"

"او اچھا تو تم بھی مجھے مس کر رہی تھی۔۔ ہاؤ سویٹ میری جان۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ عالیہ
صاحبہ بھی مجھے مس کرتی ہیں۔"

اسنے اسکی بات کاٹ کے جلدی سے اپنے مطلب کی بات نکالی۔!!

"آپ آپکو میرا نمبر کہاں سے ملا؟؟" گویا موضوع بدلنے کی کوشش کی گئی۔!!

"میری جان جب تم ساری کی ساری مجھے مل گئی تو نمبر لینا تو بہت معمولی سی بات ہے۔" اسکا مدھم
لہجہ آنچ دیتا تھا۔۔

دوسری طرف اسکا دل ایک دم سے دھڑکا۔!!

"آپ کیا کر رہے ہیں؟" وہ کسی بھی طرح اسکا دھیان خود سے ہٹانا چاہتی تھی۔!!

"یار تمہیں یاد کر رہا ہوں۔ ادھر کوئٹہ میں موسم بہت پیارا ہے۔۔۔ کاش تم اس وقت ادھر میرے ساتھ میرے پہلو میں ہوتی۔۔۔ تو اس موسم کا مزہ دو بالا ہو جاتا۔"

وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ خوبصورت لہجے میں زومعنی انداز میں کہا گیا۔۔۔ تو وہ کنفیوز سی ہو گئی۔!!

"سائمن بھیا کدھر ہیں؟" جب کچھ سمجھ نا آیا تو یہ ہی پوچھ لیا۔!!

"وہ سو گیا ہوا ہے یار۔ میں ہی فراق کا درد جھیل رہا ہوں۔"

زومعنی لہجہ شرارت لیئے ہوئے تھا!!

"ہم تو آپ بھی سو جائیں۔ مجھے بھی بہت نیند آرہی ہے۔"

"ارے ارے رکو یار ایویں سو جاؤں؟۔ ابھی بات کرو مجھ سے" اسنے جلدی سے کہا مبادا وہ کال ہی بند نا کر دے۔!!

"لیکن مجھے نیند آرہی ہے نا۔" ناچاہتے ہوئے بھی ایک ہلکی سے مسکان اسکے لبوں پہ آگئی۔!!

"نیند تو مجھے بھی آرہی ہے لیکن میں بھی تو تم سے بات کر رہا ہوں نا اسلئے تم بھی کرو" لہجے میں ضد کا عنصر بھی شامل تھا۔!!

اسے ہنسی آئی۔

"لیکن کیا بات کروں؟ صبح میرا اکاونٹنگ کا ٹیسٹ ہے میں نے ابھی وہ بھی prepare کرنا ہے۔"

وہ اٹھ کے کتاب لے کے بیڈ پہ بیٹھی۔ فون دائیں کان سے لگا ہوا تھا۔!!

"تو یار تب سے کیا کر رہی تھی۔ اس ٹائم رات کے گیارہ بجے تمہیں ٹیسٹ پر میسر کرنا ہے۔" وہ بیچارا منہ بنا کے خفگی سے بولا تو وہ کھکھلا کے ہنس دی۔!!

شاہ زین کا دل کیا کہ وہ اس کی خوبصورت کھکھلاہٹ سنتا رہے۔!!

"وہ میں ناول پڑھ رہی تھی" ہونٹ کا کونا دبا کے وہ گویا ہوئی۔ اور کتاب بند کر کے لیٹی۔!!

وہ نیند کے معاملے میں بہت کچی تھی۔ ابھی تک وہ پتہ نہیں کیسے جاگ رہی تھی۔!!

"لڑکی اتنے ناول نا پڑھا کرو۔ ایک دفعہ بس میرے پاس آ جاو پھر ناول پڑھنا بالکل بند۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔!!

"ٹھیک ہے پر پلیز ابھی میں سو جاؤں؟" وہ ملتچی ہوئی

"اوکے میری جان سو جاو اللہ حافظ" اسے بھی اسکی حالت پہ رحم آ ہی گیا تھا۔!!

"اوکے اللہ حافظ" اسنے جھٹ سے کہتے ہوئے فون بند کیا۔!!

وہ ابھی کمبل برابر کر رہی تھی جب پھر سے میسج ٹیون بجی۔ اسنے میسج اوپن کیا۔

چاند سے چہرے کا صدقہ اتارا کیجیے
مشورہ ہے یہ میری جان گوارا کیجیے

ساتھ میں ایک پیارا سا ایمو جی تھا۔

"انفنف شاہ زین آپ کیسے اتنی شاعری کر لیتے ہیں" اسنے ہنستے ہوئے موبائل بند کیا۔ اور سونے کے لئے لیٹ گئی۔

شاہ زین سے بات کر کے اسکی ساری اداسی کہیں غائب ہو چکی تھی۔ وہ اسے سوچتے سوچتے ہی نیند کی وادی میں چلی گئی۔!!

زندگی اپنے معمول پہ آچکی تھی۔ سب معمول پہ آچکا تھا۔!!

لیکن اب کی بار فرق یہ تھا کہ اب انعم بھی اسکے ساتھ ہوتی تھی۔!!

کالج سے آ کے اسکا سارا دن انعم کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔!!

اسی طرح ایک ماہ گزر چکا تھا۔!!

آج بھی وہ معمول کے مطابق کالج سے آئی۔۔ جب لاونج کے صوفے پہ انعم کو سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھے دیکھا۔!!

اسکے چہرے پہ زردی پھیلی ہوئی تھی۔!!

"بھابھی بھابی کیا ہوا ہے آپکو؟؟ رشیدہ بی آمنہ پانی لائیں"

وہ جلدی سے اسکے پاس آئی اور ساتھ ہی ملازمہ کو پانی کے لیے آواز لگائی۔!!

"عالیہ کچھ نہیں ہوا مجھے گڑیا۔۔۔ بس ویسے ہی کچھ دنوں سے طبیعت زرا خراب تھی۔۔ کوئی ٹینشن کی بات نہیں ہے آرام آ جائے گا۔"

اسنے اسکی پریشانی دور کرنا چاہی۔۔ تب تک رشیدہ بی پانی لے کہ آچکی تھیں۔!!

"بھابھی آپ یہ پانی پیئیں۔۔ مجھے پتہ ہے نا آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔ اپنا چہرہ دیکھیں کیسے زرد ہو رہا ہے۔ میں خان بابا کو کہہ کے گاڑی نکلواتی ہوں ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔۔ اور اگر نا گئیں تو میں ابھی بھیا کو کال کر کے بتاؤں گی کہ آپ کی اتنی طبیعت خراب ہے اور آپ ڈاکٹر کے پاس نہیں جا رہیں۔"

وہ جلدی جلدی بولتی باہر خان بابا کو گاڑی نکالنے کا بولنے چلی گئی۔۔

تو پھر انعم کو بھی اسکی بات ماننی ہی پڑی۔!!

وہ ڈاکٹر کے پاس گئے۔ اور ڈاکٹر نے جو خبر سنائی انعم کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔!! اور عالیہ میڈم کا تو خوشی سے برا حال تھا۔!!

اسنے کال کر کے خالہ (انعم کی امی) کو بھی بتا دیا۔ وہ بھی آئیں تھیں اور ڈھیر ساری تلقین کر کے گئیں تھیں۔!!

وہ ابھی اپنے کمرے میں بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ عالیہ اسکے لیے جوس بنوانے گئی تھی۔!!

وہ صارم کو بتانا چاہتی تھی۔ لیکن وہی فطری جھجک آڑے آ رہی تھی۔!!

پھر ہمت کر کے اسنے کال ملائی۔

صارم ابھی ڈیوٹی پہ تھا جب اسکے سیل پہ انعم کی کال آئی۔!!

وہ حیران بھی ہوا کہ انعم نے کبھی اسے ڈیوٹی آورز hours میں کال نہیں کی تھی۔ اسے تشویش ہوئی

--

"اسلام و علیکم انعم! اس ٹائم کیسے یاد کیا؟ حیریت تو ہے نا؟ آپ ٹھیک ہیں اور عالیہ وہ ٹھیک ہے؟؟"

اسنے کال ریسیو کرتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تو وہ مسکرا دی۔!!

"وعلیکم اسلام! میں ٹھیک ہوں اور عالیہ بھی ٹھیک ہے۔۔ بس وہ وہ مجھے آپکو کچھ بتانا تھا۔" اسکی مدھم سے آواز گونجی۔!!

"ہیں ایسی کیا بات ہے جو آپکو ابھی بتانی ہے؟" لہجے میں حیرانی تھی۔!!

"بس ہے نا کوئی بات آپ میری بھی کچھ سن لیں" ابکی بار اسکی خفا خفا سی آواز موبائل میں گونجی۔!!

"ہاہاہاہا اوکے یار بتائیں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" اسنے ہنستے ہوئے کہا۔!!

"وہ وہ صارم وہ میں۔۔۔۔" وہ رکی۔!

"یار آگے بھی کچھ بتا دیں"

"وہ صائم میں پریگنٹ ہوں" اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر کے ایک ہی سانس میں بات مکمل کی۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔!!

"کیاااااا۔۔۔ آپ آپ سچ بول رہیں ہیں؟" وہ خوشی سے چلایا۔!!

جیسے اسے اس بات پہ یقین ہی نا آ رہا ہو۔!!

"تو اور کیا جھوٹ بول رہی ہوں" وہ منہ بنا کے بولی۔!!

"ہاہا انعم تھینک یو سوووووو مچ اتنی اچھی گڈ نیوز دینے کے لیتے۔۔۔ تھینکس آ لٹ۔" وہ خوشی سے بولا۔!

"اچھا اب اپنا بہت سارا خیال رکھنا ہے آپکو اوکے؟"

"اوکے"

"اور یار میری گڑیا کو بھی بلاو اس سے بھی بات کر لوں"

"ہاہا اوکے بلاتی ہوں" اسنے عالیہ کو آواز دی۔۔!! تو تھوڑی دیر بعد وہ کمرے میں آئی۔۔

"جی بھابھی؟"

"صارم کی کال ہے تم سے بات کرنا چاہ رہے ہیں؟" وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔!!

"واو بھیا کی کال ہے۔" اور اب انکی باتیں شروع ہو چکیں تھیں۔ اور انعم انکی باتیں سن کے مسکرا رہی تھی۔۔ کسی بھی شادی شدہ عورت کے لئے یہ احساس ہی بہت خوبصورت ہوتا ہے کہ وہ ماں بننے جیسے خوبصورت مقام کو پانے والی ہے

ep14

سب کچھ اپنے معمول پہ تھا۔ وقت گزر رہا تھا۔۔! کالج کے بعد عالیہ کا زیادہ تر وقت انعم کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔۔!! وہ اسکا ہر طرح سے خیال رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ اور آمنہ بی بھی اسکا بہت خیال رکھتی تھیں۔۔!!

اسکی شاہ زین سے بھی بات ہوتی تھی۔ لیکن زیادہ تر میسیجز پہ ہی۔۔!! اب اسے بھی شاہ زین سے بات کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔۔ لیکن یہ بات الگ تھی وہ کبھی خود اسے میسیج یا کال نہیں کر پائی تھی۔۔!!

اسی دوران انعم کی ڈیلیوری کا وقت بھی آگیا۔ صارم لیو پہ آیا یوا تھا۔!! لیکن سائمن کو چھٹیاں نہیں ملی تھیں اسکا ایک دفعہ بھی چکر نہیں لگا تھا نا ہی شاہ زین کا۔!!

اللہ نے انہیں ایک بہت ہی خوبصورت سے بیٹے سے نوازا تھا۔ جسکا نام عالیہ نے ہی "اسد" رکھا تھا۔!!

اب عالیہ ہوتی تھی اور اسد۔۔ وہ سارا ٹائم اسکے ساتھ ہی گزارتی تھی۔!! کیونکہ اسکے ایگزام بھی ہو چکے تھے۔!!

صارم کی چھٹیوں میں ہی اسکا رزلٹ بھی آگیا تھا۔ وہ امتیازی نمبروں سے پاس ہوئی تھی۔!!

اسکا ایڈمیشن صارم نے اسلام آباد کی بہت اچھی یونیورسٹی میں کروا دیا تھا۔!!

اس نے BBA میں ایڈمیشن لیا تھا۔ کیونکہ اسکا شوق تھا business woman بننے کا۔ یہ دوسری بات تھی کہ شاہ زین کسی طور بھی رضامند ہونے والا نہیں تھا۔!!

اسکے ایڈمیشن ہونے کے دوسرے دن ہی صارم کی لیو ختم ہو گئی تھی۔ اور وہ چلا گیا۔!!

اسے یونیورسٹی جوائن کیے ایک ماہ ہو چکا تھا۔ اسکی اب ایک دوست بھی بن چکی تھی مہوش وہ بہت اچھی تھی۔ اور اسنے خود ہی عالیہ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔!!

"مہوش یار تم کیوں نہیں آئی آج؟؟؟ میں اکیلی کیا کروں گی وہ بھی تین دن؟؟؟" وہ یونیورسٹی گراؤنڈ کے ایک خاموش گوشے میں اکیلی بیٹھی مہوش سے فون پر بات کر رہی تھی۔!!

"یار عالیہ سو سوری! پر میں بھی کیا کرتی پھوپھو اتنا اصرار کر رہی تھیں تو مجھے جانا پڑا انکے ساتھ۔" مہوش بے چارگی سے بولی۔!!

"یار ایٹ لیسٹ مجھے بتا دیتی۔ اب میں یہاں چار بجے تک اکیلی کیا کروں گی" اسے اس پہ غصہ بھی آ رہا تھا اور رونا بھی کیونکہ وہ شروع دن سے ہی مہوش کے ساتھ رہی تھی۔!!

"یار ایک کام کرو تم گھر چلی جاو ابھی ایک بجا ہے" اسنے اسے مشورہ دیا۔!!

"ہاں یار میں بھی سوچ رہی تھی کہ چلی ہی جاؤں۔۔ یہاں کیا کروں گی اب کوئی کلاس بھی نہیں ہے۔۔ پر یار تم جلدی آ جاو زیادہ چھٹیاں نا کرنا۔ اوکے؟"

وہ اپنا بیگ اور کتابیں سمیٹ کے اٹھی۔۔ اور کپڑے جھاڑے۔۔ آج اسنے سکن کلر کر شلوار قمیض پہ مہرون لکر کی خوبصورت سی چادر لی ہوئی تھی کیونکہ یہ شاہ زین کا حکم جو تھا۔!!

"اوکے یار اللہ حافظ"

"اللہ حافظ"

وہ بیرونی گیٹ کی طرف بڑھی۔ اسے بہت دنوں سے کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہو۔۔ لیکن جب بھی وہ پیچھے مڑ کے دیکھتی تو کچھ بھی غیر معمولی نہیں ہوتا تھا۔!!

لیکن آج صبح سے اسے کچھ زیادہ ہی بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔!! آج اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ شاہ زین سے بات کرے۔۔ آج تک اسنے اسے خود سے میسج تک نہیں کیا تھا تو کال کیسے کر لیتی۔!!

"کیا کروں کال کروں یا نہیں" وہ تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ اسے خان بابا کو کال کر کے بتا دیا تھا اور اسکا خیال تھا کہ وہ اب تک آچکے ہوں گے۔!!

"عالیہ وہ ہمیشہ تم سے اتنے اچھے سے بات کرتے ہیں تم کیوں ان سے اتنا ڈرتی ہو کر لو کال کھا تو نہیں جائیں گے تمہیں" وہ بڑبڑاتے ہوئے اسکا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ وہ پارکنگ کے بالکل سنسان گوشے میں تھی۔!!

وہ ابھی نمبر ڈائل کر رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ پیچھے مڑ کے دیکھتی۔ کسی نے بہت بے دردی سے اسکے منہ پہ رومال رکھا۔ اسنے مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بہت جلد اپنے ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو گئی۔!!

"تو جوانو! آر یو ریڈی؟"

اس بند کمرے میں وہ دونوں کرنل صاحب کے سامنے بیٹھے تھے۔!!

انہوں نے پورا ایک سال اس کیس پہ دن رات کام کیا تھا۔ اور وہ اب اپنی کامیابی سے صرف چند قدم کے فاصلے پر تھے۔!!

"یس سر! وی آر ریڈی" وہ جوش سے بولے۔!!

"گڈ میں بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ آپ اس ملک کے محافظ ہیں اور اب آپ اپنی کامیابی سے چند قدم کے فاصلے پر ہیں۔ اللہ آپکا ہامی و ناصر ہو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے ہاتھ انکی طرف بڑھایا تو ان دونوں نے باری باری انکا ہاتھ تھاما اور آمین کہتے باہر آ گئے۔

"سائیم یار یہ کیس ہماری جاب کے دورانہیہ کا سب سے مشکل کیس ہے جسکو کل شام تک ہم نے اسکے انجام تک پہنچانا ہے" شاہ زین نے ایک گہری سانس لی۔!!

"ہاں یار پورا ایک سال ہم نے محنت کی ہے۔ اب اسکا پھل ملنے کا ٹائم آنے والا ہے۔ ہائے ہائے یار پھر میں گھر جاؤں گا۔ میں نے تو میرے بھتیجے کو بھی نہیں دیکھا۔ اور اب تو میں میری چڑیل کو بھی بہت مس کرتا ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے بولا

"یار تمہیں کیا پتا میں اسے کتنا مس کرتا ہوں" وہ یہ صرف سوچ کے ہی رہ گیا۔!!

"چلو یار آج کافی پینے چلتے ہیں۔ بہت دنوں بعد تھوڑا سا ٹائم فری ملا ہے۔" سائیم نے اسے کندھے پہ بازو پھیلا یا۔!!

"ہاہا ٹھیک ہے یار چلو چلتے ہیں۔" وہ دونوں جیپ میں بیٹھ کے روانہ ہوئے۔!!

وہ دونوں اس ٹائم کافی شاپ پہ بیٹھے کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جب شاہ زین کے موبائل کی بیل بجی۔!!

"سائمن میں ابھی آتا کوں۔" وہ اسے بولتے ہوئے اٹھ کے باہر چلا گیا۔!!

سائمن پھر سے کافی پینے میں مصروف ہو گیا۔ اور ساتھ میں موبائل پہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ اسے ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔!!

اسنے موبائل سے نظریں اٹھا کہ سائمن نے دیکھا تو ایک لڑکی جسنے بلیو جینز پہ گھٹنوں تا آتی کرتی پہنی ہوئی تھی اور سر پہ سکارف باندھا ہوا تھا۔ وہ بڑے مگن انداز میں اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔

سائمن نے گردن ادھر ادھر گھما کے گویا معلوم کرنا چاہا کہ وہ اسے ہی دیکھ رہی ہے یا کسی اور کو۔ لیکن نہیں وہ واقعی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔!!

"جی؟" اسنے سوالیہ نظروں سے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔!!

"آپ فوجی ہیں؟" وہ ابھی بھی بہت غور سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔!! سائٹ کو اس سے اس سوال کی امید نہیں تھی کیونکہ ابھی وہ یونیفارم میں تھا۔!!

"نہیں یہ وردی تو میں نے مزاق میں پہنی ہوئی ہے۔" وہ جل کے بولا۔!!

"او اچھا میں سمجھی آپ فوجی ہیں۔ مجھے فوجی سے ہی کچھ کام تھا۔" اسکے چہرے پہ مایوسی چھائی۔!!

"میڈم یا تو آپ سچ میں بہت معصوم ہیں یا مجھے جان بوجھ کے زچ کر رہی ہیں۔ آپکو نظر تو آ رہا ہو گا کہ یونیفارم میں ہوں تو فوجی ہی ہوں نا۔" اسنے ریلیکس ہی کے کرسی سے ٹیک لگائی اور پھر کافی کا مگ پکڑ کے سپ لیا۔!!

"آئی لو یو۔" وہ لڑکی جلدی سے بولی اور یہ لگا سائٹ کو ہزار وولٹ کا جھٹکا۔ کافی اسکے خلق میں ہی پھنس گئی۔ اس بیچارے کا تو کھانس کھانس کے برا حال ہو رہا تھا۔!!

تھوڑی دیر بعد اسکی حالت سنبھلی تو اسکی طرف ماتھے پہ بل ڈال کے دیکھا۔!!

"میڈم اب تو مجھے سچ میں یقین ہو گیا ہے کہ آپ عقل سے پیدل ہیں۔ کسی بھی راہ چلتے کو آئی لو یو بول دو۔۔ آپ جیسے صرف اور صرف آپ جیسی لڑکیوں کی وجہ سے ہی تمام لڑکیوں کا نام خراب ہوتا ہے۔" اسے تو اچھی بھلی تپ چڑی تھی۔!!

"دیکھیں میں کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔ اور آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ اور مجھے بلاوجہ باتیں ناسنائیں۔" وہ بھی غصے سے بولی۔!!

"او تو پھر آپ کے نزدیک آئی لو یو کا مطلب یہ ہو گا کہ میں آپکا بھائی بنانا چاہتی ہوں۔" وہ استہزائیہ بولا۔!!

"جو بھی تھا لیکن آپ جیسے بدتمیز فوجی کو نہیں بتاؤں گی۔" وہ مڑ کے جانے لگی جب سرعت سے سائمن اسکے سامنے آیا۔!!

"اچھا ایک تو اظہارِ محبت کس نے کیا؟؟ آپ نے۔ اور بدتمیز آپ مجھے بول رہی ہیں۔" وہ بے یقینی سے اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اپنے سینے پہ رکھ کے بولا۔!!

"ہاں تو اب بول دیا ہے۔۔ بار بار بتا کہ آپ کیا جتنا چاہتے ہیں۔ اور مسٹر جو مطلب آپ سمجھ رہے ہیں میرا وہ مطلب ہرگز نہیں تھا"

وہ ماتھے پہ بل ڈال کے بولی۔!!

"exactly"

"یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ آخر آپکا مطلب کیا تھا۔" بڑے آرام سے سینے پہ ہاتھ باندھ کے اسے دیکھا۔!!

"میں آپکو بتانے کی پابند نہیں ہوں آپکو جو سوچنا ہے جو سمجھنا ہے آپ سمجھیں میری بلا سے۔ ہونہہ" وہ تیزی سے باہر کی جانب مڑ گئی۔!!

وہ بیچارہ حیران پریشان ادھر کھڑا تھا۔

"عجیب بد دماغ لڑکی ہے۔" وہ بڑبڑایا۔!!

"ایک تو شاہ زین بھی باہر جا کے بیٹھ ہی گیا ہے۔" اسنے بل پہ pay کیا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

ep15

اسنے کافی شاپ سے باہر نکل کر کال ریسیو کی جو کہ اسکے کسی جاننے والے کی تھی۔!

وہ کال بند کر کے واپس مڑا ہی تھا جب اسکے موبائل کی میسج ٹیون بجی۔!!

اسنے تعجب سے دیکھا کسی unknown نمبر سے ویڈیو میسج تھا۔!!

اسنے حیرت سے وہ ویڈیو پلے کی۔ اور جیسے جیسے وہ ویڈیو دیکھتا جا رہا تھا اسکی سانسیں رکتیں جا رہیں تھیں۔۔ اسے لگا ابھی اسکی سانس اٹک جائے گی۔۔ اگر کوئی اس سے پوچھتا کہ قیامت کیا ہے تو وہ کہتا کہ یہ لمحات ہیں قیامت۔!!

سائم باہر آیا جب اسکی نظر زرد چہرہ لیئے ساکت کھڑے شاہ زین پر پڑی۔ اسے اسکا چہرہ دیکھ کے تشویش ہوئی جو لٹھے کی مانند سفید پڑا تھا۔ وہ اسکے پاس آیا اور اسکے شانے پہ ہاتھ رکھا۔!!

"شاہ زین کیا ہوا ہے؟ میں کب سے تمیارا ویٹ کر رہا تھا؟ اور تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔ ایسے کیوں کھڑے کو۔" اسنے اسکا کندھا ہلایا لیکن وہ تو جیسے سماعت سے محروم ہو چکا تھا۔!!

"کیا ہوا ہے کچھ بول بھی یار۔" اسنے الجھن سے اسے دیکھا اسکی نظر اسکے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی طرف گئی۔!!

اسنے اسے پکڑا موبائل کی سکرین پہ کوئی ویڈیو تھی۔ اسنے کلک کیا اور وہ ویڈیو پلے ہو گئی۔!!

اور جیسے ہی وہ ویڈیو پلے ہوئی اسے لگا کسی نے اسکے پیروں سے زمین کھینچ لی ہے۔ اسکے ہاتھ کپکپانے لگے۔!!

"ش شاہ زین یہ کیا ہے؟" اسنے شاکی نظروں سے اسکی طرف دیکھا جسکی آنکھیں کیا سارا چہرہ سے ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ اسنے زور سے جبرے بھینچ کے آنکھیں میچیں۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ بس کسی بھی لمحے رو دے گا۔!!

"شاہ زین میں کیا بکواس کر رہا ہوں؟ سن رہا ہے تو؟ یہ کیا ہے؟"

اسنے اسکو کندھوں سے پکڑ کے جھنجھوڑا۔ شاہ زین نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جسکی حالت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔!!

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا شاہ زین کے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔ ان دونوں نے چونک کے موبائل سکرین کی طرف دیکھا۔ اسی نمبر سے کال تھی۔!!

اسکی آنکھ کھولی تو خود کو ایک اندھیرے کمرے میں فرش پہ پایا۔!!

تھوڑی دیر تک اسنے ارد گرد دیکھنے کی کوشش کی لیکن اسکا سر دکھ رہا تھا۔!!

"آہ اللہ جی" اسنے اپنے دکھتے سے کو تھامنا چاہا لیکن اسنے محسوس کیا اسکے ہاتھ اور پاؤں بری طرح جکڑے ہوئے تھے۔۔ اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے کچھ حد تک اسکی آنکھیں اندھیرے سے مانوس کو چکی تھیں۔!!

اسنے اٹھنا چاہا لیکن ایک تو سردی اور دوسرا فرش پہ لیٹے رہنے کی وجہ سے اسکا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔۔ وہ کراہ کہ رہ گئی۔!!

پھر بڑی مشکل سے وہ کھسک کے دیوار سے پشت ٹکا کے اپنے گھٹنوں میں سر رکھ کے بیٹھ گئی۔!!

اسکی چادر اس کے پیروں میں پڑی ہوئی تھی۔!!

اسنے چاروں اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ اسکے دائیں طرف کچھ کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ اسکے آگے دو لڑکی کی بوسیدہ سی کرسیاں اور ایک بوسیدہ سی ٹیبل پڑی تھی۔ بائیں جانب کی دیوار پہ کافی اوپر ایک چھوٹا سا روشن دان تھا۔ اور وہاں کچھ ڈبے وغیرہ پڑے ہوئے تھے۔!!

"اللہ جی میں کہاں ہوں" وہ گھٹنوں پہ سر رکھ کے بڑبڑائی۔ سردی اسکی رگوں میں جیسے خون جما رہی تھی۔!!

"کوئی ہے۔۔ پ پلیر دروازہ کھولو۔" وہ اونچی آواز میں بولی نا چاہتے ہوئے بھی اسکی آواز بھرا گئی تھی اسنے کب ایسے حالات دیکھے تھے۔۔!!

"کوئی تو میری ہیلپ کرو" وہ چیخی۔۔!!

تبھی تھوڑی دیر بعد باہر سے بھاری قدموں کی آواز آئی۔ اور پھر ایک لمبا چوڑا آدمی کمرے کے دروازے پہ نمودار ہوا۔ اسکے چہرے پہ ماسک تھا۔ لیکن اسکی آنکھوں کی سرخی دور سے ہی عالیہ کو محسوس ہو گئی۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔!!

وہ کچھ اور دیوار کے ساتھ لگی۔ اور اسکی اس حرکت پہ مقابل کے چہرے پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری جو کہ وہ اسکے منہ پہ چڑھے نقاب کی وجہ سے وہ نا دیکھ پائی۔۔!!

وہ دھیرے دھیرے چلتا اسکے پاس آیا اور دائیں جانب سے ایک کرسی گھسیٹ کے اسکے سامنے رکھی اور ٹانگیں پھیلا کے بیٹھ گیا۔۔!!

"اٹھ گئی شہزادی؟" کرجت لہجے میں کہتے اسنے بائیں ہاتھ سے تھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر کیا۔ تو وہ جی جان سے کانپ گئی۔ لیکن اسے ہمت نہیں ہارنی تھی۔ اسنے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں سے ہی اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔!!

"کیوں لائے ہو تم مجھے یہاں؟؟ مجھے واپس جانا ہے۔" وہ نفرت سے چلائی۔۔ وہ خود حیران تھی کہ اس میں اس ٹائم اتنی ہمت آ کہاں سے گئی۔ لیکن اندر سے وہ بالکل کانپ رہی تھی۔۔!!

"ارے ارے شہزادی اتنا چلاتی کیوں ہے پتا چل جائے گا۔ تو پہلے آرام سے پانی پی۔ اوئے کالی پانی لا شہزادی کے لیے۔" اسنے ایک بے ڈھنگا سا قہقہہ لگایا۔ اور اپنے کسی ساتھی کو پانی لانے کا بولا۔ وہ اسی ٹائم پانی لیے حاضر تھا۔!

"لے پانی پی پہلے۔ باقی باتیں آرام سے ہوں گی۔" اسکی نگاہیں گستاخانہ انداز میں اسکے سر پر پہنچیں۔ عالیہ کو اسکی آنکھیں اپنا موسٹ مارٹم کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔!!

اسنے اسکا منہ بے دردی سے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور اسی بے دردی سے گلاس اسکے لبوں کے ساتھ لگایا۔ اسنے پورا زور لگا کے گلاس جھٹکے سے دور پھینکا۔!!

"مجھے نہیں پینا پانی تم مجھے جانے دو۔" وہ پھر زور سے چلائی۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسکی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش شامل ہو گئی تھی۔!!

اور یہی چلانا اسکے حق میں برا ٹھہرا تھا۔ مقابل نے دائیں ہاتھ کا ایک زوردار تھپڑ اسکے نازک رخسار پہ جڑ دیا۔!!

اور تھپڑ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ وہ ایک جھٹکے سے اپنے پورے وجود کے ساتھ بائیں جانب گری۔ اسکا سر بہت زور سے زمین سے ٹکرایا تھا۔ جہاں سے خون کی لکیر بہنا شروع ہو گئی تھی۔ اسکا دماغ چکرا گیا تھا۔ پہلے ہی سردی کی وجہ سے اسکا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا اور اس پہ یہ تھپڑ۔ اسنے سختی سے آنکھیں میچ کے درد کو دبایا۔!

"اوئے کالی! شیر کو بلا اندر۔" اسنے اپنے ساتھ کھڑے ساتھی کو کہا۔!!

"جی باس" وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اندر آیا تو اسکے ساتھ ایک کرخت شکل والا آدمی تھا جسکے ہاتھ میں کیمرہ تھا۔!!

"چل ویڈیو بنانی شروع کر۔" وہ سختی سے اسے بولا اور بعد میں اسکی طرف مڑا اور اسے بالوں سے بری طرح جکڑ کر سیدھا بٹھایا۔ اسکی کراہ بلند ہوئی۔!!

"دیکھ رانی میرا تیرے ساتھ کوئی بیر نہیں ہے۔ تو مجھے سختی پہ مجبور نا کر۔ تجھے بس میرا ایک چھوٹا سا کام کرنا ہے۔ یہ یہ جو کیمرہ ہے نا۔" اسنے اسکا رخ کیمرے کی طرف کیا۔

Ep16

"اوائے کالی! شیر و کو بلا اندر۔" اسنے اپنے ساتھ کھڑے ساتھی کو کہا۔!!

"جی باس" وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اندر آیا تو اسکے ساتھ ایک کرخت شکل والا آدمی تھا جسکے ہاتھ میں کیمرہ تھا۔!!

"چل ویڈیو بنانی شروع کر۔" وہ سختی سے اسے بولا اور بعد میں اسکی طرف مڑا اور اسے بالوں سے بری طرح جکڑ کر سیدھا بٹھایا۔ اسکی کراہ بلند ہوئی۔!!

"دیکھ رانی میرا تیرے ساتھ کوئی بیر نہیں ہے۔ تو مجھے سختی پہ مجبور نا کر۔ تجھے بس میرا ایک چھوٹا سا کام کرنا ہے۔ یہ یہ جو کیمرہ ہے نا۔" اسنے اسکا رخ کیمرے کی طرف کیا۔

"اس میں بس ایک پیغام دینا ہے۔ پتا ہے کس کو؟" اسنے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔ بال ہنوز بے دردی سے جکڑے ہوئے تھے۔ اسکے چہرے پہ تکلیف کے آئناز واضح تھے لیکن سامنے والے پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔!!

"اپنے اس کینے عاشق اور اپنے اس خبیث بھرا (بھائی) کو۔ تجھے بس اتنا کہنا ہے کہ میرے خلاف جو ثبوت اور میرے دھندے کی جو تفصیل انکے پاس ہے چپ چاپ رات گیارہ بجے تک لے کے میرے اڈے پہ پہنچ جائیں۔ ٹھیک ہے چل ریکارڈنگ ہو رہی ہے بس تو یہ سب بول دے جو میں نے تجھے کہا ہے قسم ہے تیری جو نقصان ان دونوں نے میرا اس ایک سال میں کیا ہے اسکا بدلہ بھی نہیں لوں گا۔ اور تجھے بھی بخش دوں گا حالانکہ تیرا حسن ایسا نہیں ہے جسے جراج لیئے بغیر بخشا جائے۔" اسنے خباثت سے اسکے وجود پہ نظر ڈالی۔ تو وہ کانپ کر رہ گئی۔!!

ریکارڈنگ ہو رہی تھی۔ عالیہ کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ لوگ اس سے یہ سب کیوں کہہ رہے تھے۔ لیکن اسے اتنا پتا تھا کہ وہ دونوں ہی اسکی جان تھے۔ اور وہ انہیں کسی بھی مصیبت میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ ان لوگوں کی بات نہیں مانے گی۔!!

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔" اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سختی سے کہا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اپنی اتنی بہادری پہ حیران ہوتی۔!!

اسکی اس بات پہ عالیہ کی آنکھیں ایک دم ہی لال انگھارا ہوئیں۔!!

"کیا! کیا بولا تو نے؟ ایسی حالت میں ہے کہ مجھے منع کر سکے تو؟؟ تیری ہمت بھی کیسے ہوئی؟؟"

اسنے غصے سے بولتے ساتھ ہی اسکے چہرے پہ تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی۔!!

وہ تو وہ تھی جسے کبھی کسی نے پھول کی چھڑی سے بھی نامارا تھا اتنی ازیت کیسے سہہ سکتی تھی وہ؟؟ آنسو ایک تواتر سے اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔!!

دل ہی دل میں وہ شدت سے اللہ سے دعا مانگ رہی تھی۔۔ "یا خدا مجھے اپنی عزت اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ پلیز مجھے زلت سے بچالیں۔" اور شاید یہی دعا کا وقت تھا۔۔ جو اسکی دعا قبول ہو گئی تھی۔۔!!

"ہاں اب بول بول اب بھی نہیں کہے گی؟ عقل آئی ٹھکانے پہ یا ابھی اور ٹھکائی کی ضرورت ہے؟" آواز میں بلا کی سختی اور کرخنگی تھی۔۔!!

اسے دیکھا جسکا ہونٹ بری طرح پھٹ چکا تھا۔۔ ہونٹ بھی بری طرح لرز رہے تھے۔۔ آنسو بہاتے بہاتے اسکی ہچکی بند چکی تھی۔۔!!

پیشانی سے بہتی خون کی لکیر گردن سے ہوتی ہوئی قمیض کے گریبان میں جذب ہو رہی تھی۔۔!!
 "تتمہیں جو کرنا ہے کر لو مارنا ہے مار ڈالو۔ میں کچھ نہیں کہوں گی۔" اسکی اس بات پہ مقابل خا طزیہ قہقہہ زوردار تھا۔۔!!
 "اوائے کالی۔ شیر و دیکھ۔ ہم تو ان فوجیوں کی عورتوں کو ایویں سمجھتے ہیں لیکن یہ تو بڑی بہادر ہوتی ہیں۔ چل آج اسکی ساری بہادری نکالتے ہیں۔ ٹھیک ہے ناشہزادی۔"
 طزیہ لہجے میں کہتے کہتے آخر تک اسکا لہجہ خوفناک حد تک خطرناک ہو چکا تھا۔۔!!

وہ پلٹا اور کھینچ کر اپنی پیٹ سے چمڑے کا بھاری بیلٹ نکالا۔۔!!
 "میں تو تجھے بخشنا چاہتا تھا لیکن تجھے منظور نہیں اب تو دیکھ میں تیرا حال کیا کرتا ہوں۔ اور دیکھتے ہیں کون تجھے بچانے آتا ہے۔" اسنے لہجہ برف کی طرح سرد تھا۔۔ عالیہ اندر تک کانپ گئی۔۔!!

اسنے زور سے اسے چمڑے کے بیلٹ سے مارنا شروع کر دیا۔ اور اسکی دردناک چیخیں بلند ہو رہیں تھیں۔ لیکن اسے رحم نہ آنا تھا اور نا آیا تھا۔!!

وہ بس اسے حیوانوں کی طرح مار رہا تھا۔ اسنے نہیں دیکھا تھا اسے کہاں لگ رہی ہے یا کہاں نہیں۔ وہ گھٹنوں میں سر چھپا کے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن کہاں تک بچا سکتی تھی خود کو۔ کیونکہ اسکے ہاتھ اور پاؤں تو بندھے ہوئے تھے۔!!

ہر وار کے ساتھ اسکی ازیت ناک چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ اسکا سارا جسم زخم زخم ہو رہا تھا۔ وہ کہاں تک یہ ازیت برداشت کر سکتی تھی۔ آہستہ آہستی اسکی دردناک چیخیں، آہٹوں میں بدل گئیں تھیں۔ اب اس میں اپنے آپکو بچانے کی ہمت بھی نہیں تھی۔ اسنے ساری مزاحمت ترک کر دی۔!! جب وہ اس ازیت کا برداشت نا کر پائی تو تکلیف کی شدت دے بے ہوش ہو کر ایک طرف لڑھک گئی۔ لیکن اس حیوان کو اس پہ پھر بھی رحم نا آیا جب خود اسے مار مار کے تھک گیا۔ تو بیلٹ زور سے ایک طرف پھینکی اور دائیں آستین سے ماتھے پہ آتا پسینہ صاف کیا۔!!

"چل شیرو یہ ویڈیو ان خبیثوں کو بھیج دیکھنا کیسے تڑپتے ہیں۔ یاد رکھیں گے کہ انہیوں نے کس سے پنگا لیا ہے۔۔ نہیں نہیں ایک کام کر اس کمینے شاہ زین کو بھیج وہ خود ہی اپنے سالے کو دکھا دے گا۔" وہ بے ڈھنگے انداز میں ہنستا ہوا باہر نکل گیا۔!!

پچھے اس شیرو نامی آدمی نے للچائی ہوئی نظروں سے اسنے بے ہوش وجود کو دیکھا۔ جو اوندھے منہ زمین پہ پڑی ہوئی تھی۔ پھر باہر نکل خر دروازہ مقفل کر دیا۔!

"اللہ جی،، بھیا۔ زین پلیر مجھے بچالیں۔" نیم بے ہوشی میں تکلیف کی شدت سے اسکے ہونٹوں سے کراہ نکلی۔!!

اسنے کال ریسیو کی اور سپیکر پہ ڈال دی۔!!

"ہیلو سوہنیو۔۔ امید ہے تحفہ پسند آیا ہو گا۔ بڑی محنت سے بنایا ہے۔" فون سے وہی مکروہ آواز گونجی۔!!

"بکواس بند کرو اپنی۔ میں تحفے بتا رہا ہوں جتنی ازیت تو نے اسے دی ہے اس سے سو گنا زیادہ ازیت تجھے دوں گا۔ ایسی موت دوں گا کہ موت بھی پناہ مانگے گی۔" شاہ زین نے سخت طیش میں آکے غرانے والے انداز میں کہا۔ سائمن نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے ضبط کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ ابھی عالیہ کی جان خطرے میں تھی۔!!

اس وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کی ضرورت تھی۔ سائمن نے نمبر نوٹ کر کے اپنے کسی دوست کو سینڈ کیا تاکہ جلد سے جلد لوکیشن کو ٹریس کیا جاسکے۔!!

"باہا باہا یہی چیز یہی چیز تم لوگوں کی مجھے بہت پسند ہے۔ رسی جل گئی لیکن بل نہیں گیا۔ ابھی تو تیری وہ شہزادی بھی میرے پاس ہے۔ ابھی تو بس اسے جسمانی تشدد سے دوچار کیا ہے لیکن۔۔۔" اسنے اپنی زومعنی بات ادھوری چھوڑ دی اور شاہ زین اسکی بات کا مطلب بہت اچھے سے سمجھ گیا تھا۔ اور یہاں اسکے ضبط کا دامن چھوٹا تھا۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔ تو نے اگر اسکی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا تو میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گا۔ تو جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہو گا لیکن اس سے دور رہنا۔" وہ دہاڑا تھا دوسری طرف سائمن کو انکی

لوکیشن کا پتا بھی چل گیا تھا۔ اس نے اپنے کرنل سر سے بات ڈسکس کی تھی تو انہوں نے انہیں آج ہی آپریشن کی اجازت دے دی تھی اور ہر طرح کی مدد کی یقین دہانی کروائی تھی۔!!

اس نے اشارے سے شاہ زین کو جیپ میں بیٹھنے کا بولا۔ کیونکہ ان کے پاس ٹائم زرا بھی نہیں تھا۔ شاہ زین بھی جلدی سے اس کے اشارے پہ جیپ میں اس کے ساتھ بیٹھا تو اس نے جھٹ سے جیپ آگے بڑھا دی۔!!

"تم کمینوں پہ مجھے زرا بھی یقین نہیں ہے۔ اسلئے میرے اگلے فون کا انتظار کرو۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا اور ساتھ ہی کال بند کر دی۔!!

شاہ زین نے لب بھینچے اس وقت وہ دونوں ضبط کی انتہاؤں پر تھے۔!!

"سائمن کرنل سر سے بات ہوئی ہے کیا پلین ہے؟" شاہ زین نے اسے دیکھا جو لب بھینچے تیزی سے ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔!!

"آہاں۔ ہاں ہوئی ہے بات" وہ چونکا اور پھر اسے سارا پلین سمجھایا۔!!

رات کے نو بجے کے قریب وہ اس جگہ پہنچے۔ وہ دونوں اور ان کے ساتھ ان کے چھ ساتھی اور تھے۔ وہ ایک سال سے اس کیس پہ کام کر رہے تھے اس لئے انہیں پورا یقین تھا کہ وہ انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے۔!!

انہوں نے گاڑی اس ویران کھنڈر نما فیکٹری سے تقریباً بیس میٹر دور کھڑی کی اور نیچے اترے انکا ہر انداز چوکنا تھا۔!!

وہ آہستہ آہستہ اپنی اپنی پوزیشن سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس عمارت کے پچھلے سائیڈ سے سائمن اندر کودا اور راستہ کلئیر دیکھ کے اپنے دو ساتھیوں کو اشارہ کیا اور خود اندر بڑھے۔!!

شاہ زین دیوار پہ چڑھ کے کھڑکی کے راستے فیکٹری میں داخل ہوا۔!!
اور تھوڑی ہی دیر میں اندھیرہ گولیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ جلد ہی انہوں نے ان پہ قابو پا لیا تھا۔
۔۔ بس ایک سائیں جو ان سب کا سردار تھا اور اسکا ایک قریبی ساتھی ہی بچا تھا کیونکہ انہیں وہ زندہ
چاہیے تھا۔!! اور انہیں اس کاروائی میں زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹ لگے تھے۔ اور یہ بھی اسی لیے
کیونکہ انہوں نے اس ایک سال میں اس سائیں نامی آدمی کی جھڑپیں ہر طرح سے کمزور کر دی تھیں
۔ نہیں تو اسے پکڑنا قطعاً آسان نہیں تھا۔!!

"شاہ زین میں ان کو دیکھتا ہوں تم عالیہ کو ڈھونڈو" سائیں نے سائیں کو کالر سے پکڑا ہوا تھا۔ شاہ زین
سر ہلا کر جلدی سے قدم آگے بڑھا گیا۔ اور سائیں نے اس سائیں نامی آدمی کو مار مار کے ادھ موا کر
دیا تھا۔ کیونکہ اسکا طیش کسی طور کم آنے میں نہیں آ رہا تھا۔ اور طیش تو شاہ زین کو بھی بہت تھا
لیکن اس ٹائم وہ صرف اس پری وش کو دیکھنے کو بے تاب تھا۔!!
وہ ہر کمرے کا دروازہ کھول کے چیک کر رہا تھا اور پھر اسے وہ نظر آ ہی گئی۔ فرش پہ اوندھے منہ
گرے ہوئے۔ اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اسے اس طرح بھی دیکھے گا۔ وہ تو محبتوں سے
گندھی لڑکی تھی۔ اتنی ازیت کیسے برداشت کی ہوگی اسنے۔ یہی سوچ کے اسکے ضبط کا پیمانہ چھلکا تھا اور
ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کے اسکی گال پہ بہہ گیا تھا۔!!
وہ جلدی سے ہوش میں آیا اور اسکی طرف بھاگنے کے سے انداز میں گیا۔!!

"عالیہ عالیہ آنکھیں کھولو۔" اسنے جلدی سے اسکا رخ اپنی طرف کیا لیکن اسکی حالت دیکھ کے اسکے دل
کو جیسے گھونسا لگا۔!!

اسکے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نازک رخصتوں پہ انگلیوں کے نشان اسکی گہری ازیت کی کہانی بیان کر رہے تھے۔ پیشانی سے ہوتا ہوا خون اسکے گال پہ بہہ رہا تھا۔ اسکے ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا تھا۔ ہونٹ سردی کی وجہ سے نیلے ہو رہے تھے۔ اسکے ہاتھ اور پاؤں بری طرح جکڑے ہوئے تھے۔ اسکی آستین پھٹی ہوئی تھی۔ اور جتنا بازو عریاں تھا وہاں نیل پڑے ہوئے تھے۔ جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اسے بہت ہی بے دردی سے مارا گیا تھا۔!!

"سائیں تیرا تو میں وہ حال کروں گا کہ تو خود بھی موت مانگے گا لیکن تجھے موت بھی نصیب نہیں ہو گی۔" اسکی آنکھیں خون رنگ ہو رہی تھیں۔!!

پھر وہ جیسے ہوش میں آیا اور جلدی سے اسکے ہاتھ اور پیر رسیوں سے آزاد کئے۔ اپنی جیکٹ اتار کے اسے پہنائی اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔!!

"عالیہ میری جان آنکھیں کھولو۔ ادھر دیکھو میری طرف۔ میں آ گیا ہوں۔ عالیہ" اسنے اسکا گال تھپتھپایا اسنے کراہ کے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکی۔ شاہ زین کو اسکی ازیت خود پہ محسوس ہو رہی تھی۔ اسنے اسکو اپنے سینے میں بھینچا اور اسکی آنکھیں شدت سے چومیں جو اب بھی نم تھیں۔!!

پھر اسنے فاصلے پہ پڑی اسکی چادر دیکھی تو جلدی سے اٹھا کہ اس پہ دی اور پھر اسے اپنے بازوؤں میں قیمتی متاع کی طرح اٹھا کہ جلدی سے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔!!

گاڑی کے پاس پہنچ کے اسنے اسے پچھلی سیٹ پہ آرام سے لٹایا۔!!

سائِم بھی اسکے پاس پہنچ چکا تھا۔ اور عالیہ کی حالت دیکھ کے وہ سکتے میں رہ گیا تھا۔ شاہ زین نے اسکی یہ حالت دیکھی تو اسے اپنے گلے لگایا۔ تو وہ ضبط کھو بیٹھا۔!!

"شاہ زین یار وہ تو بہت معصوم ہے بہت نازک ہے ہم ہم نے تو اسے کبھی ڈانٹا بھی نہیں۔ وہ کس ازیت سے کزری ہو گی کیسے اسنے یہ سب برداشت کیا ہو گا۔" وہ بوجھل لہجے میں کہہ رہا تھا اور ان سوالوں کے جواب تو شاہ زین کے پاس خود نہیں تھے وہ اسے کیا کہتا۔!!

"سائِم حوصلہ کرو یار۔ میں عالیہ کو ہاسپٹل لے کے جا رہا ہوں تم ان خبیثوں کو ٹھکانے پہنچا کے تم بھی آؤ۔" وہ اسے بولتا جلدی سے گاڑی میں بیٹھا۔!!

"عالیہ کا دھیان رکھنا یار۔" وہ افسردہ لہجے میں بولا تو شاہ زین نے اثبات میں سر ہلا کے گاڑی بڑھا دی۔!!

وہ خود اس قدر خوفزدہ تھا اسکی حالت دیکھ کے کہ اسے لگ رہا تھا کہ اسکی سانسیں رک جائیں گی۔۔

EP 17

"رشیدہ بی مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہو گی کس ہال میں ہو گی۔ اسکی تو بس ایک ہی دوست ہے ادھر بھی پتا کر کیا ہے لیکن اسکی کوئی خبر نہیں رات کے آٹ بج گئے ہیں۔ خان بابا بھی تو اسے ڈھونڈ کے آئے ہیں انہیں بھی کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہ تو کبھی کہیں بھی مجھے بتائے بغیر نہیں جاتی۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کروں۔"

وہ لاونج میں پریشانی سے ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔ عمر آمنہ کے پاس تھا۔۔!!

"دھی رانی اللہ خیر کرے گا۔ میرا خیال ہے صارم یا سائم بابا کو اب بتا دینا چاہیے۔ تا کی وہ ہی کچھ کر سکیں۔ عالیہ دھی تو کبھی بھی اتنی دیر تک باہر نہیں رہی۔"

رشیدہ بی اسکے پاس ہی تھیں۔ انکا دل بھی اندر سے لرز رہا تھا۔ انہیوں نے چاہے عالیہ کو جنم نہیں تھا دیا لیکن پرورش تو کی تھی نا۔ دو دن کی تھی وہ جب انکی گود میں آئی تھی۔۔!!

"مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ اب صارم کو بتا ہی دینا چاہیے۔" اس بیچاری کا ٹینشن سے برا ہال تھا۔۔!!

"وہ اپنے کمرے میں گئی اور صارم کا نمبر ملایا جو کہ دوسری بیل پہ ہی ریسو کر کیا گیا۔۔!!

"صارم پلیز آپ آجائیں۔ یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔"

اسکے فون ریسو کرتے ہی وہ نم آواز میں بولی تو وہ ٹھٹھکا۔۔!!

"کیا ہوا انعم؟ کیا ٹھیک نہیں ہے؟" اسنے حیرانی سے پوچھا۔۔!!

"صارم وہ وہ عالیہ ابھی تک یونی سے نہیں آئی۔ بہت ڈھونڈا اسے لیکن کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا۔ آپ آپ پلیر آجائیں۔"

روہانے لہجے میں کہتے اسے گویا اسکے سر پہ بم پھوڑا تھا۔!!

"انعم کیا بکواس ہے یہ؟ کہاں ہے عالیہ رات کے آٹھ بج گئے ہیں اور آپ کہہ رہی ہیں وہ آئی نہیں۔ اور اب آدھی رات کو آپ مجھے بتا رہی ہیں یہ۔"

وہ غصے میں کہتے گویا غرایا تھا۔ دوسری طرف انعم تو سہم گئی۔!!

"صارم ہم نے اسے بہت ڈھونڈا۔ میں کیا کرتی میں آپکو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔" وہ راہنسی ہوئی۔!!

"شٹ اپ انعم جسٹ شٹ اپ۔ آپ سے ایسی لاپرواہی کی امید نہیں تھی مجھے۔" اسنے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ دوسری طرف وہ اسے بلاتی رہ گئی۔!!

اسے پتہ تھا اسکا غصہ بجا ہے۔۔ شادی کے بعد آج پہلی بار اسنے غصے سے بات کی تھی۔ اسے برا نہیں تھا لگا اسے پتہ تھا کہ وہ کس ازیت سے گزر رہا ہو گا۔ کیونکہ عالیہ میں تو جان تھی اسکی۔۔!!

"اللہ جی عالیہ کی حفاظت کرنا" وہ اسکے لیئے دعا ہی کر سکتی تھی اب اور کیا کرتی۔۔!!

انعم کے کال کرنے کے بعد اسنے ایمر جنسی لیو کے لیئے اپلائی کیا جو کہ اپروو کر لی گئی تھی۔۔!!

اسکی جان جا رہی تھی یہ سوچ کے کہ عالیہ کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی۔ وہ جلد سے جلد اسلام آباد پہنچ کے اسے ڈھونڈنا چاہتا تھا۔۔!!

وہ ایئر پورٹ گیا اور پہلی فلائیٹ سے ہی وہ اسلام آباد پہنچا تھا۔۔!!

وہ ابھی گھر پہنچا ہی تھا جب اسکے سیل پہ سائمن کی کال آئی سائمن نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن یہ نہیں تھا بتایا کہ اس پہ کتنا تشدد ہوا ہے بس یہ کہا تھا کہ اسکی زرا طبیعت خراب ہو گئی تھی اس لیئے وہ لوگ اسے لے کے ہسپتال گئے تھے۔۔!!

اس نے جلدی سے انعم کو آگاہ کیا اور خود ہاسپٹل کے لیے نکل گیا۔۔ وہ جلد از جلد عالیہ کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس ٹائم اسکا روم روم عالیہ کے لیے دعا گو تھا۔!!

وہ اس ٹائم ICU کے دروازے کے سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔!!

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ ایک ہی پوزیشن پہ کھڑا تھا۔ اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔ پتہ تھا تو صرف اتنا کہ اسکی زندگی اسکی جان اس دروازے کے پار ازیت میں تھی۔!!

اسکے بس میں ہوتا تو اسکی ازیت اپنے اوپر لے لیتا۔ وہ اسکو ان تمام ازیتوں سے دور لے جانا چاہتا تھا۔ اسکا بس نہیں تھا چل رہا تھا نہیں تو وہ اسے اپنے دل میں چھپا لیتا۔!!

سائم بھی اسکی ازیت جانتا تھا۔ وہ اٹھ کے اسکے پاس گیا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اپنے ساتھ لگایا۔!!

وہ چونکا نہیں تھا۔ وہ ہنوز گم صم سا تھا۔ سائم نے اسکی آنکھوں میں واضح نمی دیکھی تھی۔!!

"یار شاہ زین تو مجھے بول رہا تھا حوصلہ کرنے کو۔ اور خود تجھے کیا ہوا ہے۔ صبر کر یار اور اسکے لئے دعا کر۔ کیوں ایسے گم صم کھڑا ہے۔" اسنے اسکی پشت تھپکتے کوئے گویا اسے حوصلہ دینا چاہا۔ تسلی دینا چاہی۔!!

"سائٹم میں کیا کروں یار۔ میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میں اسے اس حالت میں دیکھوں گا۔ یہ سوچ کہ ہی میرا سانس رک رہا ہے کہ وہ اندر کس ازیت میں ہو گی۔" اسکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔!!

"سوچا تو ہم میں سے کسی نے بھی نہیں تھا۔ پر شاید یہ ازیت اسکے حصے میں لکھی ہوئی تھی۔ چلو ہم اسکے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور خدا بے شک اپنے بندے کو اسکی ہمت سے زیادہ نہیں آزماتا۔ یہ بھی ایک آزمائش ہی ہے۔"

اسنے اسے اپنے سے الگ کیا اور اسکے شانوں پہ ہاتھ رکھ کے بولا۔!!

صارم ہاسٹل کے ریسپشن پہ آیا اور انہیں پوچھا اور جب اسے پتہ چلا کہ وہ ICU میں ہے تو اسکے پیروں سے جیسے کسی نے زمیں کھینچ لی۔!!

وہ بھاگ کے ICU کی طرف آیا۔ کوریڈور میں ہی اسے سائمن اور شاہ زین کھڑے نظر آ گئے۔ وہ تیزی سے انکی طرف گیا۔!!

"کیسی ہے عالیہ۔ تم لوگ بول رہے تھے وہ ٹھیک ہے لیکن وہ ریسپشنسٹ بول رہی تھی وہ ICU میں ہے۔ کیا ہوا ہے اسے؟" انہوں نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھ ڈالے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر صارم کو۔!!

"منہ سے کچھ پھوٹو گے بھی یا نہیں۔" اسنے غصے سے ان دونوں کو دیکھا۔ ان دونوں نے ایک گہرا سانس لیا سائمن خود میں اتنی ہمت نہیں پاتا تھا کہ بتا سکے اسلئے شاہ زین کو ہی بتانا پڑا اسنے ساری تفصیل بتائی۔ اور صارم کا دل دھک سے رہ گیا۔!!

"یہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ میں نے تو میری گڑیا کو کبھی گرم تو ابھی نہیں لگنے دی اور اب یہ سب۔" وہ ادھر بیچ پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھا۔ اسکے چہرے پہ بھی ازیت رقم تھی۔!!

ان دونوں نے کبھی صارم کو ایسے اتنا ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا تھا۔ ٹوٹ تو وہ خود بھی گئے تھے لیکن وہ کہتے ہیں ناکہ وہ انسان جس نے ہمیشہ آپ لوگوں کی ہمت بندھائی ہو اگر وہ ہی ٹوٹ جائے تو اس سے بڑھ کر ازیت کچھ نہیں ہوتی۔!!

ان دونوں سے اسکی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی اور سائمن اسے لگ رہا تھا کہ وہ اگر کچھ دیر ادھر رہا تو وہ ضبط کھو دے گا۔ وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور خوریزور عبور کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ وہ اس ٹائم بس دعا کرنا چاہتا تھا اپنے رب کے حضور پیش ہونا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ سیدھا ہاسپٹل سے نکل کے قریبی مسجد میں چلا گیا۔!!

اسکے جانے کے بعد شاہ زر نے صارم کو دیکھا جو گھٹنے پہ کہنیاں ٹکائے دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنائے ہونٹوں پہ ٹخائے ضبط ہی انتہا پہ تھا۔!!

"بھیا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ اسے ٹھیک ہونا ہے ہمارے لیے۔ اگر آپ ایسے کریں گے تو اسکا کیا ہو گا۔ اسکی تو ہمت آپ ہیں وہ آپکو ایسے دیکھے گی تو وہ کیسے ٹھیک ہو پائے گی۔"

شاہ زین نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔!!

"آں ہاں۔ اسے واقعی ٹھیک ہونا ہے۔ تم بتاؤ ڈاکٹر کیا کہہ رہے ہیں۔؟" اسنے منہ پی دونوں ہاتھ پھیر پہ جود کو کمپوز کیا۔!!

"بھیا ڈاکٹر ز کہہ رہے تھے اس پہ بری طرح تشدد ہوا ہے۔ اسے سانس لینے میں بھت پر ابل ہو رہی ہے۔ بی پی بھی نہیں کنٹرول ہو رہا۔" اسنے ضبط کرتے اسے بتایا۔!!

تھی Icu روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹرز باہر آئے۔ انکے مطابق اسے ہوش آنے میں ابھی ٹائم تھا۔ اور
فحال وہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔!!

EP 18

اور پھر ایک دن کے جان لیوا انتظار کے بعد آخر کار وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔ ابھی بھی اسکی
حالت کوئی خاص سنبھلی نہیں تھی۔!!
اسکے ہوش آنے پہ ان سب کا کب کا رکا ہوا سانس بحال ہوا تھا۔ کمال پاشا صاحب اور شائستہ بیگم کو
بھی انہوں نے خبر کر دی تھی وہ بھی ہاسپٹل کے کتنے چکر لگا چکے تھے۔!!
دو دن بعد اسے روم میں شفٹ کیا گیا تھا۔ ڈاکٹرز کے مطابق ابھی اسکی حالت ڈسچارج کرنے کے
قابل نہیں تھی۔!!
اسے سانس لینے میں شدید دشواری پیش آرہی تھی اس لیے آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا اسے۔!!
انعم بھی ایک چکر لگا گئی تھی۔ اور اسکی حالت دیکھ کے دھک سے رہ گئی۔ وہ عمر کی وجہ سے بار بار
ہاسپٹل آ بھی نہیں سکتی تھی۔!!

اس سے ملنے سب گئے تھے لیکن وہ لاشعوری طور پر اسکی منتظر تھی جو نا جانے کہاں غائب ہو گیا ہوا
تھا۔!!

دوسری طرف شاہ زین کو سب نے بولا تھا کہ کم از کم ایک دفعہ ہی اس سے مل آئے۔ لیکن اسکا ایک ہی موقف تھا کہ وہ اسے اس حال میں نہیں دیکھ سکتا۔!!

"یار عالیہ اب میں تمہیں چڑیل بھی نہیں بولوں گا۔ پڑا بھی خود لا کے دوں گا۔ اور تو اور چاہے میری ساری شرٹس لے لینا۔ لیکن یار اب ٹھیک ہو جاو میں ایسے نہیں دیکھ سکتا تمہیں۔" سائمن اسکے پاس بیٹھا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے افسردہ لہجے میں بول رہا تھا۔!!

اسکے چہرے پہ ابھی بھی آکسیجن ماسک لگا تھا۔ وہ اسے دیکھ کے آہستہ سے مسکرا دی۔ ان دو دنوں میں اسکی ساری توانائی جیسے نچر کے رہ گئی تھی۔!!

"بھیا آپ سیڈنا ہوں میں ٹھیک ہوں۔" اسنے اپنے دائیں ہاتھ سے آکسیجن ماسک اتارا اور آہستہ سے بولی۔!!

یہ پہلا جملہ تھا جو وہ پچھلے دو دنوں میں بولی تھی۔ صارم جو کہ اس سے کچھ دور صوفے پہ بیٹھا تھا اسکی آواز سن کے تیزی سے اسکے پاس آیا۔!!

"عالیہ میری گڑیا میری جان۔" اسنے پیار سے نم آنکھوں سمیت اسکی پیشانی چومی۔ ان دونوں بھائیوں کو لگا تھا جیسے صدیوں بعد اسکی آواز سنی ہے۔!!

وہ ان دونوں کے اتنے پیار پہ رو دی۔!!

"ارے ارے عالیہ یار کیا ہو گیا ہے چپ کر جاو۔" وہ دونوں اس کے رونے پہ گھبرا ہی گئے۔!!

"بھیا میں نے آپ دونوں کو بہت مس کیا۔" وہ نم آواز میں بولی تو سائمن نے اس کے آنسو صاف کئے۔!!

"اگر تم ایسے روئی تو میں اپنے حلف سے مڑ جاؤں گا جو میں نے ابھی ابھی لیا ہے۔" وہ منہ بسور کے بولا تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکرا دی۔ صائم بھی مسکرا دیا۔ آج اتنے دنوں بعد ان دونوں کا لگا تھا ایک دفعہ پھر جیسے زندگی جی اٹھی ہے۔!!

آج اسے گھر آئے تین دن ہو چکے تھے سب اس کی دلجوئی میں لگے تھے۔!!

لیکن وہ اس کی منتظر تھی جو اس کے خیال میں اسے بھول چکا تھا۔!!

ہر آہٹ پہ اس کا گمان ہوتا تھا لیکن وہ نہیں آیا تھا۔!!

"ٹھیک ہے شاہ آپ نا آئیں۔ اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا ہے کہ آپ مجھے بھول گئے ہیں۔ تو ٹھیک ہے میں بھی اب آپکا انتظار نہیں کروں گی۔"

وہ بیڈ پہ کروٹ کے بل لیٹے اسکے تصور سے مخاطب تھی۔ آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ کے تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔!!

وہ منتظر تھی کہ اگر وہ خود نہیں آ سکتا تھا تو کم از کم ایک میسج یا کال ہی کر لیتا۔ کم از کم ایسے بے رخ تو نا بنتا۔!!

دوسری طرف آج اسنے ارادہ بنا لیا تھا کہ وہ آج اس سے ملنے جائے گا۔ کیونکہ اب اسے دیکھے بغیر اسے چین نہیں مل رہا تھا۔ اتنے دن ہو گئے تھے اسکی آواز تو کیا اسکی ایک جھلک تک نہیں دیکھی تھی۔!!

شام کے سات بج رہے تھے جب وہ گاڑی میں حسن ہاوس کی طرف روانہ ہوا۔!!

ادھر پہنچ کے اسنے گاڑی پور ٹیکو میں روکی اور اتر کر اندر کی طرف قدم بڑھائے۔!!

بلیک جینز پہ بلیو شرٹ اور بلیو ہی جیکٹ پہنے سلیقے سے بال جمائے اسکی بھرپور وجاہت نمایاں تھی
!!_

وہ لاونج میں داخل ہوا تو سامنے ہی انعم عمر کو گود میں لیئے ٹھہلا رہی تھی۔!!_

"اسلام و علیکم بھابھی!" اسنے داخل ہوتے ہو سلام کیا تو وہ جو اپنے دھیان میں عمر کو ٹھہلا رہی تھی
ایک دم چونکی۔!!_

"وعلیکم اسلام! آئیں شاہ زین بھائی آپ کب آئے؟" وہ حیرانی اور خوشی کی کیفیت میں بولی کیونکہ
ان سب کے اتنا کہنے پہ بھی وہ نہیں تھا آیا اور آج اس طرح اچانک تو اسکا حیران ہونا بنتا تھا۔!!_

"جی بھابھی میں ابھی آیا ہوں۔ یہ عمر ہے؟" اسنے عمر کی طرف اشارہ کیا جو ٹھیک اسے دیکھ رہا تھا
!!_

"جی بھائی عمر ہی ہے بالکل عالیہ پہ گیا ہے ایک جگہ ٹک کے بیٹھتا ہی نہیں" وہ ہنستے ہوئے بولی تو اسنے
عمر کو گود میں لیا اور پیار کیا۔!!_

"ہاہاہا ماشاء اللہ بہت پیارا ہے۔" اسنے اسکی چھوٹی سی ناک کو انگلی سے چھوا۔!!_

"آئیں نا بھائی آپ بیٹھیں۔ میں صارم اور سائم کو بلاتی ہوں۔ اور کیا لیں گے آپ چائے کافی؟" اسنے اسے بیٹھنے کو بولا۔!!

"نہیں بھابھی میں بس عالیہ سے ملنے آیا تھا۔ اب کیسی ہے وہ؟" وہ ادھر ہی کھڑا بولا۔!!

"وہ آپ خود جا کے اس سے پوچھ لیں۔ آپ اسکے کمرے میں ہی چلیں جائیں۔ صارم بھی ادھر ہی ہیں۔"

"اوکے بھابھی۔" وہ عمر کو اٹھائے ہی عالیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔!!

"بھیا دیکھیں سائم بھیا کو ہاسپٹل میں اتنے پر اس کر رہے تھے اور اب میرے سامنے بیٹھ کے ہی پیزا کھا رہے ہیں۔ انہیں پتا بھی ہے کہ میں ابھی نہیں کھا سکتی۔"

بیڈ پہ صارم کے کندھے سے در ٹکائے وہ راہانے انداز میں کہہ رہی تھی۔۔ شاہ زین دروازے پہ ہی خاموشی سے رک گیا۔!!

"ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے تو کوئی پراس نہیں تھا کیا۔" وہ کنپٹی پہ اپنی انگلی ٹکاتے بڑے سچنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔!!

"اور ہاں بھیا جب یہ چڑیل میرے سامنے بیٹھ کے کھا رہی ہوتی تھی تو میں مانگ مانگ کہ تھک جاتا تھا لیکن مجھے تو کبھی ایک سلاٹس نہیں دیا۔ ہونہہ" وہ کمر پہ ہاتھ ٹکائے بڑے لڑاکا انداز میں کہہ رہا تھا۔!!

"اوکے اوکے لڑنا نہیں۔ ایک کام کرتے ہیں۔ جس دن تک عالیہ ٹھیک نہیں ہوتی اس گھر میں پیزا نہیں آئے گا۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔!!

"یس بھیا۔ بالکل" عالیہ نے بھی زور و شور سے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔!!

"بھیا یہ نا انصافی ہے۔" اس بیچارے کو تو گویا صدمہ ہی لگا تھا۔!!

"بھائی آپ ابھی ادھر ہی کھڑے ہیں۔ اندر چلیں نا۔" انعم نے دروازے میں آتے شاہ زین کو دیکھا۔!!

انعم کی آواز پہ سب نے چونک کے اسکی طرف دیکھا۔!!

"ارے شاہ زین یار شکر ہے تم آگئے۔۔ اب دیکھو یار ادھر میرے ساتھ کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں۔" اسنے اسکے گلے لگتے بڑے ڈرامٹک انداز میں کہا تو وہ سب ہنس دیئے۔۔!!

"بھیا مجھے سونا ہے پلینز۔" وہ ہاجم کو دیکھ کے اونچی آواز میں بولی گویا ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔ شاہ زین مسکرا دیا۔۔!!

"اونہوں گڑیا!! ایسے اچھا تھوڑی نا لگتا ہے شاہ زین ملنے آیا ہے تم سے۔۔۔"

"لیکن بھیا مجھے کسی سے نہیں ملنا۔ میری طبیعت خراب ہے۔ مجھے بس سونا ہے۔" وہ اسکی بات پوری ہونے سے پہلے کروٹ بدل کے منہ تک کمبل اوڑھ کے لیٹ گئی۔۔

EP 19

ان سب نے حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر انعم نے صارم کو اشارہ کیا تو وہ سائمن کو لے کر باہر چلا گیا۔ ان کے پیچھے ہی انعم بھی عمر کو لے کے باہر چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا۔۔!!

"شکر ہے۔" دروازہ بند ہونے کی آواز پہ وہ منہ سے کمبل اتار کے گہرا سانس بھر کے بولی۔۔!!

"غالباً آپ میرے جانے پہ شکر ادا کر رہی تھیں میڈم۔" اسکی آواز پہ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔ اسے تو لگا تھا کہ سارے ہی چلیں گئے ہوں گے۔ لیکن وہ تو سامنے صوفے پہ بڑے سکون سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا دلچسپ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔!!

وہ صوفے سے اٹھا اور متوازن چال چلتا بیڈ پہ اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ اسے دیکھ کے اتنا حیران ہوئی کہ ہوش ہی نا رہا کہ وہ اسکے کتنا پاس بیٹھا ہوا ہے۔!!

"کیسی ہو زندگی؟" اسنے انگشت شہادت سے اسکی چھوٹی سی ناک کو چھوا تو وہ چونکی۔ اسے دیکھ کے پھر سے اپنی ناراضگی یاد آئی۔!!

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ آپ جائیں یہاں سے۔" اسنے ایک جھٹکے سے لیے کے کروٹ بدلی اور کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔!!

"ارے!" وہ ہلکا سا ہنسا۔!!

"کیوں بات نہیں کرنی آپ نے میڈم؟۔ کیا خطا سرزد ہو گئی ہے ہم سے۔" اسنے اسکے منہ سے کمبل ہٹایا تو اسنے اپنا بازو چہرہ پہ رکھ لیا۔ اور آنکھیں اور زور سے میچ لیں۔!!

تیرے دل سے میرے دل کا رشتہ عجیب ہے.....
میلوں کی دوریاں ہو مگر دھڑکن قریب ہے.....

اسنے گھمبیر آواز میں شعر کہتے ایک ہاتھ سے اسکا بازو پیچھے ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے اسکے گال پہ آئیں آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے اسکے کان کی لو کو چوما تو اسکی رنگت دہک اٹھی۔ دل الگ سپیڈ پکڑ چکا تھا۔!!

اسنے اس کے ہاتھ پیچھے ہٹاتے پھر سے کسبل اوڑھنا چاہا تو اس نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ اسکی نظریں ہنوز جھکی ہوئیں تھیں کیونکہ ان آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت وہ خود میں نہیں پاتی تھی۔!!

"یار عالیہ بتا تو ہوا کیا ہے۔ اسطرح ناراض تو نہیں نا ہو۔"

اسے پتہ تھا وہ کیوں ناراض ہے۔ لیکن اسے تنگ کرنے میں اسے مزہ آرہا تھا۔!!

وہ منہ بناتے اٹھی اور بیڈ کراون سے اپنا دوپٹہ پکڑ کے کندھوں پہ اوڑھنا۔ یہ الگ بات تھی کہ سائمن کی شرٹ پہنے اور اس پہ دوپٹہ کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ لیکن وہ کیوٹ لگ رہی تھی۔!!

"عالیہ ایم سوری یار۔ مجھے پتہ ہے تم ناراض ہو اور تمہارا ناراض ہونا بنتا بھی ہے۔ لیکن یار میں خود میں اتنی ہمت نہیں پاتا تھا کہ تمہیں اس حالت میں دیکھ سکتا۔ تمہیں نہیں پتا یہ دن میں نے کس ازیت سے گزارے ہیں۔ جب میں نے ادھر تمہیں اس حالت میں دیکھا تھا تو یقین مانو میری جان نکل گئی تھی۔ تمہارے بغیر زندگی کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر خداخواستہ تمہیں کچھ ہو جاتا تو زندہ میں بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ عالیہ تم میری محبت، میرے عشق اور اسکی شدتوں سے شاید ابھی ناواقف ہو۔ میں تو تمہیں دنیا سے چھپا کے اپنے دل میں رکھنا چاہتا ہوں تو پھر میں کیسے تمہیں اس حالت میں دیکھ سکتا تھا تم ہی بتاؤ۔" وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بہت مدھم آواز میں بول رہا تھا۔ گویا کہ ان دنوں کی ازیت اب بھی محسوس کر رہا تھا۔!!

"تو آپ ایٹ لیسٹ ایک کال یا میسج تو کر ہی سکتے تھے نا۔" اسکی سوئی ہنوز ادھر ہی اٹکی ہوئی تھی۔ وہ ہنس دیا۔!!

"اوکے فائن یار! ایم سوری عالیہ میڈم کیا آپ ہمیں معاف کر کے ہماری ہماری جان خلاصی کریں گی۔" اسنے اسکے دونوں کانوں کو پکڑ کے شرارتی انداز میں کہا۔!!

"تو آپ اپنے کان پکڑیں نا۔ میرے کیوں پکڑے ہوئے ہیں۔"

"میری جان جب تم میری ہو ساری کی ساری تو تمہارے کان بھی میرے ہوئے نا۔ اب اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے میں اپنے کان پکڑوں یا تمہارے۔ بات تو ایک ہی ہے نا۔ چلو اب تم معاف کر بھی دو۔"

اسنے ایک ہاتھ سے اسکے بال پیچھے کیئے۔!!

"ہاہا اوکے آپ بھی کیا یاد کریں گے۔ جائیں معاف کیا۔" وہ اپنا رونا دونا بھول چکی تھی۔ اور شاہ زین تو چاہتا بھی یہی تھا کہ وہ اس ٹراما سے باہر آئے۔!!

"شکریہ میڈم اس احسان عظیم کے لئے۔ اور وقت آنے پہ اپکا یہ احسان سود سمیت چکاؤں گا۔" اسنے معنی خیز انداز میں کہتے آنکھ دبائی تو وہ بلش کر گئی۔!!

وہ اسکے چہرے پہ مختلف رنگوں کی آمیزش بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔!!

"آپ اب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے۔" وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے چھڑانے لگی جو کہ اسنے اور مضبوطی سے تھام لیا۔!!

وہ جو بڑے مزے سے آگے بڑھ رہا تھا اسکی کراہ سنتے تیزی سے مڑا اور اسے دیکھا جو ٹانگیں نیچے لٹکائے بیڈ پہ بیٹھی اپنی تکلیف بھول کے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔!!

"پاگل لڑکی یہ کیا بے وقوفی ہے۔ ابھی نہیں اٹھا جاتا تو کون کہتا ہے کہ اٹھ کے دوڑیں لگاؤ۔" وہ اسکے پاس آیا اور غصے سے بولا۔!!

"آپ خود ہی تو ناراض ہو کے جا رہے تھے پھر میں کیا کرتی۔" وہ اسے دیکھ کے نم لہجے میں بولی۔ شاہ زر کو اس معصوم سی لڑکی پہ بہت پیار آیا۔ جو اپنی تکلیف بھول کے اسکے پیچھے آنے کی کوشش کر رہی تھی۔ صرف اس لیے کہ کہیں وہ ناراض نا ہو جائے۔!!

"افف پاگل میں مزاق کر رہا تھا۔ تم بالکل پاگل ہو۔ ویسے یار اپنے حلیے پہ بھی غور کرو کیوں کسی کا صبر آزما رہی ہو۔" اسنے اسکے نوخیز چاندنی جیسے حسن سراپے سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔!!

شاہ زین کے کہنے پہ اسنے اپنے حلیے پہ غور کیا۔ دوپٹہ جو کچھ دیر پہلے لیا تھا وہ ادھر بیڈ پہ ہی پڑا ہوا تھا۔ اسے ڈھیڑوں شرمندگی نے آن گھیرا۔ جلدی سی بیڈ پہ بیٹھ کے اپنے اوپر کمبل اوڑھا تو شاہ زر جو اسکی حرکتیں ملاحظہ کر رہا تھا زور سے ہنس دیا۔!!

"ہاں اب ٹھیک ہے ویسے تم اپنے کپڑے کم اور سائم کے زیادہ پہنتی ہو مجھے یہ ٹینشن ہے شادی کے بعد مجھے اپنے لیے شرٹ لیتے ایک کے بجائے دو شرٹ لینا پڑیں گی۔" وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا شرارت سے گویا ہوا۔!!

"نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔!!

"ہاہا او کے یار اب تم ریٹ کرو۔ اور اگر مجھے شکایت ملی کہ تم نے پھر سے کوئی اچھل کود کی ہے تو پھر اپنی خیر منالینا۔ ویسے بھی صرف کچھ دنوں کی بات ہے بعد میں میں خود دیکھ لوں گا" اسنے معنی خیز انداز میں کہا تو اسنے اسکی بات کا مطلب سمجھے بغیر اثبات میں سر ہلا دیا۔!!

"اوکے میری جان۔ مائی ڈیئر سویٹ وائفی۔ مائی لو۔ آپ کرو آرام۔ بہت جلد ملاقات ہوگی میرے بیڈ روم میں۔" وہ اس پہ جھک کے سرگوشی میں بولا اور اسکی پیشانی چومی۔ عالیہ کو اسکی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی اس لیے اسے خیریت سے دیکھ رہی تھی۔!!

اسنے اسے خیریت سے اپنی طرف دیکھتا پایا تو آنکھ دبا کے مسکراہٹ دہائی اور اسکی ناک کی ٹپ کو اپنی انگلی سے چھوتا کھڑا ہوا۔!!

"سرپرائز ہے جان۔ اب اتنا مت سوچو۔ اور سو جاو پہلے ہی اتنا ٹائم ہو گیا ہے۔ اللہ حافظ۔" وہ ہنستے ہوئے بولا اور ساتھ ہی باہر چلا گیا۔!!

اسکے جانے کے بعد کافی دیر تک وہ سوچتی رہی پھر تنگ آ کے ہر سوچ کو دماغ سے جھٹکا اور سونے کی خوشش کرنے لگی۔۔

EP20

"آہ میری چھوٹی سی جان۔ میرا شہزادہ! بھابھی ہمارا عمر کتنا اکیوٹ ہے نا۔ میرا دل کرتا ہے میں اسے ہمیشہ اپنے پاس ہی رکھوں۔"

وہ لاونج میں عمر کو گود میں لیے بیٹھی ہوئی تھی۔!!

"ہاہا ہاں بالکل تمہاری طرح کیوٹ ہے۔ اور شرارتی بھی۔ تمہارے بھیا بھی کہتے ہیں عالیہ بھی ہمیں ایسے ہی ستاتی تھی۔"

انعم نے چائے کا کپ پکڑتے ہنستے ہوئے کہا۔!!

"لیکن بھابھی اسے سائمن بھیا سے دور رکھئے گا۔ وہ بگاڑ دیں گے اسے بھی۔"

وہ اسکی طرف جھکتے ہوئے منہ بناتے ہوئے آہستہ سے کہہ رہی تھی۔!!

"ہاں ہاں لگاؤ میری شکایتیں بھابھی سے۔ ہونہہ خود کو تو دیکھو دن بادن ماچس کی تیلی بنتی جا رہی ہو اور بڑی آئی مجھے باتیں کرنے والی۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض کرتا چلوں میں بہت سلجھا ہوا ہینڈ سم اور ڈیشنگ فوجی ہوں۔"

سائمن نے سیڑھیاں اترتے ہوئے اسکی آخری بات سن لی تھی اس لئے جل کے بولا اور اسکے ساتھ صوفے پہ آ کے بیٹھ گیا۔!!

"ہاں تو آپکو کیا بھیا میں ماچس کی تیلی بنوں یا جو بھی۔ اور ہاں مائی ڈیئر برادر خوش فہمی کا کوئی علاج

نہیں۔ کیونکہ صارم بھیا اور باقی سب کہتے ہیں میں آپ سے زیادہ پیاری ہوں۔ ہیں نا بھابھی؟؟"

اسنے استہزائیہ لہجے میں کہا تو سائمن کو تو گویا آگ ہی لگ گئی تھی۔!!

"ہاں بھیا تو بولیں گے ہی تم انکی چچی جو ہوئی۔ اور ویسے بھی تم تو میری لکس سے ہی جیلز ہوتی ہو

۔ تمہیں کیا پتا کتنی لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پہ۔"

"ہونہہ ہاں مر ہی سکتی ہیں لڑکیاں بھلا آپ جیسے انسان کے ساتھ کوئی زندگی گزار بھی کیسے سکتی

ہے۔ کیوں عمر جان۔"

اسنے ہنستے ہوئے عمر کو پیار کیا اور اسے دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا اسے دیکھ کے وہ اور کھکھلا دی۔!!

۔ انعم ان دونوں کو دیکھ کے مسکرا رہی تھی کیونکہ یہ تو انکا معمول تھا جہاں وہ دونوں ہوں ایسی نوک جھوک تو چلے گی ہے۔۔!!

"کیا کہا تم نے گستاخ لڑکی۔۔" سائم نے غصے میں کشن اٹھا کہ اسے مارنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ باقاعدہ جنگ شراع ہوتی انعم نے ٹوک دیا۔!!

"بس بس سائم لڑنا نہیں۔ اور تم عالیہ گڑیا بھیا کو تنگ نہیں کیا کرو اتنا۔" اسنے دونوں کو دیکھا تو وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ منہ بنانے لگ پڑے۔!!

اور انعم کو اتفاق کرنا پڑا تھا کہ وہ خود جو مرضی لڑائی کرتے لیکن آج تک کبھی انہوں نے انعم کے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کی تھی۔ نا ہی کبھی اسکی کسی بات کو ماننے سے انکار کیا تھا۔ ابھی بھی اسکے بولنے پر وہ دونوں چپ کو گئے تھے۔!!

"اور عالیہ یاد آیا تمہاری فرینڈ ثناء کی کال آئی ہوئی تھی۔ وہ تمہارا پوچھ رہی تھی میں نے اسے بتایا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ تو وہ کہہ رہی تھی کہ آج وہ چکر لگائے گی۔"

اسنے چائے کا کپ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے عالیہ کو بتایا۔ سائم موبائل میں بزی ہو چکا تھا۔!!

"ہیں واقعی کب کی اسنے کال ویسے اچھا ہے وہ آجائے میرا بہت دنوں سے اس سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔"

اسنے اشتیاق سے کہا کیونکہ وہ زیادہ سوشل نہیں تھی اسکی ایک ہی دوست تھی اور بہت کم عرصے میں وہ عالیہ کے لیے بہت خاص ہو گئی تھی۔!!

"ہاں آج صبح ہی کی تھی میں تمہیں بتانے والی تھی تب ہی لیکن یاد نہیں رہا۔" وہ صوفے سے اٹھتے ہوئے بولی۔!!

"واو آج تو پھر بہت مزہ آئے گا۔ کیوں عمر جان"

اسنے اٹھتے ہوئے عمر کو پیار کیا اور اسے گود میں اٹھائے ہی اندر کی جانب بڑھ گئی۔!!

"چول عورت کتنی بد تمیز ہو تم۔ اتنے دن ہو گئے اور تمہارا کچھ اتا پتا ہی نہیں۔ کہاں دفعہ ہو گئی ہوئیں تھی۔"

ثناء نے اسکے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی کلاس لینی شروع کر دی۔!!

اور وہ جو بڑے آرام سکون سے وارڈروب کھولے کھڑی تھی۔ اس افتاد پہ پہلے تو چونکی پھر اسے دیکھ کے ہنستے ہوئے اس تک آئی اور اسے گلے لگایا۔!!

"دانت نہیں نکالو بد تمیز نا ہو تو۔ مجھے بہت غصہ آ رہا ہے تم پہ۔"

اسنے پھر اسکے ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصے سے کہا۔!!

"ہاہا او کے او کے فائن یار پہلے یہاں آرام سے بیٹھو اور بتاؤ کیا کھاؤ پیو گی۔ پھر تم آرام سے جتنی چاہے مرضی گالیاں نکال لیئنا۔"

اسنے ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کے بیڈ پہ بٹھایا تو وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔!!

"تم ادھر بیٹھو۔ ابھی انعم بھابھی سے مل کے آئی ہوں انہوں نے سارا کچھ کھلا پلا کے ہی بھیجا ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ تم کہاں تھیں۔ اور یہ تمہاری حالت کو کیا ہوا ہے۔ اتنی ڈل کیوں ہو رہی ہو۔؟"

اسنے زبردستی اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھانا اور تشویش سے اسکا چہرہ دیکھا۔ پیشانی پہ ابھی بھی زخم کا نشان موجود تھا۔ رنگت بھی پہلی ہو رہی تھی۔!!

"یار بس زرا طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ اسی لئے یونی بھی نہیں آ رہی تھی۔"

اسنے دانستہ اسے ساری بات بتانے سے گریز کیا تھا۔!!

"یار کم از کم بتانا تو چاہیے تھا نا۔ اور تمہارا موبائل کدھر ہے۔ پچھلے دو ہفتوں سے تمہیں میسیجز اور کالز کر رہی ہوں۔ کسی ایک کا بھی ری پلائی نہیں کیا تم نے۔ تنگ آ کر میں نے بھابھی کو کال کی۔ ان سے پتا چلا کہ تمہاری طبیعت خراب تھی۔ میں یونی سے سیدھا ادھر آئی ہوں۔"

"وہ یار موبائل۔۔۔۔"

وہ ابھی اسے بتانے ہی لگی تھی کہ سائمن اسے آواز دیتا اندر آیا۔!!

"او بھیا آپ۔ آئیں میں آپکو اپنی فرینڈ سے ملواتی ہوں۔"

اور تبھی ثناء نے مڑ کے پیچھے دیکھا۔ اور یہاں لگا سائمن کو 440 ولٹ کا شاک۔ اور شاک تو مقابل

ہستی کو بھی لگا تھا۔ وہ بھی کچھ دیر کے لئے اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا۔!!

"آئیے بھیا اس سے ملیں۔ یہ ہے میری فرینڈ ثناء۔ اور ثناء یہ ہیں میرے چھوٹے بھیا سائمن۔"

اسکی آواز پہ وہ دونوں ہی چونکے تھے۔!!

"اووووو تو یہ ہیں تمہاری فرینڈ؟" اسنے ثناء کو نظروں کے خصار میں لیتے ہوئے عالیہ سے پوچھا تو

اسنے اثبات میں سر ہلایا۔!!

"انٹر سٹنگ ویری انٹر سٹنگ! عالیہ واقعی یہ تمہاری فرینڈ ہی ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ بھی سائیکو ہیں اور تم بھی۔"

وہ سینے پہ بازو باندھتے آہستہ سے اسکے عین مقابل آ کے کھڑا ہوا۔ اور ثناء نے تو شاید کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسکی ملاقات کبھی اس سے ہو جائے گی۔ جس نے اسکی راتوں کی نیندیں حرام کی ہوئیں تھیں۔ جس دن سے اسے دیکھا تھا ہر لمحہ دعا کی تھی اسے ایک نظر دیکھنے کی اور اب وہ اسکے اتنا قریب کھڑا تھا تو وہ ایک دفعہ کے بعد اسے نظر اٹھا کے نہیں دیکھ سکی تھی۔!!

"بھیا آپ جانتے ہیں اسے؟" عالیہ نے حیرانی سے پوچھا۔!!

"جانتا تو نہیں ہوں لیکن جاننا چاہتا ہوں انکی اس بات کا مطلب۔۔ یقیناً ان محترمہ کو بھی یاد ہو گا کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔"

وہ بات عالیہ سے کر رہا تھا لیکن دیکھ اسے ہی رہا تھا جو نظریں جھکائے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔!!

"کونسی بات اور کونسا مطلب؟"

اسنے آنکھوں میں الجھن لئیے ایک دفعہ ثناء کو اور ایک دفعہ سائم کو دیکھا۔!!

"یہ تو تم ان محترمہ سے پوچھو اور ہاں مجھے ضرور بتا دینا۔" اسنے تھوڑا سا جھک کے اسکی جو فزدہ سی آنکھوں میں جھانکا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔!!

"ثناء یہ بھیا کیا بول رہے تھے؟ اگر تم کبھی بھیا سے ملی نہیں ہو تو کونسی بات اور کونسا مطلب پوچھ رہے تھے یہ؟"

اسکے باہر جانے کے بعد اسنے مڑ کے ثناء کو پوچھا۔!!

"یار کچھ بولو گی بھی یا یونہی کھڑی رہو گی۔"

اب کی بار اسنے غصے سے کہتے اسکے کندھے پہ دھپ رسید کی تو ثناء نے بے بسی سے اسے پوچھا۔!!

EP21

"ہاہاہاہا ثناء آر یو سیریس۔۔۔۔۔ت تم نے بھیا کو۔۔۔۔۔ہاہاہا"

ثناء نے جب سے اسے ساری بات بتائی تھی جب ہی سے اسکا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔ہنستے ہنستے اسکی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا۔۔!!

"عالیہ میں تمیارا منہ توڑ دوں اگر تم اب زرا بھی ہنسی۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"

اسنے غصے سے اسکے کندھے پہ دھپ رسید کی۔وہ جو ہنسی رقکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ایک دفعہ پھر پیٹ پکڑ کے ہنسنے لگ گئی۔۔!!

"ہاہاہا یار تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے وہ تو میرے بھیا ہی بہت ہینڈسم ہیں۔"

وہ پھر سے شرارت سے آنکھ دبا کے بولی تو ثناء کو مزید غصہ آیا۔!!

"عالیہ میں تمہیں قتل کر دوں گی۔"اسنے اسکی گردن پکڑنے کے لئیے ہاتھ بڑھایا

تو اسنے باہر کی جانب دوڑ لگائی وہ بھی اسکے پیچھے ہی دوڑی۔لان میں پہنچ کے وہ دونوں سانس لینے کے لئیے رکیں اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کی ہنس دی۔۔!!

"ہاہا اوکے فائن یار اب تم بتاؤ تمہارا کیا مطلب تھا۔"

وہ اب زرا سیریس ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔!!

"یار میرا مطلب تھا I LOVE PAK ARMY۔ اب وہ میرے سامنے آرمی یونیفارم میں تھے تو میں نے انہیں بول دیا اب اس میں میرا کیا قصور کے انہوں نے الٹا سمجھا۔"

"ویسے ثناء بات تو تمہاری بھی سیدھی نہیں تھی "عالیہ کے کہنے پہ ثناء نے عاجز آکے اسے دیکھا۔!! لیکن وہ باز پھر بھی نہیں آئی تھی۔!!"

"ویسے یار اگر میرے بھیا سے کوئی عشق و شق ٹائپ کچھ ہو گیا ہے تو تم بلا جھجھک مجھے بتاؤ میں آگے بات چلاتی ہوں۔" اسنے پھر سے شرارت سے کہا۔!!

(ثناء کے دل میں تو آیا کہ وہ اسے سب بتا دے لیکن اسکی جس طرح کی زندگی تھی وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی مر سکتی تھی لیکن اظہار نہیں کر سکتی تھی)

"ہونہ عشق اور وہ بھی تمہارے اکڑو بھیا سے "وہ بظاہر منہ بنا کے بولی۔!!" ارے کب اکڑو ہیں۔ اتنے اچھے ہیں وہ تو۔ اور تمہیں ان سے زیادہ اچھا ملے گا بھی نہیں "عالیہ نے ہنستے ہوئے اسے جتایا۔!!"

اور اسنے بھی دل میں اعتراف کیا تھا کہ واقعی اسے اس سے اچھا مل بھی نہیں سکتا تھا لیکن پھر وہی مجبوری وہ اپنا آپ عالیہ پہ آشکار نہیں کر سکتی تھی ابھی کیونکہ اسے لگتا تھا سائم اس کے لئیے ایک سراب کی مانند تھا جس کے پیچھے بھاگنے سے اسے کچھ نہیں ملنا تھا۔!!

"منہ دھو رکھو تم۔ تم دیکھنا مجھے جس سے عشق ہو گا بہت دھواں دار قسم کا ہو گا (جو کہ مجھے ہو چکا ہے) اسکی سانوں کے ساتھ میری سانسیں چلیں گی (جو کہ چل رہی ہیں) اسکی دھڑکن کے ساتھ دل دھڑکے گا۔" وہ بہت کھوئے کھوئے انداز میں بولی تو عالیہ نے بڑے غور سے اسکی طرف دیکھا۔!!

"واہ واہ ثناء صاحبہ کتنے نادر خیالات ہیں آپکے۔ ویسے ایک بات پوچھوں؟" وہ دونوں اب ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔!!

"ہاں پوچھو۔"

"جیسے کہ اب تم نے مجھے ایک فلسفہ بتایا ہے اور SUPPOSE کرو اگر اسکی دھڑکن رک گئی تو کیا تمہاری دھڑکن بھی رک جائے گی؟۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی تو ثناء کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔!!

(اللہ نہ کرے کہ ایسا کبھی ہو) وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی جب عالیہ نے اسکا بازو ہلایا۔!!

"ہاں میری دھڑکن بھی رک جائے گی۔ اتنا تو مجھے یقین ہے۔" اسے دیکھ کے لگ رہا تھا کہ وہ کہیں اور ہی پہنچی ہوئی ہے عالیہ نے اسے دیکھا۔!!

"او ہیلو میڈم کس کے خیالوں میں بار بار گم ہو جاتی ہو۔" اسنے اسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ چونکی اور پھر اسے دیکھ کے مسکرا دی۔ عالیہ کو اسکی مسکراہٹ عجیب سی لگی۔ کرب آمیز مسکراہٹ۔!!

"یہ تو تمہیں نہیں بتاؤں گی۔" اب کے وہ بھی شریر انداز میں بولی۔!!
 "اے! کیوں نہیں بتاؤں گی تم میں تمہاری جان لے لوں گی۔" عالیہ نے انگلی اٹھا کر
 اسے دھمکایا تو وہ ہنس دی۔!!

"ہا ہا یہ نوبت ہی نہیں آئے گی۔ چلو باقی سب چھوڑو ابھی مجھے گھر جانا ہے
 بھابھی انتظار کر رہی ہوں گی۔ اوکے بائے۔" وہ اسکی بات سننے بغیر اس سے
 ملے بنا اور تیزی سے گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔!!
 عالیہ کو آج وہ بہت عجیب لگی تھی اسکی آنکھوں میں ایسا کوئی تاثر تھا جو وہ اس
 سے چھپا رہی تھی۔!!
 اور وہ جو اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اسنے بھی
 اسکی آنکھوں میں ایسا ہی تاثر محسوس کیا تھا جو کہ وہ فلحال پہچاننے سے قاصر تھا
 فلحال پہچاننے سے قاصر تھا

Ep22

باہر بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ موسم سرما کی وجہ سے ماحول میں خنکی کافی بڑھ گئی ہوئی تھی۔!!
 وہ وہ اس ٹائم اپنے کمرے میں صوفے کی ٹیک سے پشت ٹکائے سامنے پڑے میز پہ ٹانگیں پھیلائے
 بیٹھا دائیں ہاتھ سے پیشانی مسل رہا تھا۔!!
 پچھلے تین دنوں سے اسے ٹھیک سے سانس لینے کا ٹائم بھی نہیں ملا تھا۔ اور تقریباً اب جا کے اسکا
 مشن فائنل اپنے اختتام پہ پہنچا تھا۔!!

اسے آج ہی بتایا گیا تھا کہ اگلے کچھ دنوں میں اسکی پوسٹنگ سوات ہو رہی ہے۔ جہاں سے پھر ایک نئے سفر کا آغاز ہونا تھا۔!!

پر وہ جانے سے پہلے ایک کام ضرور کرنا چاہتا تھا اور وہ تھا عالیہ کی رخصتی۔!!

"چلو بھئی شاہ زین آج یہ کام بھی کر ہی لیا جائے۔ ماما بابا سے بات کرتے ہیں۔ اگر مان گئے تو ٹھیک نا مانے تو پھر اپنا طریقہ استعمال کریں گے۔"

وہ خود کلامی کرتا دروازے کی جانب بڑھا۔ وہ اس ٹائم ڈھیلے سے ٹراوزر اور شرٹ میں ملبوس تھا۔ سفید پیر چپلوں میں مقید تھے۔ اور ہونٹوں پر مسکان تھی۔!!

سیڑھیاں اتر کر وہ کمرے کے دروازے پہ پہنچ کے رکا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اجازت ملنے پر وہ اندر کی جانب بڑھا۔!!

سامنے ہی شائستہ بیگم جائے نماز تہ کر کے رکھ رہی تھیں اسے دیکھ کے مسکرائیں۔ سامنے ہی صوفے پہ کمال پاشا صاحب بیٹھے کسی کتاب معائنہ کرنے میں مصروف تھے۔!!

"آو شاہ زین بیٹا۔ ادھر میرے پاس بھی تو بیٹھیں آپکو تو ٹائم ہی نہیں ملتا میرے پاس بیٹھنے کا۔"
انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پہ اپنے سامنے سامنے بیٹھایا۔!!

"اما بابا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" اسنے پہلے شائستہ بیگم اور پھر کمال صاحب کو دیکھا جنہوں نے کتاب بند کر کے سائیڈ پہ رکھی تھی اور اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔!!

"جی جی شاہ زین بیٹا کریں کیا بات ہے؟؟" شائستہ بیگم نے پیار سے اسکے بال سنوارے۔ انکی اس ادا پہ وہ دونوں مسکرا دیئے۔!!

"وہ اما بابا دراصل میں چاہتا ہوں عالیہ کی اب رخصتی ہو جائے۔" اسنے اپنے دونوں ہاتھ مسلتے کمال صاحب کو دیکھا جو بہت سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔!!

"ہاں یہ تو اچھی بات ہے میں تو کب سے یہی چاہتی ہوں کہ اسکی رخصتی کروالی جائے لیکن آپ باپ بیٹے کے مزاج ہی نہیں ملتے۔"

وہ تو اسکے منہ سے یہ بات سن کے ہی نہال ہو گئی تھیں۔!!

"اونہ شاہ زین تم جانتے ہو میں نے صارم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جب تک عالیہ کی پڑھائی کملیٹ نہیں ہو جاتی تب تک ہم رخصتی پر اصرار نہیں کریں گے تمہارے کہنے پہ نکاح کر دیا تھا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہو سکتی اور عالیہ بیٹی ابھی اس سب کے لیے بہت چھوٹی ہے۔"

"لیکن کمال۔۔"

"ایک منٹ شائستہ میری بات دھیان سے سنیں میں ابھی صاعم سے اصرار نہیں کروں گا رخصتی کے لیے اور بچی ویسے بھی ڈسٹر بڈ ہے اس واقعے کے بعد۔ ابھی کہ لیے یہ رخصتی والی بات بھول جائیں۔" انہوں نے اپنی بات مکمل کر کے شاہ زین کو دیکھا جو بے یقینی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ ہمیشہ سے بہت ریزروڈ سا رہا تھا۔ اور اسکی بات کو ہمیشہ ہی اہمیت دی گئی تھی لیکن اب وہ حیران تھا کہ وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں۔!!

"بابا لیکن مجھے آپ کی اس بات پہ اعتراض ہے۔ مجھے پتہ ہے اسکی پڑھائی ابھی نہیں کملیٹ لیکن میں اسے کبھی نہیں روکوں گا۔ انفیکٹ میں تع خود چاہتا ہوں وہ پڑھ لکھ کے اپنا مقام بنائے۔ لیکن بابا یہ سب کچھ وہ میرے ساتھ رہ کے بھی تو کر سکتی ہے نا۔ آپکو لگتا ہے کہ میں اس پہ کسی قسم کی روک ٹوک لگاؤں گا؟؟۔"

اسنے شاک سے نکلتے ہی انکی آنکھوں میں دیکھ کے کہا۔ وہ انہیں کسی بھی طرح قائل کرنا چاہتا تھا۔!!

"برخوردار تمہاری ساری باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن میں نے بول دیا ہے کہ ابھی اسکی رخصتی نہیں ہو گی تو مطلب نہیں ہو گی۔"

انہوں نے ہاتھ اٹھا کہ قطع انداز میں کہا تو شاہ زین کی بھی فطری
ضدی طبیعت اٹھ آئی۔!!

"بابا مجھے ابھی انہی پانچ دنوں میں اس سے شادی کرنی ہے اور ویسے بھی جب نکاح ہو چکا ہے تو پھر
کسی چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔" وہ بھی کھڑا ہو کے اکھڑ انداز میں بولا۔!!

"دیکھا شائستہ بیگم اپنے بیٹے کو۔ اپنے والدین کے سامنے کھڑا کیسے بے صبریاں دکھا رہا ہے۔ شرم نام
کی کوئی چیز نہیں ہے آپ میں برخوردار۔" وہ بھی بھڑکے۔!!

"اب تو شادی ہو چکی ہے اب شرم کا کیا کروں گا۔" وہ انہیں زچ کرنے کے لئے چبا چبا کے بولا۔ اور
کمال صاحب کے ساتھ شائستہ بیگم کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ وہ اپنے نام کا ایک ہی تھا۔!!

"مانسڈاٹ صاحبزادے۔ شادی نہیں صرف نکاح ہوا ہے وہ آپکی بیوی نہیں صرف منکوحہ ہے۔"
انہوں نے طنز یہ انداز میں کہا۔!!

"ہاں تو بیوی بنتے کونسا دیر لگتی ہے۔" وہ بے باکی سے بولا تو وہ دونوں اسکا منہ دیکھنے پہ مجبور ہو گئے۔!!

"شائستہ بیگم اس سے پہلے کی میں اپنا ضبط خھو دوں اسے بولیں کہ یہاں سے چلا جائے اپنی اس گھٹیا گفتگو کو سمیٹ کے" وہ غصے سے چلائے اور رخ موڑ کے کھڑے ہو گئے۔!!

"میں تب تک نہیں جاؤں گا بابا جب تک آپ حامی نہیں بھر لیتے۔" شائستہ بیگم کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ دوبارہ بول اٹھا تو کمال صاحب نے مڑ کے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔!!

"یہ بات اپنے زہن سے کم از کم تین سالوں کے لیے تو نکال دو۔" انہوں نے سختی سے تنبیہ کی۔!!

"اوکے بابا میں نے آپکو سمجھانے کی بیت کوشش کی ہے لیکن یہ اب آپکا قصور ہے کہ آپ نہیں مانے۔ اب میں جو بھی کروں گا اسکے ذمہ دار آپ ہوں گے صرف اور صرف آپ۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے کمرے سے نکل گیا۔!!

"ہونہ بڑا آیا باپ کو دھمکانے والا۔" کمال صاحب نے تنفر سے ہنکارا بھرا۔ جبکہ شائستہ بیگم اسکی آخری بات پہ دہل کے رہ گئی تھیں۔ انہیں پتا تھا وہ جو بھی کہتا تھا ضرور کرتا تھا اب وہ کوئی الٹا سیدھا قدم نا اٹھالے۔!!

EP 23

شام کے پانچ بجے کا ٹائم تھا۔ وہ ابھی باتھ لے کے نکلی تھی۔ گیلے بالوں کو ٹاول سے خشک کرتی وہ ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ جب اسے موبائل کی بیل بجی۔!!

وہ چونک کے مڑی اور اور باتھ بڑھا کے موبائل اٹھایا سکرین پہ شاہ کالنگ لکھا ہوا آ رہا تھا۔ اس سے پہلے کے وہ کال ریسیو کرتی کال بند ہو گئی۔ اسے موبائل آن کیا تو شاہ زین کی آٹھ مسڈ کالز آئی ہوئیں تھیں۔!!

وہ سوچ رہی تھی کہ ایسا کیا ہو گیا ہے جو اسے اتنی دفعہ کال کی ہے۔ کیونکہ اسے کبھی بھی مسلسل کال نہیں کی تھی۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب میسج ٹون بجی۔ اسے جلدی سی میسج اوپن کیا۔!!

"پانچ منٹ میں باہر آو گیٹ پہ میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔"

اسے حیرانی سے میسج پڑھا پھر رسیلائی کیا۔!!

"کیا ہوا شاہ سب ٹھیک ہے نا۔"

"باہر آو جلدی سی پھر بتاؤں گا۔ اور پانچ منٹ مطلب پانچ منٹ اوکے۔"

وہ کھڑکی کی طرف بڑھی اور پردے ہٹا کے نیچے دیکھا۔!!

نیچے گیٹ کے عین سامنے شاہ زر کی گاڑی کھڑی تھی۔ اسنے جلدی سے پردے برابر کئیے۔ اور ٹاول ادھر کرسی پہ ہی رکھ کے الماری سے اپنی ایک چادر نکالی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔!!

وہ انعم کے کمرے کی طرف بڑھی کیونکہ وہ بغیر بتائے جا کے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔!!

"بھابھی باہر شاہ زین آئے ہوئے ہیں۔ انہیں شاید کچھ کام ہے مجھ سے میں ان کی بات سن کے آتی ہوں۔" اسنے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔!!

"تو عالیہ گڑیا اسے اندر بلا لینا تھا ایسے اچھا تھوڑی نا لگتا ہے کہ وہ دروازے سے ہی چلے جائے" انعم عمر کو تھپکتے ہوئے بولی۔!!

"اوکے بھابھی میں انہیں بولوں گی ابھی چلتی ہوں انہوں نے پانچ منٹ کا کہا تھا دو منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔" وہ ہنستے ہوئے جلدی سے چادر درست کرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔!

شام کا وقت تھا موسم میں اچھی خاصی خنکی بڑھ رہی تھی۔ پورچ کی طرف بڑھتے ہی اسے اچھی خاصی ٹھنڈ کا احساس ہوا تھا۔ اور اسے تو ہمیشہ سے ہی بہت سردی لگتی تھی۔ اور آج تو اسے شاور بھی لیا ہوا تھا۔ اسے اپنی چادر اور مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹی۔!!

"افف ایک تو پتہ نہیں شاہ کو بھی کیا کام تھا جو اتنی سردی میں باہر بلا لیا بھلا اندر آ جاتے۔" اسے تیز تیز چلتے ہوئے خفگی سے سوچا۔!!

آج اسے بلیک کلر کی شکواری قمیض پہنی ہوئی تھی دوپٹہ گلے میں تھا اور چادر کو مضبوطی سے سر پہ جمایا ہوا تھا۔ وہ گیٹ سے باہر نکلی تو شاہ زین تو ایک دفعہ اسے ایسے دیکھ کے اچھا بھلا حیران ہوا کیونکہ اسے کبھی بھی اسے اس طرح کی ڈریسنگ کرتے نہیں دیکھا تھا۔ کالے سوٹ میں اسکا گورا رنگ اور نکھر رہا تھا۔!!

وہ آہستہ سے چلتی گاڑی کے قریب آئی تو شاہ زین نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا اسے بیٹھتے ہی اسے سلام کیا۔ تو اسے آہستہ سے جواب دے کے گاڑی سٹارٹ کر دی۔!!

وہ اسکے رویے پہ حیران ہوئی۔۔!!

"شاہ کیا ہوا۔ آپ نے مجھے کیوں بلایا۔" اسنے آہستہ سے اس سے پوچھا۔۔!!

"ابھی چپ کر جاو بعد میں بتاتا ہوں۔" اسنے بھیجی ہوئی آواز میں کہا۔۔!! تو وہ بھی چپ کر گئی۔ اسے شاہ زین کے رویے کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔!!

وہ چپ کر گئی اور خاموشی سے باہر دیکھتی رہی۔ آج شاہ زین نے بلیو جینز پہ وائٹ شرٹ اور اوپر بلیو ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔۔!!

عالیہ کو سردی لگ رہی تھی۔ حالانکہ گاڑی کا ہیٹر آن تھا لیکن اسکے بال گیلے ہونے کی وجہ سے اسے سردی زیادہ لگ رہی تھی۔۔!!

عالیہ نے باہر دیکھا تو اسے یہ علاقہ کچھ انجان محسوس ہوا۔ اسنے شاہ زین کی طرف تشویش سے دیکھا۔۔!!

"شاہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اسنے اسکی طرف مڑتے ہوئے کہا لیکن دوسری جانب سے جواب ندارد۔۔!!

"شاہ پلیر بتائیں نا کچھ۔ کب تک چپ کر کے یو نہی بیٹھے رہیں گے؟" اسنے اسکے سٹیرنگ پہ رکھے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھا تو اسنے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ پرے ہٹایا۔ یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اسے کیوں اس پہ اتنا غصہ آ رہا ہے حالانکہ اسکا قصور بھی نہیں تھا۔!!

عالیہ اسکے اس رد عمل پہ بو نچکا کر رہ گئی۔ شاہ زین نے گاڑی سڑک کے کنارے روکی اور مڑ کے اسے دیکھا جو پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔!!

شاہ زین نے ایک جھٹکے سے اسے شانوں سے تھام کے اپنے قریب کیا۔!!

"جاننا چاہتی ہو نا کہ کہاں لے کے جا رہا ہوں میں تمہیں؟" وہ رکا اور اسکی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھا۔!!

"بہت جلد پتا چل جائے گا کہ کہاں لے کے جا رہا ہوں۔ ابھی تم سے آرام سے ریکویسٹ کر رہا ہوں کے چپ کر کے بیٹھی رہو۔ مجھے پہلے ہی بہت غصہ آ رہا ہے۔ اور یہ نا ہو کہ سارا غصہ تم پہ نکلے۔ اگر ایسا ہوا تو کم از کم تمہارے حق میں تو بہتر نہیں ہو گا۔ اس لیے چپ چاپ بیٹھی رہو ابھی کوئی سوال جواب نا کرنا۔ سب پتا چل جائے گا۔" اسنے اسکی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑ کے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔!!

"مگر میں نے کیا کیا ہے آ؟" عالیہ اسکے غصے کو دیکھ کے بری طرح ڈر گئی تھی لیکن پھر بھی ہمت کر کے بولی۔ تو اسکی اس بات پہ شاہ زین کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ نہیں سمجھ سکی تھی کہ وہ کیوں ہنسا تھا۔!!

"عالیہ مجھے کم از کم تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے یہ سوال کرو گی۔ خیر اب اگر کر ہی لیا ہے تو حوصلہ رکھو میری جان اپنی منزل پہ پہنچ کہ میں تمہارا ہر قصور اچھی طرح تمہیں یاد دلاؤں گا۔"

اسنے اسکے چہرے پہ آئی نم بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا۔ اور نظروں کا زاویہ تیزی سے بدلا تھا وہ اندر تک کانپ گئی۔!!

"چھ چھوڑیں مجھے۔ مجھے گھر جانا ہے۔" وہ اسکے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹاتی کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔!!

"میری جان یہ سب کھڑاک تمہیں گھر لے جانے کے لئے ہی پالا ہے۔" اسنے زو معنی لہجے میں کہتے اسے شانوں سے چھوڑ کے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اپنے قریب کیا۔!!

"کک کیا مطلب ہے آپکا؟" اسنے اسکی مضبوط گرفت میں مزاحمت کرتے ہوئے کہا۔!!

"یہ ادھر جا کے بتاؤں گا ابھی مجھے ڈرائیو کرنے دو۔" وہ اسے چھوڑ کے پیچھے ہٹا اور گاڑی سٹارٹ کی۔ اسے پتا تھا اسکی بات ماننے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں اس لیے ہونٹ بھیج کے آنسو اندر اتارنے لگی۔ شاہ زر اسکی حالت سمجھ رہا تھا لیکن پھر بھی بے حس بن کے گاڑی چلاتا رہا

EP24

"کیا بھیا شاہ زین پاگل ہو گیا ہے کیا؟ کم از کم ایک دفعہ بتا ہی دیتا کی جا کہاں رہا ہے۔" سائٹم اس ٹائٹم ڈرائیو کر رہا تھا جب صارم کی کال آئی تھی کہ کیسے شاہ زین کسی کو بھی بنا بتائے عالیہ کو لے گیا ہے۔ اور تب سے ہی سائٹم کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔۔۔!!

"اسکا نمبر بھی بند جا رہا ہے یار میں کتنی دفعہ ٹرائی کر چکا ہوں۔ کمال انکل کو بتایا تو ابھوں نے بتایا کہ وہ رخصتی کے لیے باضد تھا اور یہ تو کمال انکل کو چاہیے تھا نا کہ ہمیں بتاتے۔ اسنے سب انہی کی ضد میں کیا ہے۔ لیکن ایک بات کا مجھے حوصلہ ہے کہ عالیہ شاہ زین کے ساتھ ہے وہ بالکل سیف ہو گی۔" صارم نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔۔!!

"جی بھیا یہ تو ہے۔ لیکن مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی وہ کبھی بھی اتنا ضدی نہیں رہا اب پتا نہیں دماغ کیسے پھر گیا ہے اس کا۔ چلیں میں کوشش کرتا ہوں اسے کال کرنے کی۔ کم از کم یہ تو پتا چلے

کہ ہے کدھر ہے۔ "سائمن نے گاڑی کا ہوٹرن لیتے ہوئے کہا اور تبھی کوئی اچنک سے گاڑی کے سامنے آیا تھا۔ بریک لگاتے لگاتے بھی سامنے والے کو گاڑی ہٹ کر گئی تھی۔۔۔!!

"اومائی گاڈ۔ بھیا میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" صارم اسے بلاتا رہ گیا لیکن اس نے جلدی سے کال بند کی اور دروازہ کھول کے جلدی سے باہر نکلا اور اس نسوانی وجود کے پاس پہنچا جو سڑک پہ اوندھے منہ پڑھا ہوا تھا۔۔!!

"ایکسیوز می مس!" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے کیسے سیدھا کرے۔ پھر بڑی ہمت کے بعد اس نے اسے کندھوں سے پکڑ کے سیدھا کیا اور جیسے ہی اسکی نظر اس چہرے پہ پڑی اسکی پوری ہستی سناٹوں کی ضد میں آگئی۔۔۔!!

پانچ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ سوات پہنچ چکے تھے۔ دسمبر کا مہینہ تھا اور سوات جیسے علاقے میں تو ویسے ہی سردی بہت زیادہ ہوتی تھی اور اب تو برف باری بھی زوروں پر تھی۔۔!!

شاہ زین نے گاڑی ایک ریست ہاؤس کے سامنے روکی۔ اور مڑ کر پچھلی سیٹ سے اپنا بیگ اٹھا کے زپ کھولی اور اس میں سے اپنی ایک جیکٹ اور چادر نکالی۔ اور اسے دیکھا جو کھڑکی سے سر ٹکائے جانے کب سے نیند کی وادی میں پہنچ چکی تھی۔۔!!

اسے اس پہ بے ساختہ پیار آیا۔!!

"عالیہ اٹھو یار ہم پہنچ چکے ہیں۔ اور یہ جیکٹ پہن کے یہ چادر اوڑھ لو۔ ابھی تو گاڑی میں ہیٹر کی وجی سے ٹھنڈ محسوس نہیں ہو رہی۔ لیکن باہر بہت ٹھنڈ ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا تم بیمار پڑھ جاؤ۔ پہلے ہی مشکل سے تمہاری طبیعت سنبھلی ہے۔" اسنے اسکا کندھا ہلایا تو وہ اٹھ گئی۔!!

"شاہ زین کے کہنے پہ اسنے چپ چاپ چادر اور جیکٹ ااکے ہاتھ سے پکڑی اور پہن لی۔ پھر اپنی چادر کو سر پہ لیا اور شاہ زین کی چادر کو اچھی طرح کندھوں پہ پھیلا لیا۔!!

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر نکلا پھر دوسری طرف سے آ کے اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اسکا ہاتھ پکڑ کے باہر نکالا اور پچھلی سیٹ سے اپنا پیگ اٹھایا اور گاڑی لاک کر کے اسکا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں تھامتے ہوئے ریسٹ ہاوس کے اندر چل دیا۔!!

درجہ حرارت منفی دو ڈگری تک تھا۔ اور مناہل سے تو زرا سی سردی بھی برداشت نہیں ہوتی تھی اور اب تو اسے لگ رہا تھا اسکے پیر شل ہو جائیں گے اور وہ ابھی گر جائے گی۔!!

وہ اسکے ساتھ گھسیٹنے کے سے انداز میں چل رہی تھی۔ ریسپشن تک آتے وہ اچھی طرح کانپ رہی تھی۔ سردیوں کی وجہ سے روم بک تھے۔ انہیں بڑی مشکل سے ایک کمرہ ملا تھا۔ شاہ زین نے ریسپشن سے چابی لی۔ اور مڑ کے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے اپنے حصار میں لیا۔ اور کوریڈور کی طرف بڑھ گیا۔!!

کمرے کہ دروازے پر پہنچ کے اسنے بیگ نیچے رکھا اور دروازہ کھولا پھر بیگ اٹھا کے اندر داخل ہوئے۔!!

کمرہ درمیانے سائز کا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک درمیانے سائز سے تھوڑا سا چھوٹا اور سنگل بیڈ سے ذرا سا بڑا بیڈ تھا۔ لیکن کمرہ بہت نفیس تھا۔ اور کمرے کی بیرونی دیوار کی طرف بالکنی تھی۔!!

شاہ زین نے بیگ کرسی پر رکھا۔ اور کمرے کا ہیٹر آن کیا پھر جیکٹ اتاری۔!!

"بیڈ جاویا" اسنے اسے دیکھ کے کہا جو ابھی تک دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی۔!!

"مجھے نہیں بیٹھنا۔ آپ مجھے یہ بتائیں کے مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔" وہ اپنے ہاتھوں کو مسلتی آہستہ سے منمنائی تو وہ دھیرے سے ہنس دیا۔!!

"میڈم میرے پاس سرٹیفکیٹ ہے۔ اس لئے میں آپکو جہاں بھی لے کے جانا چاہوں۔ کوئی روک نہیں سکتا۔" وہ بڑے آرام سے سینے پہ دونوں بازو باندھ کے بولا۔!!

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" اسنے خفگی سے اسکی طرف دیکھا لیکن جلد ہی نظریں جھکانی پڑ گئیں کیونکہ وہ بڑی والہانہ نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔!!

"اف میری جان ایک تو تمہیں ہو بات جاننے کی بہت جلدی ہوتی ہے۔ چلو بتا دیتا ہوں۔ کیا یاد کرو گی۔" وہ چلتا ہوا اسکے سامنے کھڑا ہوا اور اسکے سندر چہرے کو دیکھتے ہوئے پھر بولا۔!!

"بھئی تمہارے سر جی ابھی رخصتی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ انکے مطابق تم ابھی بہت چھوٹی ہو۔ اور میری منکوحہ ہو بیوی نہیں۔ اب میں تمہیں بیوی بناؤں گا پھر انہیں کیا کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو گا۔"

وہ ایسے آرام سے بول رہا تھا کہ جیسے یہ کوئی بات ہی نہیں تھی۔ اور عالیہ وہ اسے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ شاہ زین نے مسکراتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اسکا ہاتھ سہلایا۔ تو وہ بری طرح چونکی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں نمی چھانے لگی۔!!

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔" اسنے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ آنسو لڑیوں کی صورت اسکے خوبصورت چہرے پہ بہنا شروع ہو گئے تھے۔!!

"روک سکتی ہو مجھے؟؟ یا چیلنج کر رہی ہو؟" اسنے اسکے آنسو صاف کرنے کے لیئے ہاتھ بڑھایا تو وہ بڑھ کے دو قدم پیچھے ہوئی۔!!

"پلیز شاہ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ اس میں میری تو کوئی غلطی نہیں ہے نا جس کی سزا آپ مجھے ایسے دے رہے ہیں۔" روتی ہوئی آنکھوں سے شکوہ کیا گیا تھا۔ اور شاہ زین کے لیئے اسے آنسو برداشت کرنا تو ناممکن تھا۔ وہ دھیرے سے آگے بڑھا اور اسے اپنے خصار میں لیا۔ عالیہ کا دل ایک دم زور سے دھڑکا۔ آنسوؤں میں اور روانی آگئی۔!!

"نن نہیں، آپ ایسا، نہیں چھوڑیں مجھے شاہ پلیز" اسنے مزاحمت کرتے ہوئے کہا الفاظ بے ربطی سے ادا ہو رہے تھے اور روتے روتے ہچکی بند چکی تھی۔!!

"شاہ زین سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا سمجھ رہی ہے لیکن اسکا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ تو بس اپنے بابا کی ضد میں یہاں آگیا تھا۔ شاہ زین کو اسکی حالت پہ دکھ ہوا۔!!

"پاگل لڑکی چپ کر جاو۔ خبردار اب اگر ایک بھی آنسو بہایا۔ پہلے پوری طرح ٹھیک ہوئی نہیں ہو اب کیا پھر سے طبیعت خراب کرنے کا ارادہ ہے۔"

اسنے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کئے اور اس کے کانپتے وجود کو خود میں سمویا۔ شاہ زین اس کے ہاتھوں کی ٹھنڈک محسوس کر سکتا تھا جو وہ پھر سے اپنے چہرے پہ رکھے روئے جا رہی تھی۔!!

"عالیہ ادھر دیکھو میری طرف" اسنے اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ ہٹائے اور اس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔!!

عالیہ میں تمہیں پھر بتا رہا ہوں میری جان۔ کہ میں نے تمہیں دل کی تمام تر شدتوں سے چاہا ہے۔ تم سے محبت کی ہے۔ اور محبت میں تو احترام لازم ہوتا ہے میری جان۔ اور میں تمہارا احترام خرتا ہوں اپنی محبت کا احترام کرتا ہوں۔ اور پاگل لڑکی تم نے سوچا بھی کیسے کہ میں تمہارے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی زور زبردستی کروں گا۔ میں کبھی بھی زور زبردستی کا قائل نہیں رہا۔ اور پھر تم، تم تو میری جان ہو یا۔ تمہارے ساتھ تو ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن یا اب میں تمہارے بغیر رہنے کا بھی نہیں سوچ سکتا۔ تھوڑے دن تک میری پوسٹنگ ادھر (سوات) میں ہی ہو رہی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔ کیونکہ وہ پچھلے واقعے کے بعد تو میرا دل ایک پل بھی تم سے دور جانے کا نہیں کرتا۔ لیکن میری جان جتنی محبت میں تم سے کرتا ہوں اس سے کہیں زیادہ مجھے اپنے وطن سے اس وطن کی مٹی سے محبت ہے۔ اور میں ساتھ اس میں بھی کوئی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنا چاہتا

اس لئے چاہتا ہوں تم بھی ادھر میرے ساتھ ہی رہو گی۔ اور یہ بات اپنے زہن سے نکال دو کہ میں کسی قسم کی زور زبردستی کروں گا۔ اور جب تک تم یہ سب دل سے قبول نہیں کر لیتی میں کوئی پیش رفت نہیں کروں گا۔ آئی سمجھ میری بات۔" اسنے اسکی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا۔ اسنے ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔!!

"چلو اب تم فریش ہو کے آرام کرو۔ کیونکہ باہر بہت ٹھنڈ ہے۔ اور یہ بھی بتا دو کیا کھانا ہے۔ میں روم میں ہی منگوا لیتا ہوں۔" اسنے اسکی پیشانی چومی اور بیگ کی طرف متوجہ ہوا۔!!

جب کچھ دیر تک اس نے اسکے سوال کا جواب نا دیا اور چپ کر کے کھڑی رہی تو شاہ زین نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

Ep25

"کیا ہوا؟" اسنے ابرو اچکا کے پوچھا۔!!

"وہ مجھے بھیا بھا بھی سے بات کرنی ہے وہ پریشان ہو رہے ہوں گے۔" وہ اسکی طرف دیکھ کے بولی۔ پریشانی لہجے سے عیاں تھی۔!!

"میڈم آپ جس جگہ پہ موجود ہیں یہاں تو عام دنوں میں بہت نیٹورک پر اہم ہوتی ہے اور آج تو برف باری ہو رہی ہے اس لئے آج تو بھول ہی جائیں کہ کسی سے آپکی بات ہو سکتی ہے۔ کچھ دنوں تک جو بھی بات آپکو کرنی ہے وہ مجھ سے ہی کر سکتی ہیں۔"

وہ کرسی پہ بیٹھ کے شوز اتار رہا تھا۔!!

"تو آپ مجھے ایسی جگہ لائے ہی کیوں ہیں جہاں دنیا سے کٹ کے رہنا پڑے۔" وہ جنجھلا کے بولی۔ تو شاہ زین کے لبوں کو خوبصورت سی مسکراہٹ نے چھوا۔!!

"وہ اسلئے میڈم کہ میں آپ کے ساتھ کچھ ٹائم بتانا چاہتا ہوں۔ کچھ خوبصورت سی یادیں بنانا چاہتا ہوں۔ اور میں چاہتا تھا کہ ہمیں کوئی ڈسٹرب نہ کرے اس لئے آپ کو یہاں لے کے آیا ہوں۔" وہ شرارت سے بولتا ہوا اسکے سامنے بازو سینے پہ باندھ کے کھڑا ہوا۔!!

عالیہ نے بے چارگی سے اسکی طرف دیکھا جو کہ پھر پٹری سے اتر چکا تھا۔ پھر اسکے سائیڈ سے نکل کر بیڈ تک آئی اور منہ تک کمبل اوڑھ کے لیٹ گئی (یہ شاید اسکی عادت تھی منہ تک کمبل اوڑھ کے لیٹنا۔!!)

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گا میڈم۔" وہ اسکے کمبل میں لپٹے وجود کو دیکھ کے ہلکا سا ہنسا۔ پھر سر جھٹک کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔!!
وہ اسے دیکھ رہا تھا جو بے ہوشی اور ہوش کی دنیا میں ڈول رہی تھی۔ اسنے اسکا حلیہ دیکھا۔ دوپٹہ اور چپل ندارد تھے۔!!

پھر اسنے اسے اٹھایا اور سہارا دے کے گاڑی تک لایا۔ پھر فرنٹ سیٹ کھول کے اسے بٹھایا۔!!
اسکا زہن بری طرح الجھ چکا تھا۔ رات کے دس بجے وہ اس حالت میں کہاں سے آرہی تھی۔ اسنے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ کے اسے دیکھا جو آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ بظاہر اسے کوئی چوٹ نہیں لگی تھی لیکن ٹانگ پہ گاڑی لگنے کی وجہ سے اسکی چال میں لنگراہٹ تھی۔!!

"ثناء آر یو او کے؟؟؟" اسکے پوچھنے پر اسنے آنکھیں کھول کے اثبات میں سر ہلایا۔!!

"ثناء اتنی رات کو آپ کدھر سے آرہیں تھیں۔ اور وہ بھی اس حالت میں۔ is everything ok؟؟؟" اسکے پوچھنے پہ اسنے ایک دفعہ اسکی طرف دیکھا پھر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔ سائمن جواب کا منتظر تھا لیکن شاید وہ جواب دینے کے موڈ میں نہیں تھی تو اس نے بھی اصرار کرنے سے گریز کیا۔!!

اسنے بھی چپ کر کے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ پھر اسے خیال آیا کہ اسے ثناء سے تو پوچھنا چاہیے کہ اسے کہاں ڈراپ کرے۔!!

"ثناء آپکو کہاں ڈراپ کروں؟"

"آہ ہاں۔" وہ چونکی۔ پھر بولی۔!!

"یہاں سے دس منٹ کے فاصلے پہ ایک قبرستان ہے آپ مجھے وہاں ڈراپ کر دیں۔" اسنے آہستہ سے بول کے پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔!!

اور سائمن اسنے گاڑی ایک جھٹکے سے روک کے اسے دیکھا۔ مارے حیرانی کہ کچھ لمحوں کے لیے تو وہ بول ہی نہیں پایا۔!!

"ثناء آریو ان سینسز! رات کے ساڑھے دس بج رہے ہیں اور آپکو قبرستان جانے کی سوجھ رہی ہے مجھے لگتا ہے آپ پاگل ہو گئی ہیں۔" اسنے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے پوچھا۔!!

جتنی بھی ملاقاتیں اسکی اس لڑکی سے ہوئیں تھی ہر ملاقات میں سائم نے اسے مختلف پایا تھا۔ لیکن لاشعوری طور پر کہیں نا کہیں اسکے دل میں اس سے ملنے کی خواہش تھی۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ آج یہ لڑکی اسے ملے گی اور وہ بھی ایسے۔۔!!

"ہاں ہاں ہو گئی ہوں پاگل۔ بلکہ کر دیا ہے مجھے پاگل اس دنیا نے۔ آپ جاننا چاہتے ہیں نا کی مہں ادھر جا کر کیا کرنا چاہتی ہوں تو سنیں۔۔۔ مجھے پوچھنا ہے میرے بابا جان اور امی سے کی وہ لوگ مجھے چھوڑ کے کیوں چلے گئے۔۔۔ اور اگر چلے بھی گئے تھے تو مجھے کیوں نہیں لے کے گئے۔۔۔ مجھے ان سے پوچھنا ہے کہ کون بھائی ہے ایسا جو اپنی بہن کا سودا کرتا ہے۔۔۔ اسے طوائف کے کوٹھے پہ بیچتا ہے وہ بھی مخض چند پیسوں کے لئے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ بھی تو بھائی ہیں نا عالیہ کے۔۔۔ آپ تو اس سے اتنا پیار کرتے ہیں نا۔ مگر میرے نصیب میں شاید ایسا کچھ لکھا ہی نہیں۔" وہ چلا کے بولی تھی اور بعد میں گھٹنوں پہ چہرہ رکھ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔!!

اور سائم وہ تو ابھی تک اسکے بولے گئے جملوں میں ہی الجھا ہوا تھا۔!!

"کیا کوئی بھائی اپنی بہن کے ساتھ بھی ایسا کر سکتا ہے۔" وہ سوچ رہا تھا اور اسکا جواب اسے ایک ہی پل میں مل گیا تھا کہ "نہیں" جس نے اسکے ساتھ ایسا کیا ہے وہ اسکا بھائی قطعی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بھائی تو بہنوں کی جان ہوتے ہیں۔!!

وہ جیسے جیسے سوچتا جا رہا تھا ویسے ویسے اسکے غصے کا گراف بڑھتا جا رہا تھا۔ اسنے ایک نظر اسے دیکھا جو کہ رو رو کے نڈھال ہو چکی تھی۔ سائمن سوچ رہا تھا کہ کیا یہ وہ ہی لڑکی ہے جو اس سے کوئٹہ میں ملی تھی۔ تب کتنی کانفیڈنٹ تھی وہ۔ تب کی ثناء اور اب کی ثناء میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ آج وہ ڈری سہمی کوئی اور ہی لڑکی لگ رہی تھی۔!!

وہ اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن جانے کیوں پوچھ نہیں سکا۔!!

"ٹھیک دس منٹ بعد گاڑی "شہر خاموشاں" کے باہر کھڑی تھی۔!!

گاڑی رکنے کی آواز پہ ثناء نے گاڑی کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور تیزی سے تقریباً دوڑنے کے انداز میں اس شہر خاموشاں کے دروازے پر پہنچی۔ سائمن جلدی سے اپنی چادر پکڑ کے اسکے پیچھے آیا لیکن وہ تو ایسے تھی جیسے یہ تک بھول چکی تھی کہ اسکے ساتھ بھی کوئی تھا۔!!

موسم میں خنکی حد سے زیادہ تھی۔ اسنے جالی دار دروازہ کھولا تو اندھیرے میں کچھ دیر کے لیے اشتعال پیدا ہوا۔ ہر چیز اتنی خوفناک لگ رہی تھی۔ اگر وہ حواسوں میں ہوتی تو کبھی بھی نا اس خوفناک رات میں ادھر آتی۔!!

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھتی گئی۔ پھر ایک دم وہ دو قبروں کے سامنے رکی۔ اور ایک دم ہائے جواری کی طرح ان قبروں کے سامنے بیٹھ گئی۔ سائِم اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔!!

سردیوں کی وجہ سے ہر طرف ہوا کا عالم تھا۔ تقریباً پانچ منٹ تک رونے کے بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوئی۔!!

"بابا جان۔۔۔ امی۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ دونوں نے اچھا نہیں۔۔۔ کیا مَرے ساتھ۔۔۔ مجھے۔۔۔ اس ظالم دنیا میں اکیلا چھوڑ کے خود چلے گئے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ آپ کی ثناء کیسے رہے گی آپ کے بغیر۔۔۔" وہ رکی پھر بولی۔!!

"بابا جان امی۔۔۔ آپکو پتا ہے کہ یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔۔ یہ کسی کی بھی نہیں بنتی۔۔۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں یہاں۔۔۔ ادھر۔۔۔ اس شہر خاموشاں میں کیوں آئی ہوں۔ وہ بھی اس ٹائم تو بابا جان۔۔۔ امی میں آپکو بتاتی ہوں۔" اسنے اپنے گال بڑی بے دردی سے رگڑے۔ سائِم اسے آگے بڑھ کر سنبھالنا چاہتا تھا لیکن اسکے قدم جیسے جکڑے ہوئے تھے۔ وہ پھر بولی۔!!

"وہ جو میرے بھائی ہیں نا۔۔ ہاں نا وہی آپکا بیٹا۔ جس کے سہارے آپ لوگ مجھے چھوڑ کر گئے تھے۔ اسنے آج اپنی عزت کا سودا کیا ہے۔ بیچ دیا ہے مجھے۔" اسکی اس بات پہ سائم نے زور سے آنکھیں میچیں تھیں۔

"لیکن میں بھاگ آئی۔ بابا جان اپنے گھر سے بھاگ آئی۔ کیونکہ مجھے میری جان سے زیادہ میری عزت عزیز ہے۔۔۔ آپ آپ دونوں نے مجھ سے پر امس لیا تھا نا کہ کبھی بھائی بھابھی کے ساتھ بد تمیزی نہیں کروں گی۔۔ بابا جان۔ امی۔ میں نے کبھی بد تمیزی نہیں کی۔ کبھی انہیں ڈس رسپکٹ نہیں کیا۔ لیکن بابا جان کیا میں انسان نہیں ہوں۔ مجھے درد نہیں ہوتا۔ یہ یہ دیکھیں میرے بازو میرے سارے جسم پہ اس چھڑی کے نشان ہیں جس سے بھابھی مجھے مارتی ہیں۔ میں نے پھر بھی ان کے سامنے کبھی اپنی زبان نہیں کھولی۔۔ کیونکی مجھے آپ سے کیا وعدہ مرتے دم تک نبھانا تھا۔ آج جو روپ ان رشتوں کا میرے سامنے آیا ہے نا بابا جان۔ یہ یہ بہت بھیانک ہے۔ لیکن بابا میں نے آپ سے کیا پر امس نہیں توڑا۔ لیکن میں خود ٹوٹ گئی ہوں بابا جان۔ آج آپکی ثناء ٹوٹ گئی ہے۔ مجھ میں اور ضبط نہیں ہے پکیز اس لئے آپ۔۔ آپ مجھے اپنے پاس بلا لیں۔ پلیز بلا لیں اپنے پاس۔"

وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔ سائم جسکا خیال تھا وہ بہت مضبوط لڑکی ہے۔ لیکن وہ اندر سے اتنی ٹوٹی ہوئی تھی اسے یہ اندازہ نہیں تھا۔ اس سے اب اور برداشت کرنا محال ہو رہا تھا۔ اس لئے وہ آگے بڑھا اور اسکے دائیں کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔!!

وہ جو پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی اپنے بازو پہ کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس کر کے ایک دم ایسے جیسے کسی خواب سے چونکی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنے ہاتھ صاف کیئے اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے نہیں لگا تھا کہ سائمن ابھی تک وہیں ہو گا۔!!

"آپ۔۔ آپ میرے پیچھے کیوں آئے ہیں جائیں یہاں سے۔" وہ آنکھوں میں غصہ بھر کے بولی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے کوئی نقصان ہو۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ اسے معلوم ہو کہ اسکے ساتھ کیا ہوا ہے۔ لیکن وہ شاید نہیں جانتی تھی کہ وہ سب سن چکا ہے۔ بلکہ سب سمجھ بھی چکا ہے۔!!

"میں آپ کو ساتھ لئے بغیر نہیں جاؤں گا۔" وہ بھی سنجیدگی سے بولا اور اپنی چادر اسکی طرف بڑھائی۔!!

"اور آپکو لگتا ہے میں آپکے ساتھ جاؤں گی۔" وہ استہزائیہ لہجے میں بولی۔!!

"لگتا نہیں بلکہ پورا یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ جائیں گی۔" وہ اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ کے بولا۔!!

"کیوں جاؤں گی میں آپکے ساتھ۔ کس حق سے۔ اور اب آپ یہاں سے جائیں مجھے کہیں نہیں جانا مجھے یہاں ہی مرنا ہے۔" وہ چلائی۔!!

"ثناء آپکے رونے یا چلانے سے میں آپکو یہاں چھوڑ کے تو جانے والا ہوں نہیں اس لئے آپ کا جو دل کرتا ہے آپ وہ کریں میرا جو دل کرے گا وہ میں کروں گا۔ دیکھتے ہیں کون جیتتا ہے۔" وہ سینے پہ بازو باندھے آرام سے ڈھیٹ بن کے کھڑا رہا تو وہ جنجھلائی۔!!

"آپ۔۔۔ آپ سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں میری بات کو۔۔۔ سائمن میں پہلے ہی بہت مشکل میں ہوں میری مشکلیں اور مت بڑھائیں پلیز۔ یہ یہ دیکھیں میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز۔ مجھ میں اور ضبط نہیں ہے۔ میرے ضبط کو مت آزمائیں۔" وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کے رو دی۔ تو سائمن نے اسے دیکھا پھر اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔!!

"ثناء ایک دفعہ مجھ پہ یقین کر کے دیکھیں۔ میں آپ کی ساری مشکلات دور کر دوں گا۔ آئی سوئیر۔ اور ضبط تو آپ میرا آزما رہیں ہیں اس طرح رو دھو کر۔ میں جانتا ہوں آپکے ساتھ بہت برا ہوا ہے۔ میں پرامس کرتا ہوں آپ سے۔ جو جو بھی انوالو ہے اس سب میں۔ میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ انہیں ان کے کئیے کی سزا ملے گی۔ بس ایک دفعہ ایک دفعہ میرا یقین کر کے دیکھیں۔" اسنے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے بڑے آرام سے سمجھانے کی کوشش کی۔!!

ثناء پہلے تو دیکھتی رہی لیکن پھر اس نے اپنے دل کو پتھر کیا وہ اس سے عشق کرتی تھی۔ لیکن اسے اپنی وجہ سے کسی مصیبت میں بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔!!

"شٹ اپ۔ مجھے نہیں کرنا آپ پہ یا کسی بھی دوسرے تیسرے پہ یقین۔ آپ یہاں سے چلے جائیں تو یہی آپ کے حق میں بہتر ہو گا۔ ورنہ میں آپ کی جان لے لوں گی۔" اس نے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چھڑائے اور پیچھے ہو کے چلائی۔ اس لمحے میں وہ ہی جانتی تھی کہ اس کے دل پر کیا بیت رہی ہے۔!!

"اوکے میں یہیں ہوں لے لیں آپ میری جان۔ اور کچھ؟" وہ بھی ایک نمبر کا ڈھیٹ تھا۔ ثناء نے اپنی بات کا اثر ہوتا نا دیکھ کے روہانسا ہو کے اسے دیکھا۔ پھر ایک جھٹکے سے مڑی اور بھاگتی ہوئی قبرستان کے دروازے کی طرف بڑھی۔ سائمن بھی تیزی سے اس کے پیچھے گیا۔!!

گیٹ کے باہر پہنچتے اسے اسنے جالیا۔ اسنے اسکا بازو زور سے پکڑ کر اسے جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔!!

"عجیب بد دماغ لڑکی ہیں آپ۔ آپ بہت سناچکی ہیں اپنی۔ اب اگر ایک بھی لفظ آپکی زبان سے نکلا تو زبان نکال دوں گا۔" اسے اس پہ غصہ آ رہا تھا عجیب لڑکی تھی جو اسکی بات سمجھ نہیں رہی تھی۔ اسکا غصہ دیکھ کہ کچھ پل کے لیے وہ بول نا پائی لیکن پھر اسے بھی غصہ آیا۔!!

"آپ ہوتے کون ہیں مجھ پہ آرڈر چلانے والے۔ یا مجھ سے اس طرح سے بات کرنے والے۔" وہ بے چاری اسکی گرفت سے اپنے بازو چھڑانے کے لئیہ مزاحمت کر رہی تھی لیکن ہر مزاحمت ناکام ہو رہی تھی۔ اب تو اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا بولتے ہوئے بھی گلے میں درد ہو رہا تھا۔!!

"واقعی کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیسے نہیں چلتیں میرے ساتھ۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کے تقریباً گھسیٹتا ہوا گاڑی تک لے جانے لگا۔!!

اسنے بہتری کوشش کی اپنا آپ چھڑانے کی۔ کیکن جب کامیاب نا ہوئی تو اسنے اسکے ہاتھ پہ اپنے دانت گاڑ دیے۔ سائمن کی گرفت اسکے ہاتھ پہ ایک لمحے کے لئیے ڈھیلی پڑی تھی لیکن پھر اسنے پہلے سے زیادہ مضبوطی سے اسکی کلائی پکڑی۔ ثناء خولگ رہا تھا اسکا ہاتھ ٹوٹ جائے گا۔!!

"چھوڑیں مجھے۔ آپ انتہائی بدتمیز اور جنگلی انسان ہیں۔ وہ تو میرا ہی دماغ خراب تھا جو آپ سے محبت کر بیٹھی۔" جو بات اسکی زبان سے نکل گئی تھی تب تو اسے پتہ نہیں چلا کہ وہ کیا بول گئی ہے۔ اور پتا تو تب چلا جب سائمن نے ایک جھٹکے سے رک کے اسے دیکھا۔ پھر ایک محفوظ کن مسخراہٹ اسکے ہونٹوں پر آئی۔!!

"افف اللہ جی اس سے برا بھی کچھ ہو سکتا ہے کیا۔" اس نے آنکھیں بند کر کے سوچا۔!!

"اب جو بات بھی کوگی وہ گھر جا کے ہی ہوگی۔" وہ اسے دیکھ کے بولا پھر اسکی کلائی پخڑ کے اسے گاڑی تک لایا۔ بے بسی کے مارے ثناء کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔!!

اس نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور پھر خود بیڈ کے گاڑی سٹارٹ کر کے گھر کے راستے پر ڈال دی۔!

EP26

Shahzain and aliya special episode

تقریباً دس منٹ بعد وہ شاہزین کے نکلا تھا۔ بلیک کلر کا ٹراؤزر پہنے بنا شرٹ کے وہ بال تولیے سے رگڑتا اپنی ہی سوچوں میں مست بیڈ تک آیا۔ ابھی اس کے بیٹھنے کی دیر تھی جب وہ ایک جست میں کمبل اتار کے بیڈ سے اتری۔ شاہزین نے اسے اسکی طرف دیکھا۔!!

"کیا ہوا عالیہ؟ Is everthing Ok؟"

اس نے حیرانی سے ہاتھ روک کے اسے دیکھا جو بیڈ کی پائنٹی سے چادر اٹھا کے کندھوں پہ بھیل رہی تھی۔ اس نے اسے سوال پہ اسکی طرف دیکھا۔!!

"آپ--I mean آپ اس جگہ I mean آپ آپ یہاں اس بیڈ پہ سوئیں گے۔" وہ دانستہ اسکی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔ اس لئے دائیں طرف رخ کر کے بولی۔ شاہ زین نے حیرانی سے اسکے کنفیوز ہوتے دیکھا پھر کمرے میں چاروں طرف نظریں گھائیں۔!!

"تمہیں اس کمرے میں اس بیڈ کے علاوہ کوئی ایسی چیز نظر آ رہی ہو جہاں میں سو سکوں۔" وہ اسکی جھجک سمجھ رہا تھا اس لئے اٹھ کے کرسی سے شرٹ اٹھا کے پہنتے ہوئے بڑے مزے سے بولا۔!!

"نہیں لیکن پھر بھی۔۔۔" عالیہ نے بھی کمرے میں ارد گرد دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ کمرے میں صرف ایک بیڈ کے علاوہ واقعی ایسی کوئی چیز نہیں تھی جہاں وہ سو سکتا۔۔۔!!

"جی تو میڈم ہم فوجیوں کو بہت کم ایسے موقع ملتے ہیں نرم بستر پہ سونے کے۔ سو اگر آپکو لگ رہا ہے کہ میں نیچے چادر بچا کر سو جاؤں گا تو میڈم سوچ ہے آپکی۔" وہ اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا بڑے آرام سے بیڈ پہ نیم دراز ہو کے موبائل میں مصروف ہو گیا۔!!

عالیہ کو رونا آ رہا تھا۔ کتنا بے مروت تھا ایک دفعہ بھی نہیں کہا تھا کہ تم کہاں سو گی یا یہاں سو جاو۔۔ حالانکہ اسنے واش روم جانے سے پہلے اسے بولا تھا کہ آرام سے کمبل میں گھس جاو۔ لیکن نا جی بقول سائمن کے (عالیہ کو کبھی عقل آ ہی نہیں سکتی) تو یہاں بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔!!

اور باہر جس زور سے برف باری ہو رہی تھی ایسی سنوفال اگر اسلام آباد میں ہوتی تو عالیہ تو کبھی بھی بستر سے پاؤں باہر نہ نکالتی۔ لیکن یہاں تو سیچویشن ہی کچھ اور تھی۔!!

(افف اللہ میاں کیا شوہر اتنے بے مروت بھی ہوتے ہیں۔ پتا نہیں اور کتنے روپ ہیں انکے جو ابھی مجھ پہ کھلنے والے ہیں۔) وہ ادھر ہی کھڑی سوچتے ہوئے لب کچل رہی تھی۔!!

"عالیہ اگر تم ایسی بے اعتباری دکھاو گی نا تو پھر میں سچ میں کچھ ایسا ویسا کر بیٹھوں گا۔ پھر بعد میں مجھے ذمہ دار مت ٹھہرانا۔" کافی دیر بعد بھی وہ بیڈ پہ واپس نا آئی تو شاہ زین کو اسے ٹوکنا ہی پڑا (ایسی بھی کیا بے اعتباری بھلا)۔

وہ اتنی سنجیدگی سے بولا کہ عالیہ کو لگا جو وہ کہہ رہا ہے اس پہ عمل کرنے پہ بھی گریز نہیں کرے گا۔ اسے بھی غصہ آیا کہ ایک تو اسے زبردستی یہاں یہ لے آیا اور اب الٹا اسے ہی باتیں سنا رہا تھا۔!!

"ایک تو آپ مجھے میری مرضی کے بغیر یہاں لے کے آئے ہیں۔ اور اور اور پھر اوپر سے دھمکا بھی رہے ہیں۔ مجھے نہیں رہنا آپکے ساتھ مجھے گھر جانا ہے۔" غصے سے بولتی بولتی وہ روہانسی ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں نمی چھا گئی تو شاہ زین ایک دم ڈھیلا پڑا۔!!

"ارے ارے یار رونا مت۔ میری اتنی مجال کہاں کے میں عالیہ حسن کو دھمکا سکوں۔ یار میں تو بس تمہیں مطلع کر رہا تھا۔ کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

اسنے تھوڑا سا آگے کھسک کر اسکا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھایا اور خود کہنی بستر پر ٹکا کہ تھوڑا سا اونچا ہو کی اسکا چہرہ دیکھ کے شرارت سے کہا۔!!

اسنے خفا خفا نظریں اٹھا کے اسے دیکھا تو وہ ہنس دیا۔!!

"اوکے اوکے ظالم لڑکی سو جاو تم۔ میں بھی اتنی لمبی ڈرائیو کے بعد تھک گیا ہوں۔ باقی باتیں کل کریں گے۔" وہ پیچھے ہٹ کے لیٹ گیا تو وہ بھی دائیں کنارے پہ سکڑ سمٹ کے لیٹ گئی۔!!

شاہ زین نے ہاتھ بڑھا کے لائٹ آف کر دی۔ تو عالیہ کا دل پھر سے دھڑک اٹھا۔!!

"یہ یہ لائٹ کیوں آف کر دی ہے آپ نے۔ جلدی آن کریں۔" اسنے اندھیرے میں جلدی سے اسکی طرف رخ کرتے بے چینی سے کہا۔ نئی جگہ اور وہ تو تھی ہی صدا کی ڈرپوک۔!!

"یار عالیہ لائٹ آن کر کے مجھے نہیں نیند آتی۔" اسنے پھر سے ہاتھ بڑھا کے لائٹ آن کی تو وہ خود سے صرف چند ہاتھ کے فاصلے پر دکھائی دی۔!!

"لیکن مجھے لائٹ آف کر کے نہیں نیند آتی۔"

لوجی عالیہ میڈم کے بھی اپنے ہی مسئلے تھے۔ شاہ زین بے چارا تھکا ہوا تھا اور وہ بس سونا چاہتا تھا ابھی لیکن یہ عالیہ بھی نا۔ اسنے منہ پہ ہاتھ پھیر کے گہری سانس لی۔۔!!

"او کے میں نائٹ بلب آن کر دیتا ہوں۔ پر یار پلیز اب سو جاو۔ میں پچھلے چار دن سے ایک لمحہ کے لیئے بھی نہیں سویا۔ ابھی صرف سونا چاہتا ہوں۔"

اسنے لائٹ بلب آن کیا اور سیدھا ہو کے لیٹ کے آنکھوں پہ بازو رکھ کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔!!

عالیہ ویسے تو نیند کی بہت کچی تھی لیکن نئی جگہ اسے نیند نہیں آتی تھی۔۔!!

کچھ شاہ زین کے رویے سے ابھی تک سہمی ہوئی تھی۔ اور کچھ صارم سائم اور انعم کی ٹینشن۔ (جانے انہیں پتا بھی چلا ہو گا یا نہیں کہ میں شاہ کے ساتھ ہوں)۔ کبھی باہر سے کسی جنگلی جانور کی آواز آ جاتی تو عالیہ کا دل دھک سے رہ جاتا۔۔!!

بے دھیانی میں کرنی دس یا پندرہ مرتبہ تو کروٹ بدل ہی چکی ہو گی۔۔۔!!

شاہ زین جس پہ اس کمرے کا ماحول اور اور عالیہ کی قربت کا اثر بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ کسی بھی طرح خود کو نیند میں گم کرنا چاہتا تھا۔ وہ کہتے ہیں نا کہ محبوب خوبصورت بھی ہو اور پاس بھی ہو تو۔۔۔۔۔۔ اسکا بھی یہی حال تھا۔ لیکن عالیہ اسنے تو شاید قسم کھائی ہوئی تھی اسکا ضبط آزمانے کی۔۔۔!!

"عالیہ یار سو جاؤ کیوں کروٹ بدل بدل کے مجھے تنگ کیا ہوا ہے نا خود سو رہی ہو نا مجھے سونے دے رہی ہو" اسنے اسکے مسلسل کروٹ بدلنے سے جنجھلا کے کہا۔

"م م م مج مجھے ڈر لگ رہا ہے" وہ زوہانسی ہوئی۔

"ادھر نہ کوئی جن ہے اور نا ہی بھوت تمہیں کس سے ڈر لگ رہا ہے" اسنے تنگ آ کر اسکی طرف کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔

"آ آ آپ سے آپ کونسا کسی جن بھوت سے کم ہیں" روانی میں اسکے منہ سے بہت غلط الفاظ نکل گئے تھے جسکا اسے اب احساس ہوا تھا۔ اور وہ بیچارہ جس کی خوبصورتی پے ایک دنیا مرتی تھی اتنا ہینڈسم فوجی اپنے لئے ایسے الفاظ سن کے گش کھاتے کھاتے ہی تو بچا تھا۔

کیا میں ج جن ہوں؟؟ میرے شکل جن سے ملتی ہے؟؟ "حیرت کی زیادتی سے اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کیا بولے۔

"ہاں ہاں۔۔۔ ن میں م میرا مطلب یہ تو نہیں تھا" وہ اچھا حاصا گڑبڑائی۔

"تمہارا مطلب تو میں سمجھ گیا ہوں اب میں تمہیں بتاتا ہوں" اسنے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑے اور اسکے اوپر جھک گیا۔

"اب بتاؤ! جن ہوں نا میں؟" اسنے اسکے چہرے پے کچھ اور جھکتے ہوئے کہا۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی شاہ زین نے اسکے الفاظ اپنے ہونٹوں سے چن لیے۔۔۔!!

اور عالیہ وہ تو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ وہ کوئی ایسی جسارت بھی کر سکتا ہے۔ اپنی جگہ سن ہو چکی تھی وہ۔ مزاحمت کرنے کے ہمت بھی باقی نہیں رہ گئی تھی۔ اسے لگا اسکا سانس رک جائے گا۔ دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کے باہر آ جائے گا۔ کچھ لمحوں بعد شاہ زین خود ہی تھوڑا پیچھے ہوا اور اسکا چہرہ دیکھا جسکی بند آنکھوں پے پلکیں لرز رہی تھیں۔ رخصاروں پے حیا آمیز سرخی تھی۔ اور ہونٹوں کو دانتوں سے بری طرح کچل رہی تھی۔ شاہ زین کو بھی اسکی دھڑکن کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ اسکے ہاتھ ابھی بھی شاہ زین کے ہاتھوں میں ہی جکڑے ہوئے تھے۔ شاہ زین

تھوڑا سا جھکا اور اسکی صبیح پیشانی کو چوما۔ تو اسنے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں لیکن جلد ہی جھکانی پڑ گئیں کیونکہ وہ بہت جذب سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔!!

EP 27

یہ جو تم اتنا مجھے ستاتی ہو نہ
اتنے نخرے کہاں دے لاتی ہو تم

"بس اتنی ہی ہمت ہے تم میں۔"

وہ اسکے سندر چہرے کو دیکھتا ہوا دلچسپی سے بولا۔ اسنے اور زور سے آنکھیں میچیں۔ وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ سے آزاد کر کے دوبارہ اپنی جگہ پر لیٹا تو عالیہ نے جلدی جلدی سے اس کے مخالف سمت کروٹ بدل کے گہری سانس لی۔۔۔!!

وہ اپنے ہاتھوں میں کپکپاہٹ اور چہرے پہ اسکا لمس ابھی بھی محسوس کر سکتی تھی۔ اسنے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ اور اپنے دھڑکتے دل پہ قابو پانے کے لیے زور سے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھی میں جکڑا۔۔۔!!

شاہ زین اسکی اس کیفیت سے محفوظ ہو رہا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کیسے بے خودی میں ہی اس سے یہ جسارت ہو گئی تھی۔ اسے لگ رہا تھا اب اگر اسنے زرا سا بھی عالیہ کو تنگ کیا تو وہ پکا بے

ہوش تو ہو ہی جائے گی اسی لئے اسے اسے زیادہ تنگ کرنا مناسب نا سمجھا اور آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔!!

عالیہ کا دل ابھی بھی فل سپیڈ پہ دھڑک رہا تھا۔ ڈر تو اسے ابھی بھی لگ رہا تھا لیکن اب اسے کروٹ بدلنے کی جرات نہیں کی تھی۔ وہ ابھی اپنے ہی خیالوں میں تھی جب ایک دم سے باہر سے کسی جانور کے بولنے کی آواز آئی۔ (اف اللہ جی بچالیں) اسے زور سے آنکھیں میچیں۔ لیکن ایسے تو اسے نیند آنے سے رہی۔۔!!

وہ دھیرے سے مڑی اور اسے دیکھا جو آنکھوں پہ ہاتھ رکھے آرام شاید سویا ہوا تھا۔ اسے اس پہ غصہ آیا (مجھے مصیبت میں ڈال کے خود کتنے آرام سے سو رہیں ہیں۔ بھیا کو بتاؤں گی۔ ہونہہ) اسے آنکھیں گھما کے سوچا۔ لیکن اسے کسی صورت نیند نہیں آ رہی تھی۔۔!!

وہ تھوڑا سا اسکی طرف کھسکی اور آہستہ سے اپنا دایاں ہاتھ اسکے سینے پہ رکھ کے احتیاطاً اسے دیکھا کہیں جاگ ہی نا جائے جب کچھ دیر تک اسے کوئی حرکت نا کی تو اسے سکھ کا سانس لیا اور آرام سے آنکھیں موند لیں۔ ایسے کر کے اسے لاشعوری طور پر تحفظ کا احساس ہو رہا تھا۔ ڈر کہیں دور رہ گیا تھا۔ ایسے ہی سوچتے سوچتے وہ کچھ دیر میں ہی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔۔!!

شاہ زین جو آنکھیں بند کر کے اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اپنے سینے پہ اسے نازک سا ہاتھ محسوس ہوا وہ ایک دم چونکا لیکن کوئی حرکت نہیں کی۔ تھوڑی دیر تک وہ اسکی نظریں اپنے اوپر محسوس کرتا رہا۔ پھر وہ آنکھیں موند کے لیٹی اور تھوڑی دیر میں ہی اسکی سانسوں کا زیرو بم اسکے سونے کی اطلاع دے رہا تھا۔!!

اسے جب یقین ہو گیا کہ وہ سو گئی ہے تو اسنے آہستہ سے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اس پری ویش کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔ لمبی کالیں پلکیں عارضوں پر سجدہ رہنر تھیں۔ سرخ ہونٹ تھوڑے سے نیم ہوئے تھے۔ اور کالی زلفیں اسکے چہرے پہ بکھرے ہوئے تھے۔ اسنے آہستہ سے اپنا رخ اسکی طرف موڑا اور پھر اپنا ہاتھ آہستہ سے اسکے چہرے تک لے جا کے بال اسکے چہرے سے ہٹائے۔ نیم اندھیرے میں بھی وہ اسکے چہرے کا ہر نقش پڑھ سکتا تھا۔!!

شاہ زین کو بے اختیار اس پہ پیار بھی آیا اور ہنسی بھی !
وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اس ٹائم جاگ رہی ہوتی تو شاہ زین کو دیکھ کے اسکی ہوائیاں ضرور اڑ چکی ہوتیں۔!

"پاگل لڑکی ڈر بھی مجھ سے ہی لگتا ہے اور تحفظ بھی مجھی سے چاہیے۔" وہ ہلکا سا بڑبڑایا اور اور آہستہ سے اسے بازو کے گھیرے میں لے کر اس پہ لٹاف درست کیا۔ پھر ایک گہرا سانس لے کر اسکی مہک

اپنے اندر اتاری اور سونے کو کوشش کرنے لگا۔ وہ آج بہت خوش تھا کیونکہ اسکی محبت اسکے پاس تھی بہت پاس۔!!

اسنے گاڑی لا کے پورچ میں روکی اور اتر کے اسکی طرف کا دروازہ کھولا۔!!

"مس ثناء اگر آپ کو زحمت نا ہو تو نیچے اترنے کا تکلف کریں گی؟؟" ایک ہاتھ دروازے پہ رکھ کے تھوڑا سا جھک کے اسے بولا جو اپنے ناخن دانتوں سے چبانے میں مصروف تھی۔ یہ اسکی شروع سے ہی عادت تھی جب بھی وہ پریشان ہوتی ایسا ہی کرتی۔ اسنے اسکی طرف اپنی نم آنکھیں اٹھائی۔ (کیا تھا یہ بندہ اتنا ضدی) اسنے اسکا سراپا دیکھ کے سوچا۔!!

"پلیز مجھے کہیں بھی چھوڑ آئیں لیکن میں اندر نہیں جاؤں گی" اسنے اپنی نم آنکھیں انگلیوں سے رگڑیں۔ اسے اس حالت میں دیکھ کے اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔!!

"ثناء بلا وجہ کی ضد مت کریں۔ اور میں آپکو اتنا بے غیرت لگتا ہوں کہ آپ مجھے بولیں گی اور میں آپکو کہیں بھی چھوڑ آؤں گا۔ اس لئے اپنی ضد ختم کریں اور گاڑی سے اتریں۔"

اسنے اب کی بار سختی سے کہا تو ثناء نے غصے سے اسکی طرف دیکھا۔ (مطلب حد ہے ڈھٹائی کی)

"آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی۔ بول رہی ہوں نا نہیں جانا تو نہیں جانا۔ اپنے احسان اپنے پاس رکھیں۔" وہ غصے سے بولتی گاڑی سے اتری اور بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھائے جیسی سائمن نے اسکا بازو پکڑ کے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔!!

"میں بھی دیکھتا ہوں کہ کیسے نہیں جاتیں آپ میرے ساتھ۔ دو گھنٹوں سے سمجھا رہا ہوں لیکن آپ نے تو شاید اپنی عقل کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ بے وقوف نا ہو تو۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کے تقریباً گھسیٹتا ہوا اندر کی طرف لے جانے لگا وہ مسلسل اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔!!

آج سے پہلے وہ کبھی بھی اتنا بے بس نہیں ہوئی تھی۔ آنسوؤں اسکی گالوں سے ایک تواتر سے بہہ رہے تھے۔!!

"مجھے اتنا بے بس نا سمجھیں۔ میں جان لے لوں گی آپکی۔ بتا رہی ہوں۔" وہ مزاحمت کرتی ہوئی بولی۔ اسکی اس بات پہ سائمن کے لبوں پہ تمسخرانہ مسکراہٹ پھیلی۔!!

"دل تو لے ہی لیا ہے۔ اب جان لینا چاہ رہیں ہیں تو وہ بھی لے لیں۔ بندہ خاضر ہے۔" وہ دل جلانے والی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتا ہوا بولا۔ ثناء کو وہ اس طرح بولتا ہوا زہر لگا تھا۔!!

وہ لاونج کے دروازے سے داخل ہوئے تو سامنے ہی انم عمر کا فیڈر ہاتھ میں لیتے کچن کے دروازے سے نکل رہی تھی۔!!

اسنے بھی سائمن کے ساتھ ثناء کو دیکھ لیا تھا وہ ان دونوں کو ایسے دیکھ کے حیران رہ گئی۔ انہوں نے بھی انم کو دیکھ کے اپنے قدم روک لیتے تھے۔!!

"سائمن اس ٹائم کہاں سے آرہے ہو۔ اور ثناء تمہارے ساتھ کیوں ہے؟" اسنے حیرانی سے سائمن کے ہاتھ میں ثناء کے ہاتھ کو دیکھا تو اسنے دھیرے سے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔!!

"بھابھی یہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا ہے اسے بولیں جانے دے مجھے۔" اس سے پہلے کہ سائمن کوئی وضاحت دیتا ثناء غصے سے بولی تھی۔ اور کافی بد تمیزی سے بولی تھی۔!!

جو بھی تھا لیکن وہ یہ قطعاً برداشت نہیں کرتا تھا کہ کوئی اس سے بد تمیزی کرے۔ اور ثناء یہ جسارت کر چکی تھی۔ سائمن کا دماغ اس بات پہ گھوما تھا۔!!

"بھابھی آپ اسے گیسٹ روم یا عالیہ کے کمرے میں چھوڑ آئیں۔ بلکہ لاک کر کے آئیں۔ بعد میں آپکو ساری بات بتاتا ہوں۔" وہ مٹھیاں بھینچتا ہوا بولا اور پھر ثناء کی طرف مڑا۔!!

"اور تم! چپ چاپ بھا بھی کے ساتھ جاؤ۔ اب کسی بھی قسم کی بکواس کی نا تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔" ثناء تو ثناء۔ اسے اتنے غصے سے بولنے پر انعم بھی حیران رہ گئی تھی کیونکہ اسنے آج تک اسے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ ثناء کے آنسو تو اور زیادہ بہنے لگے تھے۔ تو انعم کو اسکی حالت پہ دکھ ہوا تھا۔

"سائمن یہ کیا طریقہ ہے کسی سے بات کرنے کا۔ تم ادھر ہی بیٹھو میں آ کے بات کرتی ہوں تم سے۔ ثناء گڑیا چلو تم میرے ساتھ آؤ۔" اسنے اسے سختی سے تنبیہ کی اور پھر ثناء کا ہاتھ تھام کے اسے عالیہ کے کمرے میں لے آئی۔!!

EP 28

اسنے وارڈروب سے عالیہ کی ایک ڈریس نکالی اور اسے تھمائی۔!!

"ثناء آپ چپ کر جاؤ بچے وہ بس ویسے ہی کبھی کبھی غصہ کر جاتا ہے۔ آپ پہلے فریش ہو جاؤ پھر بات کرتے ہیں۔" اسنے اسے کہا جو دروازے کے پاس کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔!!

انعم نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ اور زیادہ رونا شروع ہو گئی۔ انعم جاننا چاہتی تھی کہ ایسی کیا بات تھی کہ وہ ایسے اس حالت میں ہے۔ لیکن اسکی حالت کے پیش نظر اسنے کچھ بھی پوچھنے سے اجتناب کیا۔!!

"ثناء گڑیا بس کر دو۔ میں ابھی جا کے صارم سے اسکی کلاس لگواتی ہوں پھر وہ کبھی بھی تمہیں تنگ نہیں کرے گا۔"

اسنے اسکا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا لیکن وہ ٹھیک سے مسکرا بھی ناسکی انعم نے ہاتھ سے اسکے آنسو صاف کیئے۔!!

"چلو شاباش اب تم فریش ہو جاو۔ میں ابھی آتی ہوں۔" وہ اسکا گال تھپتھپاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ انعم کے کے جانے کے بعد اسکے آنسوؤں میں ایک دفعہ پھر روانی آگئی۔!!

تھوڑی دیر کے بعد اسنے اپنے گال اتنی شدت سے رگڑے کے وہ سرخ پر گئے۔ پھر اٹھ کے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔!!

اسکو انعم کے ساتھ بھیجنے کے بعد سائم تھکی ہوئی سانس لیتا لاونج میں ہی صوفے پہ بیٹھ کے دائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔!!

صارم جو کہ سٹڈی روم میں بیٹھے کچھ کام کر رہا تھا۔ سائم کی آواز پہ فائل اور لیپ ٹاپ بند کر کے لاونج میں آیا تو سامنے صوفے پہ ہی اسے سائم بیٹھا دکھائی دیا۔ وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔!!

"کیا ہوا سائِم ابھی تک جاگ رہے ہو اور یہ شور کیسا تھا؟" سائِم نے آنکھیں کھول کے اسے دیکھا
انعم بھی تب تک آچکی تھی۔۔!!

"اب بتاؤ سائِم! ثناء تمہارے ساتھ کیوں تھی وہ بھی اس ٹائم اور اس حالت میں۔" انعم نے صارم کے
ساتھ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ تو صارم کی پیشانی پہ پڑے۔۔!!

"کون ثناء؟"

"عالیہ کی فرینڈ" انعم نے جواب دیا۔۔!!

صارم نے سائِم کو دیکھا نظریں ایسی تھیں جیسے کہہ رہی ہوں (تمہارا اس کے ساتھ کیا کام)۔

سائِم نے ان دونوں کو دیکھا اور ایک گہرا سانس لے کے سب کچھ انکے گوش گزار دیا۔ صارم تو آئے
دن ایسے کیسز دیکھتا تھا لیکن انعم وہ تو خود بھی رونے بیٹھ گئی تھی۔۔!!

وہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی کائنڈ ہارڈ۔ اور ہر کسی کے دکھ پہ دکھی ہو جانے والی۔۔!!

صارم نے ساری بات سنی تھی تکلیف تو اسکے دل کو بھی پہنچی تھی۔ ایسے انسان جو خود سے جڑے رشتوں کی قدر نہیں کرتے انکے حصے میں بس ساری عمر کے پچھتاوے ہی رہ جاتے ہیں۔!!

"ہم تو صارم اب تم نے کیا سوچا ہے؟؟ میرا مطلب ہے ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ثناء کے یہاں رہنے سے۔ لیکن دنیا والے اس طرح اس بچی کا جینا حرام کر دیں گے۔۔۔۔۔ سمجھ رہے ہونا میری بات؟"

اسکی بات سننے کے بعد صارم نے اس سے پوچھا تو اسنی صوفی کے پشت سے ٹیک لگا کے ایک گہری سانس بھری پھر سیدھے ہو کے بیٹھ کے کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکائیں۔!!

"بھیا میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔" اسنے اسے دیکھ کے آہستہ سے کہا تو صارم نے کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔!!

"ہمم تو کیا ثناء مان جائے گی۔" اسنے اپنے خدشے کا اظہار کیا تو سائم کے چہرے پہ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ آئی جسے اسنے فوراً ہی چھپایا تھا لیکن پھر بھی وہ دونوں اسے مسکراتے دیکھ چکے تھے۔!!

"بھیا آپ اس بات کی ٹینشن نالیں اسے منانا میرا کام ہے۔" اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آرام سے کہا۔!!

"ہاں جس طرح تم اب منارہے تھے بچی بیچاری کو ڈرا ہی دیا۔ میں تو خود ڈر گئی تھی تمہیں اتنا غصہ کرتے دیکھ کر۔" انعم کے بولنے پہ اسنے التجائیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا کیونکہ وہ اس ٹائم صارم سے کلاس لگوانا نہیں چاہتا تھا۔!!

"کیا مطلب سائمن! یہ انعم کیا کہہ رہی ہیں؟" اسنے سخت نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا کیونکہ اسے یہ بات شروع سے ہی بہت ناپسند رہی تھی کہ کوئی کسی عورت کے ساتھ بدتمیزی کرے یا بلاوجہ کا غصہ کرے۔!!

اسکے اس طرح بولنے پر سائمن کو سانس سینے میں اٹکی تھی۔ اس ٹائم کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی کیپٹین سائمن ہے جس نے اتنے کم وقت میں اپنا لاہا منوایا تھا۔ سائمن نے بے بسی سے انعم کی طرف دیکھا۔!!

"کک کچھ نہیں صارم۔ میں تو مزاق کر رہی تھی۔" وہ اسکی التجائیہ نظریں دیکھ کے جلدی سے بولی تو سائمن کا رکا ہوا سانس بحال ہوا۔!!

"اوکے ٹھیک ہے لیکن سائمن مجھے تمہاری کسی قسم کی شکایت نہیں ملنی چاہیے۔" اسے پتا تھا کہ وہ دونوں کچھ چھپا رہے ہیں۔ لیکن اسے انہیں زیادہ کریدا نہیں تھا۔ اور اسے تنبیہ کرتے ہوئے اٹھ گیا۔ سائمن نے زور زور سے تابعداری سے سر ہلایا۔!!

"آپ چلیں صائم میں عمر کا فیڈر بنا کے آتی ہوں۔" انعم کے بولنے پر اس نے اپنے قدم اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تو وہ بھی کچن میں چلی گئی سائمن بھی اسکے پیچھے ہی گیا۔!!

"تھینک گاڈ بھابھی بچا لیا آپ نے۔ ورنہ مجھے آج لگا تھا میرے آخری لمحات آگئے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے فریج سے پانی کی بوتل نکالی۔!!

"آج تو بچا لیا لیکن آئندہ کی کوئی گارنٹی نہیں۔" وہ پین میں دودھ ڈالتی ہوئی بولی تو وہ مسکرا دیا۔!!

"بھابھی وہ مجھے آپ سے ایک ریکویسٹ کرنی تھی" اس نے آہستہ سے کہا تو انعم نے حیرانی سے بھنویں اچکائیں۔!!

"ہاں ہاں بولو۔"

"بھابی آج آپ ثناء کے پاس سو جائیں پلیز۔ آج کے حادثے سے وہ ڈری ہوئی ہے تو۔۔۔۔" اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کوئے کہا تو وہ شرارت سے مسکرا دی۔!!

"اوہووو بڑی فکر ہو رہی ہے۔ ویسے میرے پیارے بھائی تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر تم نا بھی کہتے تو بھی میں اسی کے پاس سونے والی تھی۔"

"تھینک یو بھابی تھینک یو سوچ" اسنے زرا سا جھک کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہا تو وہ ہنس دی۔!!

"او کے گڈ نائٹ"

اسکے جانے کے بعد وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔!!

EP 29

وہ کمرے میں پہنچی تو صارم بیڈ کراون سے ٹیک لگائے عمر کو گود میں لیتے بیٹھا تھا۔ اسنے آہستہ سے عمر کو اپنی گود میں لیا اور ادھر ہی بیٹھ گئی۔!!

"صارم"

"ہوں"

"کیا ہوا آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" وہ فکر مندی سے اسکے ماتھے کو چھو کے بولی تو وہ ہنس دیا۔!!

"یار جس کی وائف آپ جیسی ہو اسے بھلا کچھ ہو سکتا ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کے شرارت سے بولا لیکن وہ پھر بھی مطمئن نا ہوئی۔!!

"صارم میں سیر نہیں ہوں۔" وہ خفگی سے بولی۔!!

"تو میری جان میں آپکو کونسا جوک سنا رہا ہوں۔" وہ اسکے بالوں کی لٹ کو کھینچتا ہوا پھر شرارت سے بولا تو اسنے خفگی سے اسے دیکھا۔!!

"یار کیا ہو آپ۔ کوئی چیز آپ سے خفی نہیں رہ سکتی۔" اب کی بار وہ منہ بنا کے بولا تو وہ مسکرا دی۔!!

"چلیں اب بتائیں جلدی سے۔" اسنے اسے بچوں کی طرح پچکارا تو وہ ہنس دیا۔ اسنے اپنی شریک حیات کو دیکھا جو بن کہے بھی سمجھ جاتی تھی۔!!

"یار انعم اصل میں میں سائم اور عالیہ کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔۔۔ مجھے عالیہ کی زیادہ ٹینشن ہے۔ یار اتنی چھوٹی سی تھی جب وہ میرے آگے پیچھے گھومتی تھی۔ اور میں گھر آؤں تو جب تک مجھے میری گڑیا نظر نہ آئے تو مجھے تو سکون نہیں ملتا اب سوچ رہا ہوں کیا کروں گا جب وہ چلی جائے گی۔" وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے آنکھیں موند کے بولا۔ انعم نے اسکی طرف دیکھا پھر عمر کو سائیڈ پہ لٹا کے اسکے پاس آئی اور اسکے کندھے سے سر ٹکا دیا۔!!

"صارم آپکی بات ہوئی ہے شاہ زین سے؟؟" وہ اسکے سینے پہ ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی تو اسنے اسکے گرد بازو کا حصار باندھ کے گال اسکے سر پر ٹکا دیا۔!!

"نہیں یار کمال انکل سے میری بات ہوئی تھی۔ وہ بتا رہے تھے کہ شاہ زین رخصتی کے لیے اصرار کر رہا تھا اور انہوں نے منع کر دیا تھا تو اسنے انہی کی ضد میں ایسا کیا ہے۔ وہ اب رخصتی کے لیے بول رہے ہیں تو میں نے بھی ہاں بول دیا ہے۔ ویسے بھی کوئی مضائقہ بھی نہیں کیوں کے کل کو بھی تو رخصتی کرنی ہے نا۔ پر یار میں بہت اداس ہوں جب سے انکل نے بولا ہے۔" اسکے بولنے پر انعم نے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔!!

"صارم آپکو تو خوش ہونا چاہیے کہ ہماری عالیہ اتنی اچھی فیملی میں جا رہی ہیں۔ سب اس سے اتنا پیار کرتے ہیں۔ اور ہم ایک کام کیا کریں گے جب ہمارا دل کیا کرے گا ہم اسکے پاس چلے جایا کریں گے یا اسے ادھر بلا لیا کریں گے۔ اس لیے آپ سیڈنا ہوں بس اسکے اچھے نصیب کی دعا کریں۔"

اسنے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کے اسکے بال سنوارتے ہوئے کہا تو صارم نے پیار سے اسکی طرف دیکھا۔۔ کتنے آرام سے وہ اسکی ہر پریشانی دور کر رہی تھی۔۔!!

"انعم آپ اتنی اچھی کیوں ہیں؟" اسنے اسکے کندھوں سے پکڑ کے تقریباً جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو اسکے اس انداز سے وہ کھکھلا کے ہنس دی۔۔!!

"کیونکہ میں صارم حسن کی وائف ہوں۔" وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی۔۔!!

"ویسے صارم ایک بات پوچھوں؟" وہ اسکی شرٹ کے بٹن پہ انگلی پھیرتی ہوئی بولی۔۔!!

"کیا اب بھی اجازت کی ضرورت ہے؟" وہ بھی اسی انداز میں بولا تو اسنے مسکرا کے نفی میں سر ہلایا۔۔!!

"وہ نا۔۔ مجھے آپ کے غصے سے بہت ڈر لگتا ہے۔" وہ ڈرتے ڈرتے اسے دیکھ کے بولی۔ صارم نے ابرو اچکا کے اسے دیکھا۔۔!!

"لیکن یار جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے تو کبھی آپ پہ غصہ نہیں کیا۔" وہ اسکا گال سہلاتا ہوا بولا۔۔۔!!

"ہاں نا۔ مجھ پہ نہیں کیا لیکن کل سائمن بتا رہا تھا کہ آپ ڈیوٹی پہ کیسے کر منلز کو ٹریٹ کرتے ہیں۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ آپ اتنے جلاد ٹائپ بھی ہو سکتے ہیں۔ اففف" اسنے جس انداز سے جھر جھری لے کر کہا سائمن ہنس دیا۔۔۔!!

"یہ سائمن کو تو میں کل پوچھوں گا۔ کتنی دفعہ کہا ہے کہ ڈیوٹی سے ریلیفڈ باتیں گھر نہیں کرتے لیکن اسکی جان کو سکون نہیں۔ اور میری جان اگر میں بقول آپ کے جلاد ٹائپ نا ہوتا نا تو پھر میجر بننا تو دور کی بات وہ مجھے آرمی میں لیتے ہی نا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔!!

"صارم" وہ اسکے گلے میں بازو جمائل کر کے آہستہ سے بولی۔۔!!

"جی صارم کی جان" وہ بھی اسی انداز میں بولا۔۔!!

"Anam loves you alot"

وہ جلدی سے بول کے اٹھ گئی۔ صارم تو صحیح معنوں میں ہیران رہ گیا تھا کیونکہ آج پہلی دفعہ اسے خود اس سے اظہار کیا تھا اسے جلدی سے اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔۔!!

"ارے ارے میڈم کہاں جا رہی ہیں آپ اب یار ہمارا جواب بھی تو سنیں۔" اسنے جس طرح اسے کھنچا تھا وہ سیدھا اسکے پہلو میں گری تھی۔۔!!

"وہ کل سنوں گی لیکن ابھی جانے دیں۔" وہ اسکے اوپر جھکنے لگا تو وہ جلدی سے بولی۔۔!!

"کیوں اس ٹائم کہاں جانا ہے آپکو؟" اسنے حیرانی سے پوچھا۔۔!!

"وہ ثناء اکیلی ہے نا۔ تو اسی کے پاس جانا ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کے بولی تو وہ گہری سانس لے کے پیچھے ہوا۔۔!!

"اوکے آپ جائیں لیکن میرا بیٹا اپنے بابا کے پاس ہی سوئے گا۔" اسنے سوتے ہوئے عمر کی پیشانی چومی۔۔!!

"سوچ لیں صارم اگر اسنے تنگ کیا تو میں لینے نہیں آؤں گی۔" وہ کھڑی ہو کے انگلی سے گویا دھمکا کے بولی۔۔!!

"جی نہیں میرا بیٹا آپکی طرح تھوڑی ہے۔" اسنے ہنستے ہوئے شرارت سے آنکھ دبائی۔!!

"کیا ااا میں نے آپکو کب تنگ کیا؟" اس بیچاری کو تو گویا شاک لگا تھا اسکی اس بات سے۔۔!!

"ہاں تو یار میں تو چاہتا ہوں کہ آپ مجھے تنگ کریں لیکن آپ بھی نا بہت ہی بور ہیں۔"

"افف خدایا! آپ بھی نا" اسنے جنھجھلا کے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔!!

"لائٹ آف کر کے جائیے گا۔" اسنے اسے زچ کرنے کے کیئے پھر ہانک لگادی تو اس بار وہ مسکرا دی پھر لائٹ آف کر کے کمرے سے باہر چل دی۔!!

EP 30

جس ٹائم اسکی آنکھ کھولی کھڑکی سے ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں آرہی تھی۔ اسنے اپنے پہلو میں اسے دیکھا جو ہر چیز سے بے خبر اسکے بازو پہ سر رکھے سو رہی تھی۔ کالی لمبی ریشمی زلفیں تکیے پر بکھری ہوئیں تھیں۔!!

وہ کچھ دیر اسکے حسین چہرے کو دیکھتا رہا پھر گہری سانس لے کے ہاتھ بڑھا کے سائیڈ ٹیبل دے
موبائل اٹھا کے ٹائم چیک کیا۔!!

"سات بج رہے تھے وہ ایک دم حیران ہوا۔!!

"آج میں اتنی دیر سے کیسے اٹھا۔" اسنے آہستہ سے اسکا سر تکیے پہ رکھا پھر تھوڑا سا جھک کر اسکی
پیشانی چومی۔ لیکن وہ گہری نیند میں تھی۔!!

اسنے بیڈ سے اتر کر سلپر پہنے اور پھر بیگ میں سے اپنی ایک جینز اور شرٹ نکال کے واش روم میں
گھس گیا۔!!

دس منٹ تک وہ فریش ہو چکا تھا۔ بلیک جینز اور ڈارک براؤن شرٹ پہنے۔ گیلے بال ماتے پہ گر رہے
تھے۔ وہ ٹاول سے بال خشک کرتا ڈریسنگ ٹیبل تک آیا۔ بالوں کو نفاست سے سیٹ کر کے اسنے
ڈریسنگ ٹیبل سے رسٹ واچ پکڑ کے بائیں کلائی پی پہنی اور پھر اسے دیکھا جو ابھی تک سو رہی تھی
!!۔

"عالیہ اٹھ جاو۔ سات بج رہے ہیں آج پہلے ہی کافی لیٹ اٹھا ہوں میں۔" اسنے بیڈ پہ بیٹھ کر اس پر
سے بلینکٹ ہٹایا۔ وہ بے چارا اسے سات بجے اٹھا رہا تھا۔ لیکن اسے کیا پتا تھا کہ سات بجے تو عالیہ

اٹھنے سے رہی۔ کیونکہ اسکے لیے سات بھی آدھی رات کے برابر تھے۔ اور چھٹی کے دن وہ کم از کم بھی گیارہ بجے اٹھتی تھی۔!!

اسکے بلانے پر بھی وہ سوئی رہی تو اسنے اسے کندھوں سے پکڑ کے بٹھا دیا۔!!

وہ ابھی بھی غنودگی میں ہی تھی۔!!

"بھیا اٹھ جاتی ہوں۔ ابھی سونے دیں بہت نیند آ رہی ہے۔" وہ آہستہ سے اسے بولی اور اسی کے سینے پہ سر رکھ کے سو گئی۔ اور شاہ زین اسے تو جھٹکا لگا تھا اسکے بھیا کہنے پہ۔!!

"میں تمہارا بھیا نہیں ہوں پاگل لڑکی۔ شاہ زین ہوں" اسنے اسے کندھوں سے پکڑ کے سیدھا کیا۔ اس بیچاری نے آہستہ سے آنکھیں کھولی اسے دیکھا پھر اسکے کندھے پہ سر رکھ کر سو گئی۔!!

"پاگل لڑکی۔ تمہیں تو میں آ کے بتاتا ہوں۔" اسنے اسے دوبارہ لٹا کے اس پہ بلینٹ درست کیا اور پھر اٹھ کے اپنی جیکٹ پہنی اور دروازہ لاک کر کے چلا گیا۔!!

وہ چار بجے اٹھنے کا عادی تھا۔ اور آج وہ سات بجے اٹھا تھا تو ایسے لگ رہا تھا جیسے آدھا دن گزار کے اٹھا ہو۔!!

برفباری رک چکی تھی۔ لیکن موسم حد سے زیادہ سرد ہو رہا تھا۔ اسے تو اتنا محسوس نہیں ہو رہا تھا کیونکہ انکی ٹریننگ بہت سخت ہوتی ہے۔ انہیں برفباری میں بھی ٹھنڈے پانی میں رہنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کی کبھی اگر ایسا وقت آئے تو وہ سروائیو کر پائیں۔!!

وہ چلتا چلتا ریسپشن پر پہنچا اور صارم اور کمال پاشا صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ اسکی قسمت اچھی تھی کی اسکا ان دونوں سے رابطہ ہو گیا۔ صارم نے تو اسے عالیہ کا بہت دھیان رکھنے کے نصیحت کی اور ایک دو دن تک واپس آنے کا بولا۔ لیکن کمال پاشا صاحب نے تو اسکی ایسی کلاس لگائی کہ وہ چکرا کہ رہ گیا۔ لیکن وہ ان سے بات کرتے سارا ٹائم ایسے مسخراتا رہا جیسے ہی اسکی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہوں۔!!

ان سے صلواتیں وغیرہ سننے کے بعد اسنے کسی کو کال ملائی۔!!

"کیا ہوا کام ہو گیا۔؟؟" کال ریسپو کرنے والے نے اسکی آواز پہچانتے ہی پوچھا۔!!

"نہیں آج رات ہو جائے گا۔ پھر میں تم سے خود رابطہ کر کے ساری تفصیل بتا دوں گا۔" اسنے آہستہ آواز میں محتاط انداز سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔!!

اب اسے ایک کام کرنا تھا عالیہ کے لئے کوئی کپڑے وغیرہ لینے تھے کیونکہ کل جس طرح وہ اسے لے کے آیا تھا وہ اپنا ایک بھی ڈریس نہیں لے کے آ پائی تھی۔!!

کافی کوششوں کے بعد آخر ایک کپڑے والی دکان مل ہی گئی تھی اسے۔ وہاں صرف مقامی طرز کے ہی لباس تھے۔ اسنے اس کے لئے ایک سوٹ پسند کیا اور ساتھ میں چوڑیاں اور جیولری وغیرہ بھی لی۔ کیونکہ یہ کپڑے دیکھ کے اسے اب تجسس ہو رہا تھا کہ وہ ان کپڑوں میں کیسی لگے ہی۔ وہ تصور ہی تصور میں اسے دیکھ دیکھ کے مسکرایا۔!!

وہاں سے اسکے ڈریس لے کر وہ واپس ریسٹ ہاوس میں آیا۔ کمرے میں اینٹر ہونے کے بعد اسے دیکھا جو ابھی تک ویسے ہی کمبل میں پڑی سو رہی تھی۔ اسے غصہ آیا۔ مطلب ایسی بھی کیا نیند ہوئی کے بندے کو زمانے کی ہی خبر نہ رہے۔!!

وہ جلدی سے بیڈ تک آیا اور بلینکٹ ہٹا کہ اسکا بازو پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے سامنے زمین پہ کھڑا کیا۔ عالیہ ہڑبڑا کے اٹھی۔ وہ تو اس افتاد پہ ہی بوکھلا گئی تھی۔ اس بیچاری کو تو سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ ہوا کیا ہے۔ اسنے سامنے نظر اٹھا کے اسے دیکھا جو غیض و غضب کی تصویر بنا کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔!!

"اللہ لڑکی کیا مردوں سے شرط لگا کے سوتی ہو۔ کب سے تمہیں اٹھا رہا ہوں لیکن تم ہو کے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ ٹائم دیکھو ساڑھے آٹھ بج گئے ہیں۔" اسنے اسکی نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھ کے سنجیدگی سے کہا۔!!

"افف بس ساڑھے آٹھ۔ جس طرح آپ نے مجھے جگایا ہے میں سمجھے شام کے چار بج گئے ہیں۔" وہ اس سے اپنے اپنے آپ کو چھڑاتی ناراضگی سے بولی۔!!

"کیا! تمہارے لئے۔ یہ یہ بس ساڑھے آٹھ ہیں۔ خدا کا خوف کرو لڑکی آدھا دن گزر گیا ہے اور تم تم کہہ رہی ہو ابھی کیوں جگایا۔ چکو اب جلدی سے فریش ہو کے آؤ میں ناشتا منگواتا ہوں۔" وہ اسے باتھ روم میں دھکیلتے ہوئے بولا۔ پھر دروازہ بند کر کے بیڈ پہ آ کے بیٹھا۔ اسکا دل کر رہا تھا کہ اسکی عقل پہ ماتم کرے۔ جو اب تک سو رہی تھی۔!!

وہ واش روم میں کھڑی ابھی تک گنگ تھی۔!!

"اف اللہ جی کیا صارم بھیا سائیم بھیا کم تھے جو آپ نے مجھے شوہر بھی فوجی ہی دیا۔" اسنے دل ہی دل میں کڑ کے سوچا۔!!

"اب تو مل گیا ہے ناشوہر فوجی تو اسی پہ گزارا کرو۔" وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب باہر سے شاہ زین کی آواز آئی۔ اسکی آواز پہ وہ ایک دم بوکھلا گئی۔۔۔!!

"اللہ جی کیا ہے یہ شخص۔" اسنے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کے سوچا۔

31

شاہ زین نے ناشتہ کمرے میں ہی منگوا لیا تھا۔ اب وہ اسکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ واش روم سے نکلی تو اسکا چہرہ بھیگا کوا تھا۔ وہ ابھی تک کل والی بلیک شلوار قمیض میں ہی ملبوس تھی۔۔۔!!

اسنے آگے بڑھ کر بیڈ کراون سے دوپٹہ اٹھا کے شانوں پہ پھیلایا اور پھر بالوں کو ویسے ہی بل دے کے جوڑے کی شکل میں باندھا۔ اس سارے منظر میں شاہ زین کی نظر اسی پہ ہی تھی لیکن وہ تو نا جانے کدھر گم تھی۔۔۔!!

"آؤ پہلے جلدی سے ناشتہ کر لو۔ بعد میں چینیج کر لینا۔" وہ موبائل سائیڈ پہ رکھ کے سیدھا ہو کے بیٹھا اور اسے بھی آنے کو کہا۔۔۔!!

(ہاں بول تو ایسے رہے ہیں جیسے میں اپنی وارڈروب لے کے آئی ہوں۔ چینیج کر لینا) اسنے آنکھیں گھما کے سوچا۔۔۔!!

"یار وارڈروب نہیں لے کے آئی ہو تم۔ لیکن میں تمہارے لیے صبح ڈریس لایا ہوں۔ اب اپنے ننھے سے زہن پہ زیادہ زور مت ڈالو اور ادھر آ کے ناشتہ کرو۔"

شاہ زین تو جیسے اب اسکی سوچ بھی پڑھ لیتا تھا۔ اسنے بے حد حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔ وہ بھی مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔!!

"نن نہیں تو میں تو ایسا کچھ بھی نہیں سوچ رہی تھی۔" بوکھلاہٹ میں ہی سہی لیکن سچ اسکے منہ سے نکل ہی گیا تھا۔ اور اسکی اس بات پہ شاہ زین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔!!

"اففف" عالیہ نے خود کو ہی صلواتیں سنائیں۔!!

"چلو پہلے ناشتہ کر لو باقی باتیں بعد میں کرتے ہیں۔" وہ کھانے کی ٹرے کھسکاتا ہوا بولا۔!!

دس منٹ کے اندر اندر وہ ناشتہ کر چکے تھے۔ شاہ زین نے اسکی ڈریس والا بیگ اسے تھمایا۔!!

"یہ کیا ہے؟" اسنے بیگ تھامتے سوالیہ نظروں سے اسے پوچھا۔!!

"یار کل اتنی جلدی میں آئے تھے کہ تمہارے کپڑے لانے کا خیال ہی نہیں رہا اسی لیے صبح صبح اتنا ڈھونڈ کے میں یہ ڈریس تمہارے لیے لایا ہوں۔ اب جلدی سے پہن کے آؤ اور مجھے دکھاؤ۔" وہ اسے تفصیل بتاتا دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھتا نیم دراز ہو گیا۔ تو وہ بھی کندھے اچکا کر واش روم میں گھس گئی۔!!

انعم کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی جب وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اندر داخل ہوا۔!!

"اسلام و علیکم بھابھی!" اس نے ڈیسینسر سے پانی نکالتے ہوئے اسے سلام کیا۔ اس نے بھی سر ہلا کے جواب دیا۔!!

"ہاں جی میرے پیارے سے بھائی آج کیسے اتنی جلدی اٹھ گئے؟ جہاں تک مجھے یاد ہے آپ چھٹی والے دن بارہ بجے سے پہلے تو اٹھتے نہیں۔" انعم پراٹھاڑے میں رکھتی ہوئی مسکراہٹ دبا کے بولی تو وہ ہنس دیا۔!!

"ہاہا بھابھی آپ کے جو شوہر صاحب ہیں نا بہت ہی ظالم ہیں۔ اتنی نیند آرہی تھی مجھے اور انہوں نے اتنی صبح جگا دیا۔" وہ ڈائینگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کے بیٹھتا ہوا شرارت سے بولا۔!!

"خبردار! میرے شوہر تو نہیں ظالم وہ تو اتنے پولائٹ ہیں۔" انعم اسے مصنوعی غصے سے آنکھیں دکھا کے بولی تو اسنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے گویا سرینڈر کیا۔!!

"اوو اوو کے اوو کے ے ے بھا بھی ڈرائیں تو نہیں نا" وہ ایسے بولا تھا جیسے سچ میں اس سے ڈر گیا ہو۔ انعم اسکے ایسے کرنے پر ہنس پڑی تو وہ بھی مسکرا دیا۔!!

"بھا بھی عمر کدھر ہے؟" اسنے کانٹے اور چھری سے آملیٹ سے انصاف کرتے کوئے کہا جو انعم ابھی رکھ کے گئی تھی۔!!

"عمر عالیہ کے روم میں ثناء کے پاس سویا ہوا ہے۔" وہ جانتی تھی وہ کس کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے اس لیے اسی کے بارے میں بھی بتایا۔!!

"اوو" اسنے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔!!

"ویسے بھا بھی موسم کے حالات کیسے تھے ادھر۔" اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔ اور پانی کا گلاس پکڑ کے اٹھ کے اسی کے پاس کاؤنٹر پہ آ کے کھڑا ہوا۔!!

"حال کل تک تو بہت خراب تھے۔ سائمن ویسے تم نے اس کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔ وہ پہلے ہی اتنی اسپیت تھی اور اوپر سے تم نے اسے اتنی بری طرح سے ڈانٹ دیا تھا۔ کافی دیر تک وہ روتی رہی تھی میں نے بہت مشکل سے اسے چپ کروایا تھا۔ وہ تو اتنی سٹرانگ گرل تھی۔ میری جب بھی اس سے بات ہوئی تو کبھی مجھے نہیں لگا وہ ایسا کچھ فیس کر رہی ہے۔ لیکن اب وہ بری طرح ٹوٹی ہے۔ اپنوں کے رویوں نے اسے توڑ دیا ہے۔ اس لیے تم سے ریکویسٹ کر رہی ہوں کہ پلیز اب اسے ڈانٹنا مت۔ کچھ ٹائم تو لگے گا نا سنبھلنے میں۔" انعم نے اسے رسائیت سے سمجھاتے ہوئے کہا تو اسے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر گہری سانس لے کے خود کو کمپوز کیا۔!!

"ہممم بھابھی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ مجھے غصہ آ گیا تھا لیکن آئندہ دھیان رکھوں گا۔ اب میں زرا بھیا کی عدالت میں خاضری لگوا آؤں۔ یہ نا ہوں کہ وقت سے پہلے ہی سزائے موت کا آرڈر آ جائے۔"

وہ پھر اسے تنگ کرنے سے بعض نہیں آیا تھا۔ اسے پتا تھا کہ ماندہ کے سامنے اگر صارم کو کچھ بولو تو انعم چڑتی تھی اور ابھی بھی یہ ہی کوا تھا۔!!

"سائمنم پیٹو گے اب تم مجھ سے "اسنے انگلی اٹھا کے اسے دھمکی دی۔!!

"ہاہا سوری بھابھی۔" وہ دونوں کانوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوتا ہوا بولا۔!!

"ویسے بھابھی مجھے نہیں تھا پتا آپ بھیا سے اتنا پیار کرتی ہیں۔" جاتے جاتے وہ پھر مڑ کے شرارت سے بولا تو انعم جھینپ گئی۔ اور اسی جھینپ کو مٹانے کے لیے اسے آنکھیں دکھائیں۔!!

"میں ابھی صارم کو جا کے بتاتی ہوں۔" اسنے اسے دھمکاتے ہوئے ساتھ ہی باہر کی طرف قدم اٹھائے تو وہ ہڑبڑا گیا۔!!

"نونو بھابھی میں مزاق کر رہا تھا یار۔ پلیز بھیا کو نا بتائیے گا ورنہ جان لے لیں گے میری۔" وہ جلدی سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوا بولا۔ انعم دروازے کے طرف دیکھ کے مسکراہٹ دبا رہی تھی۔!!

"کیا چھپایا جا رہا ہے مجھ سے؟" سائم کے پشت دروازے کی جانب تھی اس لیے اسے نہیں تھا پتا کہ صارم کب سے دروازے میں کھڑا ہے۔ اسکی آواز سن کے وہ کرنٹ کھا کے مڑا۔!!

"کک کک کچھ نہیں بھیا۔ کچھ بھی تو نہیں۔ کیوں بھابھی۔" وہ ہکلا یا اور جلدی سے وضاحت پیش کرنے لگا۔ ہائم چلتا ہوا ڈائینگ ٹیبل تک آیا اور کرسی گھسیٹ کے بیٹھ گیا۔!!

"کچھ بھی کیوں نہیں سائم۔ ابھی تم مجھے کیا بول رہے تھے وہ بتاؤ نا۔" اب انعم کو موقع ملا تھا اسکی کلاس لگانے کا۔ وہ اسے دیکھ کے شرارت سے بولی۔ وہ بے چارا تو بول کے پچھتا رہا تھا۔!!

"سائمن سیدھی طرح بات کیا کرو۔ کیوں بات کو گھما رہے ہو۔" سائمن کی گھمبیر آواز کچن میں گھونجی۔!!

"چل سائمن تیاری پکڑ لے لگتا ہے تیرا وقت آگیا ہے۔" وہ دل ہی دل میں بولا۔!!

"بھیا وہ وہ میں بھا بھی کو کہہ رہا تھا کہ میں عمر کو اپنے ساتھ باہر لے جاؤں۔"

بات وہ صارم سے کر رہا تھا لیکن التجائیہ نظریں انعم پر مرکوز تھیں جو صارم کے دائیں جانب والی چیر پہ بیٹھی اسے دیکھ کے ہی مسکرا رہی تھی۔ اسے پتا تھا اب اس آفت سے اسے بس انعم ہی بچا سکتی تھی۔ صارم نے اسکی بات سن کے اسکی طرف دیکھا۔!!

"ہاں ے تو اس میں اتنا گھبرانے والی کون سی بات ہے۔" سائمن نے نارمل انداز میں چائے کا کپ پکڑتے کوئے کہا۔!!

"ہاں نا صارم۔ میں بھی تو اسے یہ ہی بول رہی تھی۔ لیکن یہ بلاوجہ ہی آپ سے ڈر رہا تھا۔" انعم آج پکا اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ صارم نے اسکی طرف دیکھا۔ اس ٹائم اسے وہ بالکل معصوم سا بچہ لگا جو جانے کس بات پہ ڈرا ہوا تھا۔!!

وہ اپنا کپ رکھ کے ڈائینگ ٹیبل سے کھڑا ہوا اور چل کے اسکے پاس آیا۔ اسکی گردن کی ہڈی ڈوب کے ابھری تھی۔!!

"سائمن کیا ہوا ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" اسنے فکر مندی سے اسکا ماتھا چھوا۔ سائمن ساری ٹینشن بھول کے مسکرا دیا۔ یہ وہی بھائی تھا جنہوں نے اسے ہمیشہ اپنی اولاد سمجھ کے رکھا تھا۔ یا شاید اولاد سے بھی زیادہ پیار محبت دیا تھا۔!!

"آئی لو یو بھیا۔" وہ اسکے گلے لگ کے آنکھیں بند کر کے ویسے ہی بولا جیسے بچپن میں بولتا تھا۔ سائمن نے بھی اسکی پشت تھپتھپائی۔!!

"بھیا کی جان بھیا لو یو ٹو۔ تم یہ بتاؤ کسی بات کی ٹینشن ہے یا کچھ ہوا ہے جو اتنے ٹینس نظر آ رہے ہو۔"

"نہیں بھیا کچھ نہیں ہوا۔ بھلا آپ جیسے بھائی کے ہوتے مجھے کوئی ٹینشن ہو سکتی ہے۔" وہ گہری سانس لے کے اس سے الگ ہوا اور مسکرا کے کہا۔!!

"پکانا" وہ ابھی بھی مشکوک تھا۔ اسنے ابرو اچکا کے پوچھا تو وہ ہنس دیا۔!!

"جی بھیا پکا۔ اب آپ ناشتہ کریں میں آتا ہوں۔" وہ ایک دفعہ پھر اسکے گلے لگا اور پھر کچن سے باہر چلا گیا۔!!

"افف یہ سائمن بھی نا کبھی کبھی ایسے ری ایکٹ کرتا ہے جیسے پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔" وہ دوبارہ کرسی گھسیٹ کے بیٹھتا ہوا بولا تو انعم ہنس دی۔!!

"آپکو بڑی ہنسی آرہی ہے؟" اسنے ابرو اچکا کے اسے دیکھا۔!!

"ہاں میں دیکھ رہی تھی ابھی سائمن بالکل بچہ لگ رہا تھا آپ کے گلے لگا ہوا۔" اسنے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کے کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔!!

"کتنا بھی بڑا ہو جائے لیکن میرے لیے تو وہ چھوٹا سا بچہ ہی رہے گا نا۔"

"ہمم بالکل۔ چلیں اب آپ ناشتہ کریں پھر میں عمر کو اور ثناء کو بھی دیکھوں۔" وہ اٹھتی ہوئی بولی تو اسنے اسکا ہاتھ پکڑ کے روکا۔!!

"کیا ہوا؟ کچھ چاہیئے کیا آپکو؟" وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ کے بولی۔!!

"مجھے کچھ نہیں چاہیے بلکہ مجھے آپکو کچھ دینا ہے۔"

"کیا؟" اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"آپکی کل والی بات کا جواب" وہ مسکراہٹ دبائے آہستہ سے بولا تو اسنے گھور کے اسے دیکھا۔!!

"جی نہیں مجھے ضرورت نہیں ہے۔" وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتی ہوئی بولی۔ تو اسنے ابرو اچکا کے اسے دیکھا۔!!

"کیوں جی۔ کیوں ضرورت نہیں ہے؟"

"کیونکہ مجھے پتا ہے آپ صرف میرے ہیں۔" اسنے اسے اسی لہجے میں وہی بات کہی جو انکی شادی کی رات کہی تھی تو وہ ہنس دیا۔!!

"اووو یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔" وہ اسے دیکھ کے شرارت سے بولا تو اسنے اسے مصنوعی غصے سے دیکھا۔!!

" صار منم " وہ روہانسی ہوئی۔۔!!

" ہا ہا شکل دیکھیں اپنی ایسے لگ رہا ہے ابھی رونا شروع کر دیں گی۔ یار مزاق کر رہا تھا بھلا یہ بات بھی بھول سکتا ہوں۔ " اسنے اٹھ کے اسکی پیشانی چومی تو وہ طمانیت سے مسکرا دی۔۔!!

" یہ ہوئی نا بات۔ چلیں اب میں جا رہی ہوں ایک تو آپ باتوں میں لگا دیتے ہیں مجھے۔ " وہ جاتے ہوئے بھی اسے ہی الزام دے کے گئی تو وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔۔!!

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسنے اسے اپنی تمام تر محبتوں کا امین بنایا تھا تو اسنے بھی اسکا پاس رکھا تھا۔ دو سال ہونے والے تھے انکی شادی کو لیکن اسنے کبھی بھی صارم سے کسی قسم کی شکایت کسی بارے میں بھی نہیں کی تھی۔ نا ہی کبھی لڑائی جھگڑا کیا تھا۔ وہ ہمیشہ اسکی عزت اسکا احترام کرتی تھی۔ نا صرف اسکا بلکی اس سے جڑے ہر رشتے کا بھی اسنے ہمیشہ احترام ہی کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں نا ہمسفر اچھا ہو تو زندگی اگر جہنم بھی ہو تو جنت لگتی ہے۔ اور اگر ہمسفر ہی برا ہو تو زندگی جنت بھی ہو تو جہنم ہی لگتی ہے۔ اور اس معاملے میں وہ بہت لکی رہا تھا۔ اس لیے خدا کا جتنا بھی شکر کرتا کم تھا۔۔۔

شاہ زین بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا جب وہ پری وش اسکے سامنے آئی۔ اسنے نظر اٹھا کے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔!!

اسے جہاں تک یاد پڑتا تھا اسنے کبھی بھی اتنا حسن نہیں دیکھا تھا۔!!
وہ اسکے لائے گئے ڈریس میں تھی۔ گرین کلر کی مقامی طرز کی پیروں تک آتی گھیر دار فراک ، جس پہ مختلف رنگوں کی کڑھائی کا کام ہوا تھا۔ بازو اسکے آگے سے کھلے تھے۔ ٹراؤزر بلیک کلر کا تھا۔ وہ دوپٹہ کندھوں پر پھیلا کے اسے سیٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ سیٹ ہو کے ہی نہیں دے رہا تھا کیونکہ وہ دوپٹہ چادر جتنا بڑا تھا اور اس دوپٹے پہ فل کڑھائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ کافی ہیوی تھا اور بار بار ڈھلک جاتا تھا۔ کھلے بالوں میں سے کچھ دائیں کندھے پر جھول رہے تھے۔!!
وہ آہستہ سے اٹھا اور اسکے سامنے جا کے کھڑا کو گیا۔ وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔!!

"BEAUTIFUL"

اسے دیکھ کر یہ لفظ بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا تھا۔!!

اسنے اسے کندھوں سے پکڑا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لے کے گیا۔ اور خود اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔!!

"یار وہ جو اسکے ساتھ جیولری وغیرہ تھی وہ بھی تو پہننی تھی نا۔" اسنے اسکے رخسار پہ جھول رہی آوارہ لٹ کو دائیں ہاتھ سے پیچھے کیا۔!!

"وہ وہ میں نے پہلے کبھی اتنی جیولری نہیں پہنی تو بس اس لیے۔۔۔۔۔" وہ اسکی نظروں سے بے حد کنفیوز ہو رہی تھی اس لیے نظریں جھکائے بس اتنا ہی بول پائی۔!!

"میری جان اب ایسے بہت سے کام کرنا پڑیں گے جو پہلے نہیں کیے تو کیوں نا آغاز اسی سے کریں۔" اسنے اسکے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا اور اسکے کندھے پہ تھوڑی ٹکا کے ذومعنی انداز میں بولا تو اسکا دل دھڑک اٹھا۔ وہ ہمیشہ ہی اسکی قربت میں سہم جاتی تھی۔ اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔!!

اسنے اسکے بال پکڑ کے کندھے سے پیچھے کیئے پھر ڈریسنگ ٹیبل سے ایر رنگ پکڑ کے اسکے کان میں پہنایا۔ پھر اسی طرح دوسرے کان میں پہننا کے سامنے آئینے میں اسکا عکس دیکھا۔!!

"اب یہ کیا بلا ہے یار؟" اسنے چاندی کی بھاری سی ماتھا پٹی کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ہونقوں کی طرح کہا تو عالیہ کو ہنسی آگئی لیکن وہ رخ موڑ کے چھپا گئی۔!!

"زیادہ ہنسو نہیں۔۔ دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں جو شاہ زین کمال پاشا نا کر سکے۔" اسنے اسے ہنستے دیکھ لیا تھا اس لئے قدرے خفگی سے بولا تو اسنے کندھے اچکا دیئے۔ جیسے کہتی ہو دیکھ لیتے ہیں۔ وہ پنز کی مدد سے ماتھا پٹی اسکے بالوں اور ماتھے پہ ٹکانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن وہ کبھی ایک سائیڈ سے اتر جاتی اور کبھی دوسری سائیڈ سے۔!!

"اففف یار اتنی مشقت تو تب بھی نہیں کرنی پڑی جب اکیڈمی میں رگڑا لگتا تھا۔ مان گیا ہوں یہ واقعی میرے بس کی بات نہیں۔" وہ بیچارا بھی تنگ آ گیا تھا۔ پیچھے ہٹ کے کمر پہ ہاتھ رکھ کے گہری سانس لے کے جیسے پتا نہیں کوئی پہاڑ سر کر کے آیا ہو۔ اس دفعہ وہ اپنی ہنسی کنٹرول نا کر پائی اور زور سے ہنس دی۔ وہ ہنستی جا رہی تھی۔ اور شاہ زین بے خود ہو کے اسے دیکھے گیا۔!!

ہنستے ہنستے اسکی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا۔ اسنے شاہ زین کی طرف دیکھا تو اسکی ہنسی کو بریک لگا۔!!

"لیکن تم فکر مت کرو۔ مجھے خود پہ اور اپنے جزیبوں پہ کنٹرول ہے۔ ایہ بندشیں ابھی نہیں توڑوں گا۔ لیکن عالیہ میری ایک بات یاد رکھنا۔ یہ بندشیں صرف اس وقت تک ہیں جس وقت تک تم مکمل طور پر میری دسترس میں نہیں آ جاتی۔ جس دن تم میری دسترس میں آئی اس دن میں تمہارے کسی بھی بے جا احتجاج کو اہمیت نہیں دوں گا۔ یہ بات اپنے دل اور دماغ میں اچھی طرح بٹھا لینا۔ سمجھ میں آئی میری بات۔" وہ جانتا تھا وہ کیا بولنے والی ہے اسی لئے اسکی بات کاٹ کے سنجیدگی سے بولا تھا۔

عالیہ نے نظر اٹھا کے آئینے میں اپنے عکس کے پیچھے نظر آتے اسکے عکس کو دیکھا پھر گہری سانس بھر کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔!!

"گڈ گرل" وہ ہکلا سا مسکرایا اور پھر اسکے سر سے سر ٹکرا کر اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔!!

"شاہ" اسنے ہولے سے پکارا۔!!

"ہاں بولو" وہ سیدھا ہو کے کھڑا ہوا۔!!

"مجھے سنو فال دیکھنے ہے۔ کل سے اس کمرے میں رہ رہ کے میں تھک گئی ہوں۔" اسنے دانستاً بات بدلی تو وہ مسکرا دیا۔!!

"یار میں تمہیں اس لئے کہیں باہر لے کے نہیں گیا کیونکہ جتنی تم نازک مزاج ہو نا مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں ٹھنڈ نا لگ جائے۔" وہ اسکا گال سہلاتا ہوا بولا۔!!

"شاہ پلیز مجھے کچھ نہیں ہو گا بس ایک دفعہ باہر جاتے ہیں پھر جلدی سے واپس آ جائیں گے۔" اسنے قائل کرنے والے انداز میں کہا لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔!!

"نامیرا بچہ ضد نہیں کرتے۔ میں کہیں بھی باہر لے کے نہیں جا رہا اس لئے آرام سے بیٹھ جاؤ۔" وہ اسے بچوں کے طرح پچکارتے ہوئے مسکراہٹ دبا کے بولا تو اسنے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا۔ پھر کچھ سوچ کے مسکرائی۔!!

"شاہ ایک منٹ آپ ادھر دیکھیں۔" اسنے اسے کمرے میں مخالف سمت دیکھنے کا کہا۔!!

"کیوں ادھر کیا ہے؟؟" اسنے ایک نظر اس سمت پہ ڈالی اور پھر سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔!!

"آپ دیکھیں تو سہی اور جب تک میں نا بولوں آپ اس سمت نہیں دیکھیں گی۔" اسنے اسکا بازو پکڑ کے اسکا رخ دوسری سمت کرنے کی کوشش کی۔!!

"آرڈر دے رہی ہو مجھے؟" ابرو اچکا کے پوچھا گیا۔!!

"نہیں شاہ میں ریکویسٹ کر رہی ہوں آپ سے۔ پلیز صرف دو منٹ۔" اب کی بار وہ روہانسی ہو کے التجائیہ لہجے میں بولی تو وہ ہنس دیا۔!!

"اوکے میڈم" اسنے کہتے ہوئے دوسری سمت رخ موڑ لیا۔!!

اسنے چور نظروں سے اسکی طرف دیکھا پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر ٹیرس کے دروازے کی جانب گئی اسنے دروازے کا لاک کھولا اس سے پہلے کہ وہ ایک قدم بھی باہر رکھتی وہ واپس کمرے میں تھی اور ٹیرس کا دروازہ بھی بند ہو چکا تھا۔!!

شاہ زین دوسری طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور وہ پاگل اسکا رخ اس سمت کروا کر ہی رہے گئی جہاں پہ کھڑے ہو کے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے سے کمرے کا سارا ویو نظر آتا تھا۔ وہ اسے دبے قدموں ٹیرس کی جانب جاتے دیکھ رہا تھا۔ اسے پتا تھا وہ کیا کرنے والی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ

دروازہ کھول کے اپنے قدم باہر نکالتی وہ ایک دم سے مڑا اور اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ کر دروازہ بند کر دیا۔!!

اب وہ اسے دیکھ رہا تھا جو آنکھیں زور سے میچ کے کھڑی تھی۔!!

"ایک تو میں تمہاری اس عادت سے بہت تنگ ہوں جو ہر غلط کام کر کے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتی ہو۔ آنکھیں کھولو اور ادھر دیکھو میری طرف۔" اسنے غصے سے دانت پیستے ہوئے کیا۔!!

"نہیں آپ غصہ کریں گے۔" اسنے نفی میں سر ہلایا۔!!

"ہاہا ویری فنی اور آنکھیں بند کر کے تمہیں لگتا ہے کہ تم میرے غصے سے بچ جاو گی تو تمہیں بہت غلط لگتا ہے۔" وہ استہزائیہ لہجے میں بولا۔ عالیہ کو لگا کہ اب آنکھیں کھوکے بنا کوئی چارہ نہیں تو آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔!!

"ایم سوری شاہ۔" وہ نظریں جھکائے بھرائی آواز میں بولی۔!!

"تمہیں پتا ہے عالیہ ! تم وہ واحد ہستی ہو جو میرے منع کرنے کے باوجود غلطی کرتی ہو اور میں تمہیں معاف بھی کر دیتا ہوں۔ اگر تمہاری جگہ یہاں کوئی اور ہوتا تا تو اسے اسی برف میں دفن دیتا۔"

مناہل نے اسکی طرف دیکھا اسکے لہجے کی طرح اسکی آنکھوں میں بھی سرد تاثر تھا وہ چہرہ جھکا گئی۔ اسکا چہرہ دیکھنے والے لگ رہا تھا کی وہ اب روئی یا تب۔ شاہ زین اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ اسکے بارے میں پوزیسو بھی بہت تھا۔ وہ مسکرایا اور تھوڑا سا جھک کر اسے اپنے خصار میں لے کر اسکے بالوں پہ اپنے لب رکھ دئے۔!!

"چلو پہلے تم یہ جیکٹ پہن لو اور اچھی طرح سے چادر بھی اوڑھ لو پھو باہر چلتے ہیں۔"

"ٹیمپسیسی" وہ بے یقینی سے چلائیتو اس نے ابرو اچکاتا مطلب حد ہے مان جاو تو بے یقینی نامانو تو ناراضگی۔۔!!

"جی ہاں اور مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔ اگر جانا ہے تو جو کہا ہے جلدی سے وہ کرو۔ نہیں تو میں کہیں بھی لے کے نہیں جا رہا۔"

"نہیں نہیں بس ایک منٹ دیں۔" اس نے ماتھا پٹی اتار کے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھی پھر جلدی سے جیکٹ پہن کے اچھی طرح چادر اپنی گرد لپیٹی۔ شاہ زین نے اسکا ہاتھ پکڑا پھر روم لاک کر کے وہ ریسٹ ہاوس سے باہر چلے گئے۔۔!!

وہ سارا دن انہوں نے گھومتے پھرتے گزارا تھا اور عالیہ کی ضد پہ ہارس رائیڈنگ بھی کی۔ شام کو تقریباً پانچ بجے وہ ریسٹ ہاوس واپس پہنچے تھے۔ مناہل تو تھکن کی وجہ سے آتے ہی سو گئی تھی۔ شاہ زین لیپ ٹاپ لے کے کچھ کام کرنے بیٹھ گیا تھا۔۔!!

رات کے تقریباً نو بجے وہ اپنی وہ اٹھا اور اپنا مخصوص فل بلیک ڈریس پہنا۔ پھر آہستہ سے عالیہ کی طرف آیا جو بیڈ پہ سو رہی تھی۔ اس نے مسکرا کے اس پہ بلینکٹ درست کیا اور کمرے کا دروازہ لاک کر کے باہر چلا گیا۔۔!!!

وہ پچھلے دس منٹ سے برف سے ڈھکے درخت کے پیچھے بیٹھا پندرہ میٹر کے فاصلے پر موجود کاٹیج پہ دور بین سے نظر رکھے ہوئے تھا۔۔!!

برف باری زوروں پہ تھی لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ کیونکہ اس میں اپنے وطن کی محبت کا جزبی اتنا رچ بس گیا تھا کہ کوئی موسم ان جیسے لوگوں پہ اثر انداز نہیں ہوتا۔!!

اسکا دھیان کاٹیج کی طرف ہی تھا جب اسے ایک درمیانے قد کا آدمی کاٹیج کے اندر جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس آدمی نے اپنے اوور کوٹ (جو اسنے پہنا ہوا تھا) اس میں ہاتھ ڈال کر چابی نکالی اور کاٹیج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور دروازہ پھر سے بند ہو چکا تھا۔!!

اسنے دوہین اپنی جیکٹ میں رکھی اور پیچھے کمر پہ جینز میں ٹکائی اپنی Baretta92 نکال کے اس میں بلٹس چیک کئے۔ (یہ ایک سپیشل گن ہے جو سپیشل فورسز والے یوز کرتے ہیں۔ یہ سائز میں بھی چھوٹی ہوتی ہے اور اسکی رینج fifty miles سے زرا زیادہ ہوتی ہے۔ یہ آسانی اس رینج میں اپنا ٹارگٹ اچھو کر لیتی ہے)۔ پھر مطمئن ہو کے اسے جینز میں ٹکایا۔ اسنے کالے رنگ کا کپڑا اپنے سر اور منہ پہ اس طرح باندھا کہ اسکی صرف آنکھیں ہی نظر آرہیں تھیں۔ ہاں براون آنکھیں ذہانت سے بھرپور اور ایک عجیب سی چمک لیتے ہوئے آنکھیں جو مقابل کو جلا کر خاکستر کرنے کا فن بخوبی جانتی تھیں۔!!

وہ درخت کی اوٹ سے نکلا اور ایک تیز نظر اپنے ارد گرد ڈالی۔ جس جگہ پہ وہ کاٹیج تھا اسکے نزدیک کوئی اور کاٹیج وغیرہ نہیں تھا۔ اپنے ارد گرد سے مطمئن ہونے کے بعد اسنے کاٹیج کی جانب قدم بڑھائے۔ جیسے جیسے وہ کاٹیج کے قریب جا رہا تھا ویسے ویسے ہی اسکی براون آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔!!

کاٹیج کے پاس پہنچ کر اسنے اپنی جیکٹ کی پاکٹ سے لوہے کی ایک تار نکالی۔ اور اسے دروازے میں اس مہارت سے گھمایا کہ کچھ سیکنڈز کے اندر ہی دروازہ کلک کی آواز سے کھل چکا تھا۔ اسنے اندر داخل ہو کے دروازہ دھیرے سے بند کیا اسکی نظریں چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔!!

سارے کاٹیج کی لائٹس آف تھیں۔ بس ایک کمرے کی لائٹس ہی آن تھیں۔ اندر سے کچھ لوگوں کے بولنے اور قہقہے لگانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ تو شاید سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی انکے اتنا قریب بھی پہنچ سکتا ہے۔۔۔ بلکی پہنچ چکا ہے۔۔!!

اسنے دبے پاؤں قدم آگے کو بڑھائے۔۔ وہ اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ رہا تھا جب اندر سے ایک قدرے لمبے قد کا آدمی نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اسکی چال میں واضح لنگراہٹ تھی جس سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ اس وقت نشے میں تھا۔ وہ اندھیرے کے باعث اس نقاب پوش کو دیکھ نہیں پایا تھا۔ اور جتنا نشے میں وہ لگ رہا تھا اگر لائٹس آن بھی ہوتیں تو وہ شاید اسے نادیکھ پاتا۔ وہ قدم کہیں اور رکھ رہا تھا اور پڑ کہیں اور رہے تھے۔ وہ ایسے ہی جھولتے جھولتے اسکے پاس سے گزرنے لگا جب نقاب پوش نے ایک جھٹکے سے ایک بازو سے اسکے گردن کو دبوچا اور دوسرے ہاتھ سختی سے اسکے منہ پہ ٹکایا۔ وہ آدمی کچھ پہلے ہی نشے میں تھا کچھ یہ افتاد اسکی سمجھ بالکل ختم ہو گئی تھی۔ دباو اسکی گردن پر بڑھتا جا رہا تھا۔ اسکی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھیں۔ وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ ایک منٹ کے اندر اندر ہی اسکا وجود بالکل ساکت ہو گیا تھا۔ نقاب پوش اسے اسی طرح گھسیٹتا ساتھ ہی ایک دروازے سے اندر لے گیا۔ اندر اسے اندھیرے میں بھی پتا چل چکا تھا کہ یہ کچن ہے اسنے اسکے بے جان وجود کو ادھر ہی پھینکا۔ اندھیرے میں اسکی نظر ایک چمکتی ہوئی چیز پہ پڑی تو اسکی آنکھیں بھی چمک اٹھیں۔ وہ آگے بڑھا اور اس تیز دھار چاقو کو اٹھا کے دیکھا پھر اسے تھامے ہی دوبارہ باہر بڑھنے لگا جب باہر سے پھر کسی کے قدموں کی آواز آئی۔ وہ جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ آنے والا بھی لڑکھڑاتے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا اس سے پہلے کے وہ لائٹ آن کرتا کسی

نے اسکی گردن پکڑ کے ایک جھٹکا دے کے مروڑا تو اسکی گردن کے ہڈی کڑک کی آواز سے ٹوٹ گئی۔ اسے تو تڑپنے کا ٹائم بھی با ملا تھا کہ اسکا وجود بے جان ہو چکا تھا۔ اسنے اسکی لاش کو بھی ادھر ہی ڈھیر کیا۔ اور باہر کو چل دیا۔!!

"ہاہاہا یہ پاکستانی بھی نا اندھے ہوتے ہیں۔ انہیں سیاست کی آڑ میں کوئی دھول چٹا جائے تو بھی یہ دیکھتے رہتے ہیں۔ اب مجھے ہی دیکھ لو۔ کیا عظیم نام اور رتبہ ہے میرا سیاست میں۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ اندھے لوگ۔۔۔ مجھے یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پر یہ پیسا ہاہا پیسا سالا ایسی شے ہے کہ اندھے کو بھی بینا کر دے۔ اگر میں اس ملک کا نام مٹی میں ملا کر چار پیسے کما لوں تو کیا جائے گا۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ سالے کمینے آج کل کے دو ٹکے کے عاشق بچے پیدا کر لیتے ہیں بعد سنبھالنا انکے باپ نے ہوتا ہے۔ چل ہمارا تو فائدہ ہی ہوتا ہے نا۔ ان بچوں کو پال کے۔۔۔ ہاہا۔۔۔ یتیم خانے کے نام پہ ہمارا دھندا تو اچھا چالو ہے مجھ جیسے عظیم سیاستدان کے ہاتھوں۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ قسمے بڑا سرور ملتا ہے جب میں انکے اعضاء نکال کت بیچتا ہوں۔ وہ روتے ہیں تڑپتے ہیں۔ ہاہاہا۔۔۔ بندہ پوصھے سالوں تم لوگوں کے اماں ابا جو نا جانے اب اسکی اماں کس کے بچے کی اماں اور اس کا ابا کس کے بچے کا ابا ہوں گے ہاہاہا انکو کہتے نا اگر سنبھالنا نہیں تھا تو جنما کیوں۔۔۔ ہم سے کیوں رحم کی بھیگ مانگتے ہو۔ جب تیرے اماں ابا کو تجھ پہ رحم نہیں آیا تو ہم کیوں کریں۔ مفت کے مال پہ کون نا شکری کرتا ہے۔"

وہ نقاب پوش دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسکے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ اسنے دروازے کی جھری سے جھانکا تو انکا سردار جو کہ ملک کا ایک مشہور سیاستدان بھی تھا وہ ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے بے ڈھنگی آواز میں خود سے ہی باتیں کر رہا تھا کبھی قہقہے لگا رہا تھا۔ اسکی باتوں سے نقاب لوش کی رگیں گردن تک تن گئیں۔!!

پھر وہ تیزی سے اندر بڑھا اور ایک جھٹکے سے اسکے منہ پر ایسا زوردار گھونسا مارا کہ ایک سیکنڈ میں اس کا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے صوفے سے زمین پہ منہ کے بل گرا تھا اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا نقاب لوش نے اسکے دونوں بازو پیچھے کی سمت موڑ کے پاس پڑی چادر سے بانھ دیئے تھے۔!! وہ اسکے لاس دوزانو ہو کے بیٹھا۔ اسکی آنکھوں میں سرخیاں دوڑ رہیں تھیں۔ اس (عظیم سیاستدان نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا تو اسکے جسم میں سر لہریں دوڑ گئی۔ اتنی سردی میں بھی اسکے ماتھے سے پسینا پھوٹ پڑا۔!!

"کک کون ہو تم؟ تم مجھے جانتے نہیں ہو۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکالتا مقابل کا بھاری ہاتھ اسکا منہ بند کر چکا تھا۔!!

"میں تجھ جیسے کمینوں کو بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ البتہ تو مجھے نہیں جانتا۔" اسنے اسکے بال مٹھی میں اتنی سختی سے دبوچے کے مقابل خو لگا اسکی گردن ٹوٹ جائے گی۔ وہ کراہ اٹھا۔!!

"بس اتنے ہی بہادر ہو تم لوگ؟؟" اسنے استہزائیہ لہجے میں کہتے اسکے بالوں کو ایک اور جھٹکا دیا۔!!

"بول بھی اب کیوں نہیں بول رہا۔ اب کہاں گئی تیری بہادری؟؟" نقاب لوش غصے سے غرایا اور اسکے منہ پہ گھونسوں کی برسات کر دی۔!!

"تم جو بھی ہو میرے ساتھی تم تک پہنچ دیں گے۔ انہیں تجھ تک پہنچنے میں ٹائم نہیں لگے گا۔" وہ مار کھا کھا کے اندر سے کانپ گیا تھا لیکن پھر ہمت کر کے بولا تو بد کے میں نقاب لوش کا استہزائیہ قہقہہ سننے کو ملا۔!!

"تو اور تیرے ساتھی ہاہا۔ اوقات ہی کیا ہے تم جیسے خبیثوں کی۔ تیرے ساتھی میری دھول تک بھی نہیں پہنچ پائیں گے۔ چل تجھے میں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔ جاننا چاہتا ہے کہ میں کون ہوں۔" اسنے اسکی آنکھوں میں جھانکا تو اسنے اپنے پیسینہ پسینہ چہرے کو اثبات میں ہلایا۔۔!!

میں ! تیری موت ہوں۔۔۔

میں ایس ایس جی ہوں۔۔۔

ایس ایس جی جانتا ہے؟؟

من جانبازم۔۔۔

...Valiant ...I am a valiant

ہم لوگ سروں پہ کفن باندھ کے نکلتے ہیں۔ موت کے خوف سے تم لوگ کانپتے ہو۔ ہم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے چلتے ہیں۔ اب بتا اور کوئی تعارف چاہیے تجھے؟؟؟"

اسنے اسکا منہ اتنی سختی سے دبوچا کے مقابل کو لگا کہ اسکے جبرے کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔!!
"تجھے کیا لگا تو ہمارے ملک میں رہ کر۔ ہمارے ہی ملک کے ساتھ بے وفائی کرے گا۔ اسکی جڑیں کھوکھلی کرے گا۔ اس ملک کو نقصان پہنچائے گا رو کیا ہم منہ اٹھا کر دیکھتے رہیں گے۔" وہ اسکی نظروں میں دیکھنے کے غرایا پھر اپنی جیکٹ کی جیب سے چاقو نکالا۔ جسے دیکھ کے مقابل کی آنکھوں میں وحشت نے ڈھیرے ڈال دیئے۔!!

"نہیں نہیں مجھے بخش دو دیکھو تم جیسے کہو گے میں ویسے ہی کروں گا لیکن مجھے بخش دو " وہ وحشت سے چلایا۔۔!!

"ہم پتا ہے کس اصول پہ کام کرتے ہیں؟؟؟"

Do or die

مطلب کر جاو یا مر جاو۔ اور بخشش اسکے تو معنی سے بھی ہم نا واقف ہیں اگر مقابل تم جیسے وحشی ہوں تو "اسنے کہتے ساتھ ہی چاقو ایک جھٹکے سے اسکی دائیں آنکھ میں گھسا دیا۔ مقابل کی چیخیوں سے پورا کایج گونج اٹھا۔!!"

Ep 33

"یہ یہ آنکھیں تھیں نا جنہوں نے میرے ملک کی طرف میلی نظر سے دیکھا تھا ہمممم۔" اسنے اسکی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور اگلے ہی لمحے چاقو پورا پورا اسکی دوسری آنکھ میں گھس چکا تھا۔!! وہ آدمی تکلیف کی شدت سے چلا رہا تھا، تڑپ رہا تھا۔ کچھ لوگ دوسروں پہ ظلم کرتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر اس اللہ نے اسکی رسی دراز کی ہے تو وہ کھینچ بھی سکتا ہے۔ اور اب یہاں اسکی چیخ و پکار سننے والا بھی کوئی نہیں تھا۔!!"

اسکی آنکھوں سے نکلنے والا خون اسکے گالوں اور تھوڑی سے ٹپکتا کوا اسکی شرٹ بھگو رہا تھا۔!! "جو بھی آنکھ بری نظر سے ہمارے ملک کی طرف دیکھے گی نہ۔ ہم ایسی آنکھیں نکالنا بہت خوب جانتے ہیں۔" نقاب پوش پہ جیسے جنون طاری تھا۔ اسنے اسکی آنکھ سے چاقو کھینچ کے نکالا پھر اوپر لے جا کر پوری شدت سے اسکے منہ پہ وار کیا۔ چاقو مقابل کے دائیں گال کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ اور چیخوں میں بھی شدت آگئی۔ اس ویرانے میں بس اسکی دردناک چیخیں آہیں کراہیں گونج رہیں تھیں۔ لیکن مقابل کو اس پہ رحم آہی نہیں سکتا تھا۔!!"

"ہاں ایسے بالکل ایسے ہی وہ بچے بھی تڑپتے ہوں گے۔ ہیں نا؟ اب تو دیکھ میں تجھے اتنی دردناک موت دوں گا کہ موت بھی پناہ مانگے گی۔" وہ دھاڑا اور ساتھ ہی چاقو کا ایک زبردست وار اسکی گردن پہ کیا۔ خون کا فوارا اسکی گردن سے پھوٹا اور گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔!!

وہ مرغِ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اب اگر اسکا باپ بھی اسے لاکھ پہچاننے کی کوشش کرتا تو پہچاننا پاتا۔!!

نقاب پوش ہٹ کے تھوڑا پیچھے ہوا اور اسکے تڑپتے وجود کو تب تک نفرت کی نگاہ سے دیکھتا رہا جب تک وہ ساکت نا ہو گیا۔ اسکے وجود کے ساکت ہوتے ہی نقاب پوش کی آنکھوں میں ایک فخریہ مسکراہٹ اتری تھی۔!!

وہ ایک نفرت بھری نظر اسکے وجود پہ ڈالتا کوا جس سمت سے آیا تھا اسی سمت سے باہر نکل گیا۔!! باہر پہنچ کر اسنے ٹرانسمیٹر آن کیا اور رابطہ ہوتے ہی اسنے کام مکمل ہو جانے کے اطلاع دی۔ اسکے اطلاع دیتے ہی دوسری جانب ایک قہقہہ گونجا تھا۔!!

"ویل ڈن کیپٹین شاہ زین! ناویو کین فریلی انجوائے یور لیو۔ سی یو سون" رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ اسنے وہیں جھک کر اسی برف پہ اپنے رب کے خضور سجدہ شکر ادا کیا اور پھو واپس اپنی رہائش گاہ کی جانب چل دیا۔!!

دوبارہ ریست ہاوس پہنچ کر وہ سب سے پہلے شاور لے کے فریش ہوا۔ پھر بیڈ پہ سونے کے لیئے لیٹ گیا کیونکہ وہ جس کام کے لیئے آیا تھا وہ کام ہو چکا تھا اب صبح ہی اسے واپسی کے لیئے نکلنا تھا۔!!

اسنے اسے دیکھا جو مزے سے سو رہی تھی۔ شاہ زین نے مسکرا کے اسے دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کے اسے اپنے حصار میں لے کے آنکھیں موند گیا۔ اور عالیہ اسے اگر پتا ہوتا کہ وہ ابھی کیا کارنامہ سرانجام دے کے آیا ہے تو اسے اب تک کم از کم بھی دو ہارٹ اٹیک تو ہو چکے ہوتے۔۔۔!

"ثناء یار پلیز مت روؤ، مجھے دکھ ہو رہا ہے۔" وہ اس ٹائم ثناء کے پاس بیٹھی اسے چپ کروانے میں مصروف تھی۔ آج سائمن اور ثناء کا نکاح تھا اور کل عالیہ کی رخصتی۔۔۔!!

وہ اسی دن واپس آ چکے تھے۔ اور واپس آ کے اسے انعم نے ہی ثناء کے بارے میں سب بتایا تھا جسے سن کر اسے واقعی بہت دکھ ہوا تھا وہ ایک ہی تو اسکی دوست تھی۔ اگر عالیہ ایک طرف دکھی تھی تو دوسری طرف وہ ثناء کی سائمن سے شادی پر خوش بھی تھی۔ لیکن ثناء میڈم مان کے ہی نہیں دے رہی تھی۔۔۔!!

"عالیہ پلیز تم بات کرو نا اس سے۔ مجھے پکا یقین ہے کہ وہ مان جائے گا، تمہاری تو ہر بات مانتا ہے نا وہ۔ پلیز اسے منع کر دو۔" وہ روتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامے التجا کر رہی تھی۔۔۔!!

اسکو اس حالت میں دیکھ کے عالیہ کا دل کٹ رہا تھا۔ اسکی یہ دوست کتنی شوخ، چنچل اور زندگی کو بھرپور طریقے سے جیتی تھی۔ اور اب حالات نے اسے کس دورا ہے پہ لا کے کھڑا کر دیا تھا۔۔۔!!

"لیکن ثناء اس میں برائی ہی کیا ہے یار؟ میرے بھیا بہت اچھے ہیں وہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھیں گے۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتی ہوئی بولی۔۔۔!!

"آئی نو عالیہ، آئی نو۔ وہ بہت اچھے ہیں۔ بلکہ بہت سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔ لیکن میں اس سے شادی نہیں کر سکتی۔ مجھے وہ لوگ ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور کبھی نا کبھی ڈھونڈ بھی لیں گے۔ اور میں اپنی وجہ سے سائمن کو کسی مصیبت میں نہیں ڈال سکتی۔"

سائمن جسے انعم نے ثناء کو منانے بھیجا تھا وہ دروازے کے باہر کھڑا انکی ساری باتیں سن رہا تھا اسکی اس بات پہ مٹھیاں بھینچتا اندر داخل ہوا۔!!

"عالیہ تم باہر جاو" اسکی آواز پہ وہ دونوں چونکی تھیں۔ ثناء اور سائمن کا اس دن کے بعد آمناسامنا نہیں ہوا تھا۔!!

"عالیہ پلیز مت جاو۔" عالیہ اٹھنے والی تھی جب ثناء نے اسکا ہاتھ پکڑ کے التجائیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔ ابھی تو وہ اسکا اس دن والا رویہ نہیں بھول پائی تھی اور اب پھر سے۔۔!!

عالیہ نے ایک نظر ثناء کو دیکھا پھر بے بسی سے شاہ زیم کو دیکھا جیسے سمجھ نا آرہی ہو کہ کیا کرے۔۔!!

"عالیہ تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟؟؟" سائمن ایک دم سے دھاڑا تو ثناء تو ثناء عالیہ بھی اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔ اسنے آو دیکھا نا تاو جلدی سے کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔!!

"ہاں اب بتاؤ کیا تماشہ لگایا ہوا ہے تم نے؟ تھوڑی دیر تک نکاح ہے اور تمہارے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے۔" اسنے اسے بازو سے بڑی بے دردی سے پکڑ کر کھینچ کر اپنے برابر کھڑا کیا اور اسکی آنکھوں میں دیکھ کے دھاڑا۔ وہ ایک پک کے لیئے اسکی دھاڑ سے سہم گئی لیکن اگلے ہی پل اسکی ضدی طبیعت عود آئی۔!!

"تماشہ میں نہیں، تماشہ تم لگوا رہے ہو سائِم۔ میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی تو مطلب نہیں کرنی۔ کیوں نہیں جان چھوڑ دیتے میری۔" وہ ہر لحاظ بالائے طاق رکھ کر چلائی تو اسکی پیشانی پہ بل پڑے۔!!

"زیادہ چلاو مت۔ اور رہی بات شادی کی وہ تو تمہارے اچھے بھی کریں گے۔ میری بات کان کھول کر سن لو ثناء! بھابھی جس طرح بولیں چپ چاپ تیار ہو جانا۔ ابھی بہت آرام سے سمجھا رہا ہوں ورنہ اگر میں نے تمہیں اپنے طریقے سے سمجھایا یقیناً تمہیں میرا طریقہ پسند نہیں آئے گا" اسنے اسے ڈپٹا اور ایک بات چبا چبا کر کہی۔!!

"سائِم پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو۔" وہ اسے دیکھ کے بے بسی سے بولی۔!!

"کیا؟ کیا ناکروں ہاں بتاؤ؟ کیا کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ؟ صرف تمہیں اپنا چاہتا ہوں۔ تمہارے دکھ سکھ بانٹنا چاہتا ہوں، اور کیا کیا ہے میں نے۔" وہ اس کو کندھوں سے پکڑ کے جھنجھوڑتا ہوا بولا

!!۔

"اب بند کرو اپنا یہ رونا دھونا، مرا نہیں ہوں ابھی جب مر جاؤں گا نا تو دل کھول کے رونا۔ ابھی کچھ دیر تک مولوی صاحب آجائیں گے۔ اور انکے سامنے اگر تمہارے منہ سے کوئی فضول بات نکلی نا ثناء تو قسم سے پھر میں جو کروں گا وہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی۔" اسنے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا اور جس طرح آیا تھا اسی طرح کمرے سے نکل گیا۔!!

ثناء تو اسکی اس بات پہ ہی آتک گئی تھی۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے جو اپنے منہ سے مرنے کی باتیں کر رہا ہے۔ اسکے جانے کے بعد وہ ایک دفعہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ وہ زندگی میں کبھی اتنی بھی بے بس ہوئی یو۔۔!!

انعم اور عالیہ نے اسے بڑی مشکلوں سے چپ کروایا۔ جب اسکی حالت زرا سنبھلی تو تیار بھی ان دونوں نے ہی کیا تھا۔ چونکہ فنکشن زیادہ بڑا نہیں تھا اس لیے فنکشن لان میں ہی ارنج کیا گیا تھا۔ صرف قریبی عزیز و اقارب ہی شریک تھے

EP 34

"کیا ہو گیا ہے یار؟؟ cool down"

شاہ زین جو کب سے اسکے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھا اسے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے دیکھ رہا تھا آخر کار بول ہی پڑا۔!!

"یار شاہ زین تو چپ کر جا۔ ایسا نا ہو کہ اسکا غصہ بھی تجھ پہ ہی نکل جائے۔ مجھے پہلے ہی تجھ پہ بہت غصہ ہے۔" وہ برش ڈریسنگ ٹیبل پہ پٹخ کے مڑا اور اسے انگلی اٹھا کے دھمکایا تو ہنس دیا۔!!

"ارے ارے یار ثناء شادی کے لیے نہیں مان رہی تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔" وہ موبائل پہ انگلیاں چلاتے ہوئے لاپرواہی سے بولا تو سائمن کو اس پہ اور غصہ آیا۔!!

"کمینے بتاؤں تجھے تیرا کیا قصور ہے۔ تو ادھر کام سے گیا تھا۔ عالیہ کو ساتھ لے جانے کی کیا تک بنتی تھی۔ شکر کر بھیا کو یا کمال انکل کو نہیں بتا دیا نہیں تو وہ بتاتے تجھے۔" وہ اسکا موبائل اسکے ہاتھ سے پکڑ کے بیڈ پہ پھینکتا ہوا غصے سے بولا تو اسنے مسکراہٹ دباتے گردن کھجائی۔!!

"یار اتنا لمبا سفر تھا۔ اور ویسے بھی کام تو بس کل رات ہی کرنا تھا نا تو میں ادھر اکیلا کیا کرتا۔ سوچا وہ ساتھ ہو گی تو ٹائم اچھا گزرے گا۔"

"شاہ زین میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔ تجھے شرم نہیں آ رہی میں اسکا بھائی ہوں اور تو میرے سامنے ہی ایسی باتیں کر رہا ہے۔" اسنے گویا اس بے عقل کو سمجھانا چاہا۔!!

"تو میرا دوست پہلے اسکا بھائی بعد میں ہے۔ اور ویسے بھی بیوی ہے میری جہاں مرضی لے کے جاؤں۔" مجال ہے جو زرا کبھی شاہ زین صاحب اپنی غلطی مان لیں۔!!

"زیادہ بکواس نا کر، میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے۔" وہ بھنا کے بولا۔!!

"No doubt jigar"

شاہ نے آرام سے اس کی ہاں میں ہاں ملائی لیکن جب سائمن کی کھا جانے والی نظریں خود پہ پڑتی دیکھیں تو اسے گلے لگا کے ہنس دیا۔!!

"ہاہا سالا صاحب مزاق کر رہا تھا۔ اب جلدی سے اپنی تیاری ختم کرو باہر سب انتظار کر رہے ہیں۔" ہاں بس ہو گئی تیاری بھی۔" اسنے اپنے اولر ڈھیڑ سارا پرفیوم سپرے کیا۔ اور آئینے میں ایک نظر خود پہ ڈال کہ مطمئن ہو کے شاہ زین کے ساتھ باہر ہو لیا۔!!

آج سائمن نے وائٹ کلر کی شلوار قمیض پہ لائٹ گرین کلر کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اور شاہ زین نے وائٹ کلر کی شلوار قمیض پہ ڈارک براؤن کلر کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ فوجی کٹ بالوں کو سلیقے سے سیٹ کئے۔ بائیں کلائی میں واچ پہنے وہ دونوں ہی ماحول پر چھائے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی ڈریسنگ ہمیشہ سے ہی زیادہ تو ایک جیسی ہوتی تھی۔!!

کچھ ہی دیر تک قبول و قبول کی رسم ادا کر دی گئی۔ ثناء کی خرابی طبیعت کی وجہ سے اسے سائمن کے ساتھ سٹیج پہ بیٹھانے کی بجائے اسکے کمرے میں ہی پہنچا دیا گیا تھا۔!!

"عالیہ یار جانے دو نا۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔" اس بے چارے نے التجا کی۔ کیونکہ عالیہ میڈم گھاگھرا چولی میں ملبوس، لمبے گھنے بال شانوں پہ پھیلائے اسکے کمرے کے دروازے کے بیچ و بیچ کھڑی ہاتھ پھیلائے نیگ وصولی میں مصروف تھی۔ اور شاہ زین اسکی نظر بار بار اس پری ویش کی طرف جا رہی تھیں۔ لیکن وہ تو ایسے بے خبر رہی تھی۔ جیسے اسے دیکھا ہی نا ہو۔ وہ دل ہی دل میں اس سے سارے بدلے لینے کا سوچ رہا تھا۔!!

"نو وے بھیا! آج ہی تو چانس ملا ہے آپ سے سارے بدلے پورے کرنے کا۔" اسکی ڈیمانڈ پورے پچاس ہزار روپے تھی۔ اب کے سائمن نے اپنے ساتھ کھڑے شاہ زین کو دیکھا۔!!

"شاہ زین پلیز تجھے خدا کا واسطہ تو ہی اس چڑیل کو سمجھا یا۔" وہ بے چارا اب بری طرح زچ آچکا تھا۔!!

"واٹ! بھیا آپ نے مجھے پھر چڑیل بولا۔ اب آپ دیکھئے گا میں یہاں سے تب تک نہیں ہلوں گی جب تک آپ میری ڈیمانڈ پوری نہیں کر دیتے۔" اسنے ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے اور پھر صارم اور انعم کو دیکھا انہوں نے بھی مسکراہٹ دبائی۔!!

"دیکھ میری ماں تو اپنے شوہر سے لے لے نا۔ وہ بہت امیر بندہ ہے میں ٹھہرا غریب سا بندہ۔" وہ ایسی بے چارگی چہرے پہ طاری کر کے بولا کہ سب ہنس دیئے۔ البتہ شاہ زین کو اس پہ رحم آ ہی گیا تھا۔!!

"اوکے عالیہ تم مجھ سے پیسے لے لو اسے جانے دو اب۔" شاہ زین نے سنجیدگی سے کہتے اپنے والٹ سے پانچ پانچ ہزار کے دس نوٹ نکال کے اسکی طرف بڑھائے تو اس نے ناراضگی سے پہلے سائمن کو پھر شاہ زین کو دیکھا۔ پھر خود ہی سائیڈ پہ ہو گئی۔!!

"مجھے نہیں چاہئیں کسی سے بھی۔ اپنے پاس رکھیں آپ سب۔" وہ ناراضگی سے بول کے چل دی تو اپنے پیچھے اسے ان سب کا مشترکہ قہقہہ سنائی دیا تھا جبکہ صارم نے اچھی طرح سائمن بیچارے کو ڈانٹ پلا دی تھی۔ وہ بیچارہ بس منہ بنا کے رہ گیا۔!!

وہ کمرے میں داخل ہوا تو ایک دفعہ تو حیرت سے اسنے اپنے کمرے کی طرف نظر دوڑائی۔ سارا کمرہ گلاب کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ بیڈ پہ بھی ہر سو پھول بکھرے پڑے تھے۔ کمرے کا منظر فسوں خیز تھا۔ اور پھولوں کے بیچ و بیچ گولڈن کلر کے سیٹ میں ملبوس وہ گھٹنوں میں سر دے یے بیٹھی تھی۔ اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ آج اس سے اپنے ہر رویے کی معافی مانگے گا۔!!

وہ دھیمی سی مسکراہٹ اپنے لبوں پہ سجائے چلتا ہوا بیڈ پہ اسکے سامنے آ کے بیٹھ گیا تو اسنے آہٹ پہ اپنا سر اٹھا کے اسے دیکھا۔ روئی روئی آنکھوں پہ میک اپ کی باریک سی تہہ سوگوار حسن اسکی دلکشی کو اور بڑھا رہا تھا۔!!

"کیسی ہو جانِ سائمن؟" اسنے پیار سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما تو اسنے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس خوبرو سے شخص کو دیکھا۔ جو کہ اسکا شوہر بھی تھا جسے اسنے اس سے لڑ کر اپنے نام کیا تھا۔ لیکن کیا وہ اسکی لیئے مصیبت کھڑی کر سکتی تھی۔ اور اسکے ضمیر سے جواب آ رہا تھا "نہیں"۔۔

"سائِم میری ایک بات مانو گے؟ پلیز۔" اسنے بہت آس بھری نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔!!
"میری جان آج کے دن تو تو جان بھی مانگو گی دے دوں گا۔ تم بولو تمہیں کیا چاہیئے۔" وہ مسکراتا کوا
اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے تھوڑا سا جھک کر بولا لیکن اسکی اگلی بات پہ اسکی ہستی سناٹوں کی ضد میں آ
گئی۔۔!!

"سائِم تم تم مجھے طلاق-----"

اسنے اسکے منہ کو اتنی زور سے دبوچا کہ ثناء کو لگا وہ مر جائے گی۔ ایک ایک لفظ چبا کے ادا کیا اور ایک جھٹکے سے چھوڑ کر ٹیرس پے چلا گیا۔!!

اسنے اپنی واسکٹ اتار کے ٹیرس پہ پڑی کرسی پر پھینکی۔ بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کر کے گریبان کے پہلی دو بٹن کھولے۔!!

موسم انتہائی سرد تھا لیکن اسکے اندر جو آگ لگی ہوئی تھی وہ کسی طور بھی بجھنے میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ثناء ایسا کوئی مطالبہ بھی کر سکتی تھی۔ اور اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسنے یہ مطالبہ کیوں کیا تھا۔ کیا وہ اسے اتنا ہی بے غیرت سمجھتی تھی کہ وہ اسے بچ راستے ہی چھوڑ دیتا۔!!

وہ کافی دیر تک ادھر ٹیرس میں ہی ٹھلتا رہا۔ اسے دل و دماغ میں ایک جنگ چھڑ چکی تھی۔ دل کہتا پہلی غلطی سمجھ کر معاف کر دو۔ جبکہ دماغ کہتا نہیں اسے سزا ملنی چاہیے۔!!

کافی دیر تک وہ اپنے اندر لگی آگ میں جھلستا رہا پھر خود کو زرا کمپوز کر کے واپس کمرے میں آیا۔ کمرے میں صرف اسکی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔ وہ اسے جس طرح بیڈ پہ اوندھے منہ گرا کے گیا تھا وہ ویسے ہی پڑی رو رہی تھی۔ اسکا نازک سراپا رونے کی وجہ سے دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔ سائمن کو اس پہ ترس آیا۔ ان سب میں اس بے چاری کا بھی تو کوئی قصور نہیں تھا۔!!

اسنے ٹیرس کا دروازہ بند کر کے پردے برابر کئیے اور بیڈ کی طرف بڑھا۔ بیڈ پہ بیٹھ کے اسنے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا۔ نظر اسکے چہرے کی طرف گئی جہاں انگلیوں کے نشان واضح دکھائی دے رہے تھے۔!!

"ثناء ایم سو سوری۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تم نے بات ہی ایسی کی تھی۔ پلیز معاف کر دو۔" اسنے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کے اسکے آنسو صاف کئیے پھر اسے خود میں بھیج لیا۔ وہ اسکی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچے شدتوں سے رو دی۔!!

"سائمن۔۔۔ وہ۔۔۔ تمہیں۔۔۔ مار ڈالیں۔۔۔ گے۔۔۔ وہ۔۔۔ بہت خطرناک ہیں۔۔۔ میں۔۔۔ جانتی ہوں انہیں۔۔۔ اگر اگر۔۔۔ ان لوگوں کو پتا۔۔۔ چل گیا کہ کہ۔۔۔ تم میرے۔۔۔ ش شوہر ہو۔۔۔ وہ لوگ تمہیں بھی۔۔۔ مار ڈالیں گے۔ اور اگر تمہیں۔۔۔ کک کچھ ہو گیا تو میں مر جاؤں گی۔"

وہ بچکیوں کے درمیان بہت مشکل سے بولی تھی۔ اور پاگل لڑکی پھر کہیں نا کہیں اس سے اپنی محبت کا اظہار کر گئی تھی۔!!

"ثناء ادھر دیکھو میری طرف۔" اسنے اسے خود سے الگ کر کے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما تو اسنے اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔!!

"تمہیں مجھ پہ یقین ہے نا؟" اسنے اثبات میں سر ہلا دیا۔!!

"تو پاگل لڑکی اپنے شوہر کے زور بازو پہ بھی یقین رکھو۔ ہم آرمی والے بڑے ڈھیٹ مٹی کے ہوتے ہیں ہم کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتے۔ اور ان لوگوں کا تو میں وہ حشر کروں گا کہ وہ لوگ یاد رکھیں گے کہ انکا پالا کس سے پڑا ہے اور رہی بات میری تو میری جان میں تو تمہیں چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤں گا۔ ابھی تو مجھے تمہارے ساتھ اپنی زندگی جینی ہے۔" اسے سارے بات سنجیدگی سے سمجھاتے اسنے آخر میں شرارت سے کہا تو وہ بھی ہولے سے مسکرا دی۔!!

"بس یہ بات تھی جسے لے کے میڈم اتنے دنوں سے مجھ سے ناشادی کرنے کی ضد کر رہی تھیں؟" اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھ کے استفسار کیا تو اسنے اپنے آنسو پونچھتے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا۔!!

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی جو بات اسے اتنے دنوں سے پریشان کر رہی تھی اسنے کتنی آسانی سے اسکی پریشانی دور کر دی تھی۔۔۔!!

"بالکل پاگل لڑکی ہو تم۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہلکا سا ہنسا۔۔!!

"سارے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا ہے تم نے یار۔" وہ اسے دیکھ کے شکوہ کیا تو ثناء نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اور پھر اسکی برا

داشت پس یہیں تک تھی۔۔۔!!

"اپنے موڈ کی بڑی فکر ہے تمہیں۔ اور تم نے جو مجھے اتنی زور سے تھپڑ مارا ہے اسکا کیا؟؟؟" وہ بھی

فل فارم میں بولی۔ سائنم نے پہلے تو اسے حیرانگی سے دیکھا پھر اسی سنجیدگی سے بولا۔۔۔!!

"شکر کرو لڑکی کہ صرف ایک معمولی سا تھپڑ ہی مارا ہے ورنہ جس طرح کی بات تم نے کی تھی نا تو تمہاری ٹانگیں بھی توڑ سکتا تھا۔" ثناء کے آنکھیں حیرت کی زیادتی سے کھلیں تھیں۔ بھلا کوئی دلہا اپنی دلہن سے ایسے بات بھی کرتا ہے۔۔۔!!

"کیا کیا تم تمہاری اتنی ہمت کی تم۔۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کا کیا کر گزرے۔۔!!

"ہاں ہاں میں۔ اور ہمت کی بات تو نا ہی کرو جاناں۔ میری ہمت ابھی دیکھی ہی کہاں ہے تم نے۔"

اسنے کہتے ہوئے جیب سے ایک پیاری سے انگوٹھی نکال کے اسکے ہاتھ میں ڈالی پھر جھک کر اسکے ہاتھ

پہ اپنی مہر محبت ثبت کی۔۔!!

ثناء تو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر ایک دم سے ہوش میں آئی۔۔!!

"میرے ساتھ یہ کھینچھوروں والی حرکتیں ناکرو۔ میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں۔" وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتی ہوئی تیز آواز میں بولی۔ یہ الگ بات تھی کہ مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔۔!!

"میڈم میں بھی تمہارا شوہر ہوں کوئی عام لڑکا نہیں۔ اور میں وہی کروں گا جو میرا دل کرے گا۔"

"کیا ایک ایک تو تم نے مجھے اتنی زور سے تھپڑ مارا۔ قسم سے سارے فیس پہ درد ہو رہا ہے اور اور اب تم کہہ رہے ہو جو مرضی کرو گے۔" اس بیچاری کو تو گویا صدمہ لگا تھا۔!!

"بالکل۔ اب زخم میں نے دیا ہے تو مرہم بھی تو میں ہی رکھوں گا نا۔" اسنے سرگوشی کے سے انداز میں کہتے اسکے رخسار پہ اپنے لب رکھ دیئے۔ اور ثناء اسے تو لگا تھا کہ وہ کبھی یہاں سے ہل نہیں پائے گی۔ پلکوں پہ جیسے منوں بوجھ اتر آیا تھا۔ اس ٹائم اسکی ساری بولڈنس ہوا ہو گئی تھی۔۔!!

وہ زرا سا منمنائی لیکن وہ اسے اپنی محبت کے خصار میں لے چکا تھا۔ اور ثناء کو لگا تھا اسکا وجود معتبر ہو گیا ہو۔ اسنے اسے اتنی محبت دی کہ محبت بھی اپنے ہونے پہ نازاں تھی۔۔۔

Ep35

آج عالیہ کی رخصتی اور سائم کی ریسپشن سیریمنی تھی۔!!

فنکشن کا سارا انتظام اسلام آباد کے ایک بہت شاندار ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ عالیہ کا صبح سے رو رو کے برا حال تھا۔ صارم، سائم اور باقی سب کے سمجھانے پہ وہ زرا سنبھلی تھی۔ اسے اور ثناء کو سائم بیوٹی سیلون چھوڑ کے آچکا تھا اور انہیں ہوٹل تک لے جانے کی زمی داری بھی اسی کی تھی۔!!

صارم اور انعم ہال میں پہنچ چکے تھے کیونکہ مہمانوں کا استقبال وغیرہ بھی تو انہیں ہی کرنا تھا۔ بارات بھی آچکی تھی۔ آج شاہ زین بلیک کلر کے ٹیکسوڈو (TEXUDO) میں ملبوس تھا۔ بائیں ہاتھ کی کلائی پہ

رسٹ وایچ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھا۔ چہرے پہ ہلکی ہلکی سٹبل اسکی وجاہت اور دلکشی کو بہت زیادہ بڑھا رہی تھی۔ عنابی لب مسکرا رہے تھے۔ آج وہ پورے ماحول پہ چھایہ ہوا لگ رہا تھا۔!!

کچھ ہی دیر تک سائمن بھی ان دونوں کو لیتے ہوٹل پہنچ چکا تھا۔ ثناء باٹل کلر کی خوبصورت سی میکسی میں ملبوس تھی۔ اور سائمن نے ڈارک بلو کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔!!

نکاح تو ہو چکا تھا اس لیے اسے جلد ہی شاہ زین کے پاس لے جایا گیا۔!!

بلڈ ریڈ کلر کے عروسی جوڑے میں ملبوس وہ، برائیڈل میک اپ کے ساتھ ہیوی جیولری پہنے، سائمن اور صارم کے ساتھ سہج سہج کر چلتی سیٹج تک آ رہی تھی۔ شاہ زین تو اسے دیکھ کے حکا بکا ہی رہ گیا تھا۔ آج وہ پورے تمن من سے اسے لیتے سجائی گئی تھی۔ یہ احساس ہی بہت انوکھا تھا۔!!

اسے شاہ زین کے پہلو میں بیٹھا دیا گیا تھا۔ ڈنر کے بعد رخصتی کا شور اٹھا۔ عالیہ تو صارم اور سائمن کے گلے لگ کے اتنا روئی کہ وہ دونوں بھی اپنا ضبط کھونے لگے۔ بڑی مشکل سے انعم اور ثناء نے ان کو سنبھالا تھا۔!!

"شاہ زین میری گڑیا کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ وہ بہت نازک مزاج ہے۔ اور کبھی غلطی ہو جائے تو نادانی سمجھ کر معاف کر دینا۔" صارم اسکو گلے لگاتے ہوئے نم آواز میں بولا۔!!

"بھیا آپ ٹینشن نالیں۔ میں صارم کو بہت خوش رکھوں گا۔ آپ بس دعا کریں۔" اسنے صارم کے پشت تھپک کے حوصلہ دیا۔!!

"شاہ زین یاد رکھنا اگر تو نے میری چڑیل کو تنگ کیا تو میں تیری وہ درگت بناؤں گا کہ تو یاد رکھے گا۔" سائمن نے اسے گلے لگتے ہوئے دھونس جما کر کیا تو وہ ہنس دیا۔!!

"او کے سالے صاحب" وہ مسکرا کے اس سے الگ ہوا۔!!

پھو عالیہ روتے ہوئے انعم، ثناء اور عمر سے ملی اور سبکی دعاؤں میں شاہ زین کے سنگ رخصت ہو گئی۔!!

شاہ زین کے گھر اسکا شاندار، اور خوش دلی سے استقبال ہوا۔ شائستہ بیگم تو پھولے نہیں سما رہی تھیں۔ آخر کار انکے اکلوتے صاحبزادے کی شادی تھی۔ کچھ ضروری رسموں کے بعد اسے شاہ زین کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ کمرے میں جابجا پھول بکھرے پڑے تھے۔ بیڈ کے گرد بھی پھولوں کے لڑیاں لٹک رہی تھیں۔!!

"عالیہ بیٹا اب تم آرام سے بیٹھو۔ میں شاہ زین کو بھیجتی ہوں۔" شائستہ بیگم نے اسے بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے اسکا لہنگا درست کیا تو اسنے جلدی سے انکا ہاتھ تھاما۔!!

"مما پلیز آج آپ یہیں رک جائیں نا میرے پاس۔" (جب سے اسکا نکاح ہوا تھا وہ شائستہ بیگم کو ممّا اور کمال صاحب کو بابا کہہ کے ہی بلاتی تھی) اسنے التجائیہ انداز میں کہا۔ وہ پہلے تو حیران ہوئیں پھر ہنس دیں۔!!

"عالیہ بیٹا کیا ہو گیا ہے۔ ڈرو نہیں تم۔ مجھے پتا ہے شاہ زین تم پہ غصہ کر کے ایویں ہی رعب دکھاتا ہوگا۔ لیکن اب تم ڈرو نہیں میں ہوں نا۔ وہ میرا بیٹا ہے تو تم بھی میری بیٹی ہو۔ اگر وہ کچھ بھی بولے تو مجھے بتانا میں کلاس لوں گی اسکی۔ او کے اب ڈرنا نہیں۔" وہ اسکا گال تھپک کے کمرے سے چلی گئیں۔!!

عالیہ نے گہرا سانس بھرا اور آنکھیں موند لیں۔ کتنے دنوں سے وہ شاہ زین سے بے نیاز بنی گھوم رہی تھی اور آج وہ اسکے روبرو ہونے والا تھا۔ لیکن اب اس نے سوچ لیا تھا وہ اس سے بالکل بھی نہیں ڈرے گی۔ انہی سوچوں میں گم وہ کب نیند کی وادی میں گئی پتا ہی نا چلا۔۔!!

شاہ زین کمرے میں داخل ہوا تو سب سے پہلے اسکی نظر دنیا جہان سے بے خبر اس دشمن جاں پر گئی۔ اسنے دروازہ لاک کیا اور چلتا ہوا اس تک آیا۔ بیڈ پہ اسکے سامنے بیٹھ کے وہ اسے اپنی آنکھوں میں اتارنے لگا۔ وہ تکیے پہ سر رکھے ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ گال کے نیچے اور ایک بیڈ پہ پڑا ہوا تھا۔ اسکی لمبی خمدار پلکیں عارضوں پہ سایہ فگن تھیں۔ وہ مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔۔!!

یہ پیاری سی لڑکی اسکی کمزوری بن گئی تھی۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ کسی کو اتنا چاہے گا۔۔!!

کہیں چاند راتوں میں کھو گیا، کہیں چاندنی بھی بھٹک گئی
میں چراغ وہ بھی بجھا ہوا، میری رات کیسے چمک گئی
میری داستاں کا عروج تھا تیری نرم پلکوں کی چھاؤں میں
میرے ساتھ تھا تجھے جاگنا، تیری آنکھ کیسے جھپک گئی
بھلا ہم ملے بھی تو کیا ملے، وہی دوریاں وہی فاصلے
نا کبھی ہمارے قدم بڑھے، نا کبھی تمہاری جھجک گئی
تیرے ہاتھ سے میرے ہونٹ تک، وہی انتظار کی پیاس ہے
میرے نام کی جو شراب تھی، کہیں راستے میں چھلک گئی
تجھے بھول جانے کی کوششیں، کبھی کامیاب نا ہو سکیں

تیری یاد شاخ گلاب ہے جو ہوا چلی تو لچک گئی ♥

اسنے اسکی خمدار پلکوں کو انگلی کے پوروں سے چھوتے گھمبیر آواز میں غزل پڑھی۔ مناہل کچھ ریر تک تو مندی مندی آنکھوں سے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی۔ جب اسکی نظر شاہ زر پہ پڑی جو بڑی دلکشی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔!!

اسکا سر شاہ زین کے سر سے اتنا زور سے ٹکرایا کہ اسکی آنکھوں میں نمی چھا گئی۔ البتہ شاہ زین اسے دیکھ کے ایسے مسخرا رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔!!

"اف آپ انسان ہیں یا پتھر۔ میرے سر میں درد ہو گیا ہے۔" اسے دیکھ کے ایک دفعہ تو اسکا دل صحیح دھڑکا لیکن پھر اسے یاد آیا کہ وہ اب شاہ زین سے نہیں ڈرے گی۔ اس لئے اپنا سر مسلقتی ہوئی خفگی سے بولی۔!!

"ہو میڈم میں تو ایک ادنیٰ سا بندہ ہوں۔ البتہ آپ کچھ زیادہ ہی نازک مزاج ہیں۔" وہ اسکے سامنے نیم دراز ہو کے اپنا سر ہتھیلی پہ ٹکا کے مسکرا کے بولا۔!!

"ہونہ۔ اب ایسی بھی بات نہیں ہے" وہ منہ بنا کے بولی تو وہ مسکرا دیا۔!!

"او چھا تو پھر کیسی بات ہے؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے دلچسپی سے مسکرایا۔!!

"مجھے نہیں پتا۔" اسے تو غصہ ہی آگیا تھا اسے یوں بلاوجہ بات بڑھانے پہ۔!!

"اوئے ہوئے ہوئے! آج تو عالیہ میڈم کو غصہ بھی آ رہا ہے۔" وہ جلدی سے بیٹھ کے دونوں ہاتھ باہم ملا کے شرارت سے بولا تو وہ کلس کر رہ گئی۔ اسے خود نہیں سمجھ آ رہا تھا کہ اسے غصہ کیوں آ رہا ہے۔!!

"شاہ زین میں آپ سے ڈرنے والی نہیں ہوں اب۔ اور اب اگر آپ نے مجھے تنگ کیا تو میں ماما پاپا کو آپ کی کمپلین کر دوں گی۔ اور ویسے بھی صارم بھیا کہتے ہیں اب میں اتنی ڈرپوک نہیں ہوں " وہ انگلی اٹھا کے اسے دھمکا کے بولی۔ اور شاہ زین وہ تو غش کھاتے کھاتے بچا تھا کہ عالیہ میڈم اور یہ انداز "نو وے"۔۔!!

"اوہوووو تو میڈم آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گی کہ آپ اتنی بہادری کہاں سے کہی کرائے پر لائی تو نہیں ہیں؟" اسے طنزیہ انداز میں دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ ابھی وہ کچھ کہنے والی ہی تھی کہ سائیڈ ٹیبل پہ پڑھا شاہ زین کا سیل فون بجا۔!!

"اوہو اس ٹائم کس کی کال آگئی۔" اس نے جنبھلاتے ہوئے موبائل پکڑا۔ سکرین پہ چمکتا نمبر دیکھ کے وہ ایک دم سیدھا ہوا۔!!

اس نے کال ریسیو کی دوسری جانب سے پتا نہیں کیا کہا گیا تھا کی اسکے ماتھے پر بل پڑے۔!!

"اوکے سر ایم کنگ" اس نے کال ڈراپ کی اور عجلت میں وارڈروب کی طرف بڑھا۔!!

"عالیہ مجھے ضروری کام سے جانا ہے تم چینج کر کے سو جاو" اس نے وارڈروب سے اپنی بلیک جینز اور شرٹ نکالی اور جلدی سے ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ عالیہ آنکھوں میں الجھن لئیے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔!!

وہ جلدی سے باہر آیا تو عالیہ بھی اپنا بھاری لہنگا سنبھالتی اسکی طرف بڑھی۔!!

"شاہ لیکن آپ اس ٹائم کہاں جا رہے ہیں؟ از ایوری تھنگ اوکے؟"

وہ جو اپنے چھوٹے سے بیگ میں کپڑے رکھ رہا تھا اسکی جانب مڑا۔!!

"عالیہ میں تمہیں آ کے سارا کچھ بتاؤں گا۔ سائم بھی میرے ساتھ ہی جا رہا ہے۔ اور ہاں ہو سکتا ہے

چار یا پانچ دن لگ جائیں۔ اس لیے اب تمہیں جو کہا ہے وہ کرو"

"لیکن۔۔۔" وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اسنے اسکی بات کاٹی۔!!

"نو مور کوٹسچین ڈیر" بیگ کی زپ بند کر کے اس تک آیا اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کے

اپنے لب اسکی پیشانی سے مس کیے۔!!

"میں ماما کو بول جاتا ہوں۔ وہ تمہارے پاس آ جائیں گی۔ اب بے فکر ہو کے سو جاؤ۔ اللہ حافظ

جان" وہ اسکا گال تھپتھپاتا ہوا بیگ اٹھا کے جلدی سے باہر نکل گیا اور وہ آنکھوں میں الجھن لیے اس

ستمر کو سوچتی ہی رہ گئی

Ep36

"سائم پلیز نہیں جاؤ ابھی" اسنے آنکھوں میں بے بسی سموئے اسے کہا جو بیڈ پہ بیٹھ کے جھک کے شوز

پہننے میں مصروف تھا۔ اسکی بات پہ سر اٹھا کے اسکی جانب دیکھا۔!!

"ثناء آج تو یہ بول دیا ہے نا آئندہ ایسا نا بولنا۔ میرے لیے سب سے پہلے میرا جنون ہے میری جاب

ہے۔ باقی سب بعد میں آتا ہے۔" اسنے جلدی سے شوز پہنے اور اٹھ کھڑا ہوا۔!!

"سائم پر پتا نہیں کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ کے بولی۔ اسنے

مڑ کے اسے بولا اور پھر گہرا سانس بھر کے اس کے پاس آیا۔!!

"ثناء کیا ہو گیا ہے یار۔ دیکھو شاہ زین بھی تو جا رہا ہے نا اور ویسے بھی تین چار دن کی بات ہے میں آ جاؤں گا۔ تم بلا وجہ کے وہم پال رہی ہو۔ اب پلیز اپنا موڈ ٹھیک کرو۔" اسنے اسکے سر سے اپنا سر ٹکاتے آنکھیں موند لیں۔!!

"سائمن میں آج بھی بتا رہی ہوں اگر خدا نخواستہ کبھی تمہیں کچھ ہو گیا نا تو میں بھی مر جاؤں گی۔" وہ اسکی گردن کے گرد بازو جمائل کر کے بولی تو وہ مسکرا دیا۔!!

"ہاں ایک کام کرنا تم بھی میرے پیچھے پیچھے آ جانا" وہ اسکے بالوں میں منہ چھپاتا شرارت سے بولا تو وہ ایک دم اس سے الگ ہوئی۔!!

"تم نا بہت ہی بد تمیز ہو۔" اسنے منہ بناتے اسکے سینے پہ دھپ رسید کی تو وہ ہنس دیا۔!!

"ہاں وہ تو میں ہوں۔ چلو یار اب میں چلتا ہوں شاہ زین آتا ہو گا۔" اسنے جلدی سے اسکی پیشانی چومی اور پھر بیگ اٹھاتا کمرے سے باہر چل دیا۔ ثناء بھی اسکے پیچھے ہی باہر تک آئی۔!!

"اوکے بھیا میں چلتا ہوں اب۔" وہ جلدی سے صارم کے گلے لگا تو اسنے اسے زور سے بھینچا۔!!

"اللہ تمہیں سرخرو کرے۔ اللہ حافظ میری جان" انہوں نے ہمیشہ کی طرح اسکی پیشانی چومی تو وہ مسکرا دیا۔!!

انعم کو سلام کیا وہ ابھی عمر کو اٹھا رہا تھا جب ہارن کی آواز آئی مطلب تھا کہ شاہ زین آچکا ہے۔ اسنے عمر کے دونوں گالوں پہ پیار کیا۔!!

"چاچو کے چیمپ جلدی سے بڑے ہو جاو۔" اسنے پیار سے کہتے اسکے بال بکھیرے اسے پتا نہیں کیا سمجھ آئی تھی جو وہ کھکھلا کے ہنس دیا باقی سب بھی مسکرا دیئے۔!!

اسنے اپنا بیگ اٹھایا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اگر وہ کسی چیز کو مس کر رہا تھا تو وہ تھی اسکی چڑیل۔ جو ہمیشہ اسے دوتے ہوئے لوداع کرتی تھی۔ وہ مسکرایا پھر مڑ کے ان سب کو دیکھ کے ہاتھ ہلایا اور پھر باہر گاڑی میں آ کے بیٹھ گیا تو شاہ زین نے سر کو ہلکا سا خم دے کے گاڑی سٹارٹ کر لی۔۔۔!!

"عالیہ کیسی ہے؟" اسنے گاڑی روڈ پہ آتے ہی فکر مندی سے شاہ زین سے سوال کیا تو وہ ہنس دیا۔۔!!

"سالے صاحب ابھی کچھ دیر پہلے تو اسے آپ نے رخصت کیا ہے اور ابھی سے اسکا حال چال پوچھنے لگ گئے۔" اسنے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا تو اسنے اسکے کندھے پہ دھپ رسید کی۔۔!!

"پوچھ اس لئے رہا ہوں کہ تجھ جیسے بندے سے ہر قسم کے رویے کی امید کی جاسکتی ہے۔ تیرا کیا پتہ ایویں میری بہن کو ڈرا دیا ہو اپنے غصے سے۔"

"یار اب تو تھوڑی عزت کر لو۔ بہنوئی ہوں تمہارا۔" اسنے ونڈ سکرین سے نظریں ہٹا کے سائٹ کو گھورا تو اب کی بار وہ ہنس دیا۔۔!!

"زیادہ شوخے نابو، جو پوچھا ہے اسکا جواب دو۔" اسنے اسے پھر سے کندھے پہ دھپ رسید کی۔ تو وہ اسے گھور کے رہ گیا۔۔!!

"اچھی بھلی ہے تمہاری بہن۔ کہیں سے توڑ پھوڑ نہیں کی میں نے۔" وہ بھی جل کے بولا۔۔!!

"کر کے تو دیکھ۔" وہ بھی گردن اکڑا کے بولا۔ ایسے ہی باتوں میں مگن وہ اپنی منزل کی جانب گامزن تھے۔۔۔!!

وہ صبح جس ٹائم اٹھی انعم لوگ ناشتہ لے کی آچکے تھے۔ وہ جلدی سے تیار ہو کے نیچے آئی۔ لائٹ پنک کلر کے ایک خوبصورت سے سوٹ میں ملبوس، ہونٹوں پہ لپ گلوں لگائے، لائٹ سی جیولری پہنے، ریشمی سیاہ بالوں کو کمر پہ پھیلانے وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔ انکا ولیمہ شاہ زین کے جانے کی وجہ سے پوسٹ پونڈ ہو چکا تھا۔!!

"وہ سب اس ٹائم لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ اسنے سب ک مشترکہ سلام کیا پھر جلدی سے صارم کے گلے لگی۔!!

"کیسا ہے میرا بچہ؟" اسنے پیار و شفقت سے اسکا سر چوما۔!!
 "میں بالکل ٹھیک ہوں بھیا۔ آپ کیسے ہیں۔" وہ مسکرا کے بولی۔!!
 "میں بھی ٹھیک ہوں گڑیا۔" وہ ابھی بول رہا تھا جب عمر اسکی طرف ہمکنے لگا وہ مسکرا کے جلدی سے انعم کی طرف گئی اور عمر کو گود میں اٹھا کے پیار کیا۔ پھر انعم سے اور ثناء سے باری باری ملی۔!!
 عمر اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اسکے رخسار تھپتھپانے لگا تو وہ سب ہی ہنس دیئے۔!!
 "ناشتہ بہت ہی خوشگوار ماحول میں کیا گیا۔ کچھ دیر بعد صارم اور کمال پاشا صاحب باتوں میں مصروف ہو گئے۔ تو ثنائستہ بیگم نے عالیہ کو ان دونوں کو اپنا روم دکھانے کا کہا تو وہ ان دونوں کو لے کے اپنے روم میں آ گئی۔!!

"واوو عالیہ۔ روم تو بہت اچھا ڈیکوریٹ کروایا ہے شاہ زین بھائی نے۔" ثناء کمرے میں داخل ہوتے ہی ارد گرد نظریں دوڑاتی بولی۔ جہاں ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔ وہ دونوں مسکرا دیں۔!!

"اچھا اب جلدی سے یہ بتاؤ شاہ زین بھائی نے رونمائی میں کیا گفٹ دیا؟" وہ بیڈ پہ دھپ سے بیٹھتی ہوئی بولی۔ انعم اور عالیہ دونوں ہی اسکے اس انداز پہ ہنس دیں۔ عمر ابھی بھی عالیہ کی گود میں ہی تھا۔!!۔!!

"تمہیں کیوں بتاؤں؟ یہ میرا اور انکا معاملہ ہے۔ جو بھی دیا ہو" وہ مسکراہٹ دباتی ہوئی بولی۔!!۔!!

"ہااااا بھابھی دیکھیں تو زرا اسے۔ چند گھنٹے ابھی اسے ہوئے ہیں یہاں آئے اور محترمہ لفٹ ہی نہیں کروا رہیں۔" وہ اسکی بالوں کی لٹ کھینچتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولی۔!!۔!!

"ہااا اچھی بات ہے نا۔ جب لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے تو اسکا سسرال اور شوہر ہی سب سے پہلے ہوتا ہے۔ باقی رشتے کہیں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور سناو عالیہ دل لگ گیا یہاں۔" اسنے مسکراتے ہوئے عالیہ سے پوچھا۔!!۔!!

"بھابھی ابھی تک تو کوشش جاری ہے۔ امید ہے جلد ہی لگ جائے گا۔" وہ عمر کے گال پہ پیار کرتی ہوئی بولی تو وہ دونوں مسکرا دیں۔!!۔!!

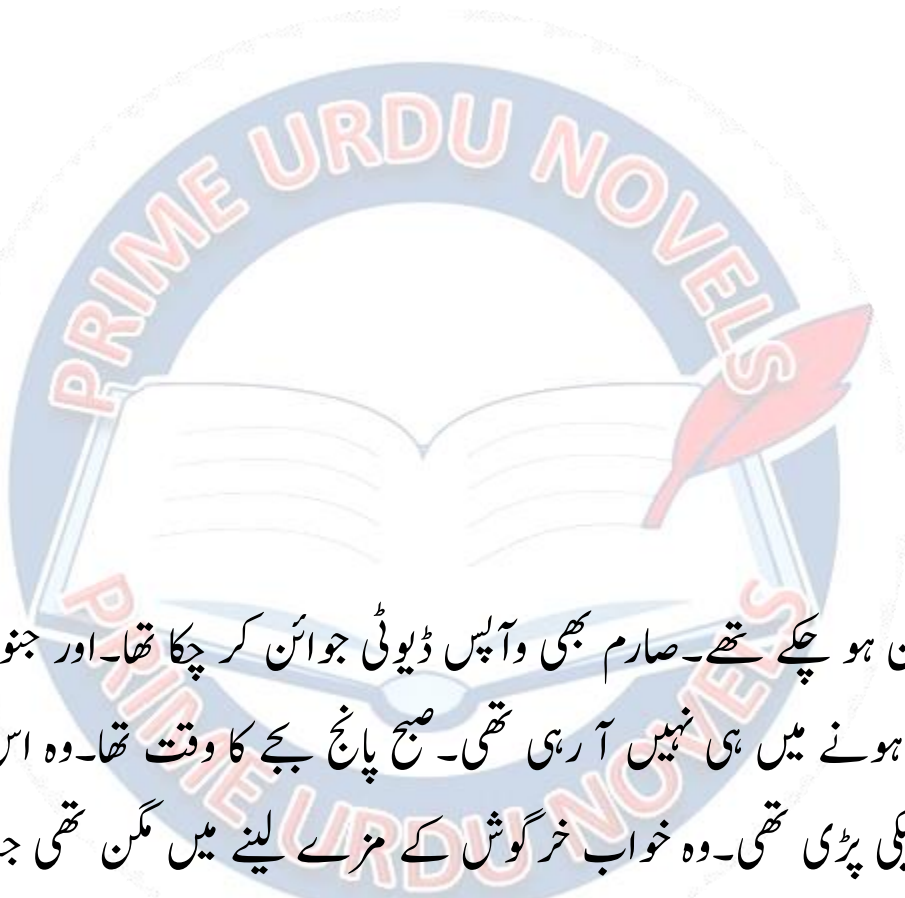
"انشاء اللہ" ان دونوں نے یک زبان ہو کے کہا۔!!۔!!

"اور تم چل رہی ہو نا آج ہمارے ساتھ گھر؟" انکا ولیمہ تو پوسٹلونڈ ہو چکا تھا اس لیے انعم نے پوچھا۔!!۔!!

"نہیں بھابھی ابھی نہیں۔ شاہ آئیں گے نا تو انکے ساتھ آؤں گی۔" وہ بالوں کو کان کے پیچھے اڑتے ہوئے بولی۔!!۔!!

"بھابھی میں آپکو بتا رہی ہوں یہ عالیہ بدل گئی ہے۔ یہ ہماری عالیہ ہے ہی نہیں۔" ثناء دائیں بائیں نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی تو وہ دونوں ہنس دیں۔ کافی دیر تک وہ باتوں میں مصروف رہیں۔ جب وہ

جانے لگے تو انہوں نے اسے ساتھ جانے کو بولا لیکن عالیہ میڈم کی ایک ہی رٹ تھی کہ جب شاہ زین آئے گا تب ہی آئے گی۔ شائستہ بیگم، کمال پاشا صاحب اور صارم مسکرا رہے تھے۔ ان تینوں کو ہی یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی عالیہ ہے جو ایک منٹ بھی اپنے گھر سے کہیں نہیں جاتی تھی۔ اسی طرح باتوں باتوں میں وہ لوگ چلے گئے۔۔۔!!



Ep37

انہیں گئے تین دن ہو چکے تھے۔ صارم بھی واپس ڈیوٹی جوائن کر چکا تھا۔ اور جنوری کے دن تھے۔ فضا میں خنکی کم ہونے میں ہی نہیں آ رہی تھی۔ صبح پانچ بجے کا وقت تھا۔ وہ اس ٹائم اپنے روم میں بیڈ پر کبیل میں دبی پڑی تھی۔ وہ خواب خرگوش کے مزے لینے میں مگن تھی جب تکیے کے نیچے سے موبائل کی جنگاڑتی آواز نے گویا صور پھونکا۔ لیکن وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔ جب مسلسل موبائل کی بیل ہوتی رہی تو اسے مندی مندی آنکھوں سے تکیے کے نیچے پڑا موبائل فون اٹھایا بر دیکھے بغیر ہی اسے کال ریسپونڈ کر کے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔!!

"ہیلو کون؟" نیند سے بوجھل آواز میں کہتے اسے کروٹ بدلی۔!!

"موٹی ابھی تک سو رہی ہو؟ تمہیں اور کوئی کام بھی ہے سونے کے علاوہ یا نہیں۔" دوسری طرف سے سائمن کی چنگاڑتی آواز پہ اسکی نیند بھک سے اڑی۔!!

ادھر جانے کے بعد اسنے پہلی دفعہ کال کی تھی۔ اسنے جلدی سے اٹھ کے بیٹھتے ہوئے بال کان کے پیچھے اڑے۔!!

"میں موٹی نہیں ہوں بلکہ موٹے تو تم ہو۔" اسنے باقی ساری بات کو نظر انداز کر کے اسے غصے سے جواب دیا۔ ہاں بھلا وہ کب موٹی تھی۔ ہاں بس ذرا صحت مند ہی تو تھی۔!!

"او ہیلو محترمہ! میں موٹا نہیں بلکہ ہینڈ سم ہوں۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے لوگ میری ڈیشنگ پر سنیلٹی سے اکثر جلیس رہتے ہیں۔" صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس پہ طنز کر رہا تھا۔ اور ثناء کو تو آگ ہی لگ گئی۔!!

"اللہ اللہ! سائمن خوش فہمیوں کی بھی حد ہونی چاہیے۔" وہ غصے سے دانت پیس کے بولی۔!!

"ہاہا جانم تمہارے غصہ کرنے سے سچائی تو نہیں بدل جائے گی۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے کسی نے میری یہی خوبصورت سی شکل دیکھ کے مجھے پروپوز کیا تھا۔" سائمن نے دل جلانے والے انداز میں کہا اور وہ تو گویا جل بھن ہی گئی۔ ہاں تو کر دیا تھا پروپوز اب کیا ساری عمر جتنا ہی رہے گا۔!!

"ہاں کیا تھا پروپوز۔ پر تمہاری یہ خوبصورت سی شکل دیکھ کے نہیں۔ بلکہ تمہارا یونیفارم دیکھ کے۔ اور ہاں ایک اور بات اگر تمہاری جگہ وہاں کوئی اور آرمی مین ہوتا تو بھی میں یہی کرتی۔ پر میری قسمت خراب تھی جو تم مل گئے۔" اپنے غصے کے برعکس وہ اپنے لہجے کو میٹھا بنا کے بولی۔!!

"ہاں کر کے تو دیکھتی۔ تمہاری پھر میں ٹانگیں بھی توڑتا" اسے تو گویا غصہ ہی آگیا تھا اسکی بات پر۔ وہ صرف اسکی تھی ہاں صرف سائمن حسن کی۔!!

"ہونہ اتنی تمہاری ہمت" اسنے موبائل کان اور کندھے کے درمیان ٹکایا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنے کھلے بال سمیٹ کے جوڑا کیا۔!!

"گستاخ لڑکی تمیز سے بات کیا کرو مجھ سے۔ اور ہاں مجھے "آپ" کہہ کر پکارا کرو۔ یہ اچھی لڑکیوں کا شیوہ نہیں ہوتا تم کہہ کر بلانا۔"

"ہاں ہاں سب کچھ میں ہی کروں۔ تم کبھی نا ماننا میری بات۔ میرے ساتھ تو ہمیشہ زبردستی ہی کی ہے تم نے۔" وہ منہ بنا کے بولی۔!!

"اوکے محترمہ! ساری غلطی میری ہی ہے۔ بلکہ میں سارا کا سارا ہوں ہی غلط۔ مجھے معاف کرو۔" وہ بے چارا صبح صبح سخت عاجز آچکا تھا۔ ثناء کو بھی اب اپنے رویے پر افسوس ہوا کہ پہلے ہی اس نے اتنے دنوں بعد کال کی تھی اور ان دونوں کی لڑائی شروع ہو گئی تھی۔!!

"اچھا اچھا باقی سب چھوڑو۔ یہ بتاؤ کیسے ہو؟" معافی مانگنا پھر بھی نا گوارا کیا دوسری جانب وہ ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ غلط بندے سے غلط امید لگانے پر یہی ہوتا ہے۔!!

"بڑی جلدی نہیں خیال آگیا تمہیں میرا؟" اسنے طنز کیا تو وہ مسکرا دی۔!!

"ہاں نا میرے پیارے سے مجازی خدا۔ اب آپ بتائیں کیسے کال کی؟" وہ مسکرا کے شرارت سے بولی تو دوسری جانب اسکا غصہ ہوا ہو گیا۔!!

"موبائل سائیڈ ٹیبل پہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے وہ اٹھا کے تمہارا نمبر ڈائل کیا تو کال ہو گئی۔ اور کیسے کرنی تھی کال۔" اب کی بار وہ شرارت سے بولا۔!!

"سائٹم اب تم مجھے پھر غصہ دلا رہے ہو" وہ مٹھیاں بھینچ کے بولی کیونکہ وہ کبھی بھی کسی بات کا سیدھا جواب نہیں دیتا تھا۔!!

"ہا ہا جانم سیدھی سی بات ہے مجھے ٹائم اب ملا تو سوچا گھر ہی حال چال پوچھ لوں۔ ابھی عالیہ سے بھی بات ہوئی تھی میری۔ وہ اداس ہو رہی تھی۔"

"ہاں میں بھی سوچ رہی تھی اس سے ملنے جاؤں گی۔ کیونکہ جب تک شاہ زین بھائی نا آئے اسنے ادھر تو آنا نہیں ہے۔ انعم بھابھی بھی کہہ رہی تھیں کہ ادھر ایک چکر لگا آئیں۔ تم بتاؤ تم کب آرہے ہو واپس؟" اسنے بھی اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔ اور ساتھ ہی اسکی واپسی کے بارے میں استفسار کیا۔!!

"یار بس جلد ہی آجائیں گے۔ میں سوچ رہا تھا کہ تم اپنی سٹڈی دوبارہ سے کنٹینیو کرو۔ عالیہ سے بھی بات ہو گئی ہے وہ تو راضی ہے۔" وہ ساری بات سن کے محض سانس بھر کے رہ گئی۔!!

"لیکن سائمن مجھے اکیلے باہر جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ وہ لوگ مجھے ابھی بھی ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔۔" بولتے بولتے اسکی آواز بھرا گئی۔!!

"ثناء یار مجھے تم سے ایسے بزدلانہ رویے کی امید نہیں تھی۔ یار تم تو سائمن کی ثناء ہو۔ بہت بہادر۔ اور میری جان جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہاری طرف نظر اٹھا کے تو دیکھو۔ اسکی آنکھیں نکال دوں گا میں۔ تمہیں کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اوکے؟ اب کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ تم میری ریکویسٹ مان لو گی؟" بہت محبت سے بہت مان سے سوال کیا گیا تھا اور وہ تو اسکی دیوانی تھی۔ چاہے اس سے لڑتی تھی جھگڑتے تھی اس لئے وہ اسکی بات کیسے ٹال سکتی تھی۔۔۔!!

"سائمن پلیز تم مجھ سے ریکویسٹ نہیں کیا کرو۔ بس حکم دیا کرو۔ کیونکہ تم صرف آرڈر دیتے اچھے لگتے ہو۔ اور جہاں تک تمہاری بات ماننے کا سوال ہے تو تم تو میری روح کا حصہ ہو۔ جب تک میری سانسیں ہیں میں تمہاری ہر جائز بات ہر جائز خواہش پوری کروں گی۔" کتنا پیارا انداز تھا اسے یہ مان

سوہنے کا۔ اور دوسری طرف سائے وہ تو روح تک سرشار ہو گیا تھا اسکے اتنے محبت بھرے انداز سے
!!۔

"ویسے ثناء مجھے لگتا ہے تم وہ پہلی لڑکی ہو جو اتنے دھڑلے اپنے منہ سے اظہار محبت کرتی ہو۔" وہ
ہنستے ہوئے بولا تو وہ بھی کھکھلا دی

"ہاں تو اب جیسی بھی ہوں تمہاری ہی ہوں۔" وہ اترائی تو دوسری جانب اسکے ہونٹوں پہ ایک
خوبصورت سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دونوں خوش تھے اپنی قسمت پر نازاں تھے۔ لیکن قسمت تو بدلتی
رہتی ہے۔ اور کون جانتا تھا آگے انکی قسمت انہیں زندگی کا کونسا رخ دکھانے والی تھی۔ یہ سب تو بس
اوپر والا ہی جانتا ہے۔!!۔

Ep38

عالیہ کچن میں داخل ہوئی۔ اسکے سر میں صبح سے ہلکا ہلکا درد تھا تو چائے بنانے کا سوچا۔ وہ اس دن سے
زیادہ تر کچن میں ہی پائی جاتی تھی۔ کیونکہ آج کل اسکے سر پہ کوکنگ کا شوق جو سوار تھا۔ شائستہ بیگم
نے بہت منع کیا لیکن وہ پھر بھی انکی ہیلپ کروا دیتی تھی۔!!۔

"عالیہ نے چائے کا پانی چولہے پہ رکھا۔ چائے بنانے کے وہ ابھی کپ میں ڈالنے ہی لگی تھی کہ پین اسکے
ہاتھ سے چھوٹا اور گرم گرم چائے اسکا بایاں ہاتھ اور پیر جلا گئی۔ اسنے ادھر ہی چیخنا شروع کر دیا
۔ کپ اسکے ہاتھ سے گر کے کرچی کرچی ہو کے زمین پہ پڑا تھا۔ شائستہ بیگم اور کمال پاشا صاحب
اسکے چلانے پر حواس باختہ سے کچن کی جانب دوڑے۔!!۔

"کیا ہوا عالیہ بیٹا؟ یہ کیسے جل گیا؟" انہوں نے آگے بڑھ کر جلدی سے اسے سٹول پہ بٹھایا۔ عالیہ
کی آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے۔!!۔

"شائستہ آپ عالیہ کو لے کے باہر چلیں۔ میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔ کافی زیادہ جل گیا ہے۔" کمال پاشا صاحب اسکے زخموں کا معائنہ کرتے جلدی سے اٹھے اور انہیں بولتے باہر چلے گئے۔!!

شائستہ بیگم نے اسے سہارا دے کے اٹھایا اور اسکے لرزتے وجود کو سنبھالتیں باہر نکل گئیں۔!!

"ڈاکٹر نے اسکا چیک اپ کیا۔ پاؤں زیادہ جلے تھے۔ اسکا نازک سا ہاتھ بھی بری طرح لال پڑ چکا تھا۔ انہوں نے اسکے زخموں پہ لگانے کے لیے آئٹمنٹ اور جلن کو کم کرنے کے لیے کچھ میڈیسنز لکھ کے دیں عالیہ کا تکلیف کی شدت سے رو رو کے برا حال ہو رہا تھا۔!!

"عالیہ بیٹا چپ کر جاو۔ اور کوئی ضرورت نہیں آئندہ کچن میں کام کرنے کی۔ آپکی ماما ہیں اور ملازم ہیں آپکو جو چیز چاہیے انہیں بول دیا کرو۔" کمال پاشا صاحب نے شفقت سے اسکا سر تھپکتے ہوئے کہا۔ عالیہ اس وقت اتنی نڈھال ہو رہی تھی کہ انکی کسی بات کا جواب بھی نادے سکی۔!!

کمال پاشا صاحب کے جانے کے بعد شائستہ بیگم نے اسکے زخموں پہ آئٹمنٹ لگائی۔ جلن کی وجہ سے اسکی آنکھیں رو رو کے سوج چکی تھیں۔!!

"عالیہ میرا بچہ چپ کر جاو۔" انہوں نے اسکا سر اپنے کاندھے سے لگاتے ہوئے اسکے بال سہلائے۔!!

یہ پیاری سی، نازک سی لڑکی انکے اکلوتے بیٹے کی پسند تھی اسکی محبت تھی تو اس لحاظ سے وہ انہیں اور بھی عزیز تھی۔ وہ اسے تکلیف میں کیسے دیکھ سکتیں تھیں۔ اسکی معصومیت اسکی پاکیزگی اسے دوسروں سے مختلف بناتی تھی۔!!

"عالیہ بیٹا میں ادھر ہی ہوں تمہارے پاس۔ تم آرام کرو نہیں تو طبیعت اور بگڑ جائے گی۔ چلو جلدی سے آنسو صاف کرو میں ابھی آپکے لئے کھانے کو کچھ لاتی ہوں۔" انہوں نے اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کئے اسکی پیشانی چومی اور باہر چلی گئیں۔!!

آنٹمنٹ کی وجہ سے اب جلن کچھ کم تھی عالیہ نے تھک کے آنکھیں موند لیں۔ اسکی سوچوں کا محور ایک دفعہ پھر شاہ زین تھا۔ جو کب سے گیا تھا ایک دفعہ کال تک نا کی تھی۔!!

وہ ابھی لیٹی ہی تھی جب شائستہ بیگم پھر عجلت میں اندر داخل ہوئیں۔!!

"عالیہ گڑیا اٹھو شاہ زین کی کال ہے اس سے بات کر لو۔" شائستہ بیگم نے اسے سہارا دے کے بٹھایا اسے موبائل پکڑا کے جس طرح آئیں تھیں اسی طرح واپس چلی گئیں۔!!

"عالیہ ماما بتا رہی تم نے گرم چائے خود پہ گرا لی ہے۔ پاگل لڑکی تم کچن میں لینے کیا گئی تھی؟ زیادہ تو نہیں لگی؟" اسنے موبائل ابھی کان سے لگایا ہی تھا کہ شاہ زین کی بے تاب سی آواز پہ اسے کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔!!

"وہ مم میں چائے بنا رہی تھی پتا نہیں کیسے جل گیا۔" اتنے دنوں بعد اسکی آواز سنی تھی تو دل بھر آیا۔ ساتھ ہی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی جاری ہو گئے۔ دوسری طرف وہ اس کے رونے کی آواز سن کر بے چین ہوتا جا رہا تھا۔!!

"یار عالیہ اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو میں بابا کو کہتا ہوں وہ تمہیں ہاسپٹل لے چلتے ہیں۔ پر پلیر یار ایسے روو مت۔ میں تمہارے آنسو برداشت نہیں کر سکتا" اسکی بے چین اور فکر مند سی آواز پہ اسے اور رونا آیا۔!!

"عالیہ یار پلینز کچھ تو بولو۔ کیوں ایسے تنگ کر رہی ہو" بے بسی سے کہا گیا لیکن وہ ہنوز اپنے شغل میں مصروف رہی۔!!

"عالیہ آئی سیڈ سٹاپ کرائنگ" اب کی بار وہ غصے سے بولا تو اور اور زیادہ رونا شروع ہو گئی۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی ایک تو اس بے چاری کو چوٹ لگی تھی اور اوپر سے وہ ڈانٹ رہا تھا۔!!

"آپ آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔" روتے ہوئے شکوہ کیا گیا۔ دوسری جانب اسنے گہرا سانس بھرا۔!!

"مائی لٹل ڈول پلینز سٹاپ کرائنگ! میں نہیں ڈانٹ رہا۔ بس تم رونا بند کر دو پلینز۔" اسنے پیار سے کیتے گویا اسے پچکارا تو کہیں جا کے اسکے آنسوؤں کی رفتار میں کچھ کمی آئی۔!!

"پہلی پرامس کریں۔" سوں سوں کرتے بولی۔!!

"پرامس میری جان! اب تم یہ بتاؤ تم کچن میں کیوں گئی؟ ماما کو بول دیتی چائے بنانے کا۔"

"وہ ماما فری نہیں تھیں تو میں نے سوچا۔۔۔"

"پلینز میڈم آئندہ ایسی کوئی بھی سوچ اپنے اس چھوٹے سے زہن میں مت لائیے گا۔ میں جب واپس آؤں مجھے میری ڈول بالکل ویسی ہی چاہیے جیسی میں چھوڑ کے گیا تھا۔ اور اگر تم نے دوبارہ ایسی کوئی

حرکت کی نا تو رکھ کے دو لگاؤں گا۔" پیار سے کہتے آخر میں اسنے دھمکایا تو وہ پھر روہانسی ہو گئی۔!!

"آپ اب مجھے ماریں گے؟" لہجے میں خفگی واضح تھی وہ اسکی معصومیت پہ مسکرائے بنا نا رہ سکا۔!!

"ہاں بالکل اگر تم نے میری ڈول کا خیال نا رکھا تو میں ایسا ہی کروں گا۔"

"کتنے ظالم ہیں آپ۔ میں بھی پھر بابا سے آپکی کمپلین کروں گی" اسے بھی غصہ آ گیا تھا اسکے

دھمکانے پہ۔!!

"اوہووووو اچھا شوق سے میری جان۔ لیکن پھر بعد میں تمہیں مجھ سے کون بچائے گا" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے معنی خیزی سے بولا۔!!

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے" وہ اسکے مطلب کو بنا سمجھے جلدی سے بولی۔!!

"کیوں نہیں کروں گا۔ بالکل کروں گا۔ جب تم بابا سے میری شکایت کرو گی تو ظاہر ہے مجھے بھی تو پھر اپنا بدلہ لینا ہے ناکسی طرح" ضد، رعب، دھونس اسکے لہجے میں تھی جبکہ دوسری جانب وہ روہانسی ہو رہی تھی۔!!

"اچھا اچھا یہ سب چھوڑیں۔ آپ میری بات سنیں۔" وہ اسکی بات کر نظر انداز کرتی جلدی سے بولی۔!!

"جی جی سنائیں" وہ بھی اسی انداز میں بولا۔!!

"پتا کیا میں نے سوچ لیا ہے اب میں بھی آرمی میں جاؤں گی۔" وہ رک رک کے بولی اور دوسری جانب شاہ زین کو لگا شاید اسے سننے میں دھوکا ہوا ہے۔!!

"کیا عالیہ۔ مجھے شاید سمجھ نہیں آئی۔" وہ بچارا تو اچھا بھلا کنفیوز ہی ہو گیا تھا۔!!

"میں کہہ رہی ہوں کہ مجھے آرمی میں جانا ہے۔" اس دفعہ وہ زرا اونچی آواز میں بولی مگر دوسری جانب سے سنائی دینے والے شاہ زین کے قہقہے سے جزبز ہو گئی۔!!

"کیا ہے؟ ہنس کیوں رہے ہیں؟" جب کافی دیر بعد بھی اسکی ہنسی نارکی تو عالیہ کو غصے سے اسے ٹوکنا پڑا۔!!

"تمہیں یہ خیال کیسے آگیا میری جان؟ آرمی تم جیسے نازک لوگوں کا کام نہیں ہے" وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔!!

"جی نہیں میں کوئی نازک مزاج نہیں ہوں۔ اور بابا بھی کہہ رہے تھے کہ میں آرمی میں جاسکتی ہوں۔"

"اووو اچھا تو عالیہ میڈم اپنی بہادری کی کوئی داستان ہمارے بھی گوش گزار دیں تاکہ ہمیں بھی تو پتا چلے کہ آپ نازک مزاج نہیں ہیں۔" وہ اسکی باتوں سے محفوظ ہو رہا تھا۔!!

"آپکو پتا ہے کل جب میں لاونج میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی تو سامنے والی دیوار پہ ایک چھپکلی مجھے گھور رہی تھی میں اسے دیکھ کے بھاگی نہیں تھے بلکہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھتی رہی وہ خود مجھ سے ڈر کے بھاگ گئی" اسنے اپنے لہجے کو بہت پر اسرار بنا کے بتایا جبکہ دواوری جانب ضبط کے مارے اسکا چہرہ لال ہو رہا تھا۔!!

"ہاااااا عالیہ یار تمہیں پاک آرمی تو کیا ملٹری انٹیلیجنس جائن کرنی چاہیے۔ اتنا بہادری والا کام تو آج تک میں نے بھی نہیں کیا۔" اسنے اپنے لہجے کو ایسا بنایا جیسے وہ اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہو۔ عالیہ تو اتنے میں ہی خوش ہو گئی۔!!

"ہیں نا؟ میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ پھر ہم دونوں ساتھ کام کیا کریں گے" اپنی تکلیف بھولے وہ اسکے ساتھ باتوں میں مگن ہو چکی تھی اور دراصل وہ چاہتا بھی یہی تھا۔!!

"ہاں پھر تو میں کر چکا سارے کام" اسنے استہزائیہ کہتے پھر سے قہقہہ لگایا۔!!

"آپ تو میرا مزاق ہی بناتے رہیں گے۔ میں بابا سے بات کرتی ہوں" وہ تو اسکی بات کا برا ہی منا گئی تھی۔!!

"عالیہ ویسے تمہیں یہ آرمی جوائن کرنے کا شوق کب سے ہو گیا؟" اسے پتا تھا یہ اسکا شوق ہے جو دو دن میں اتر جانا تھا۔ جتنی آرمی کی ٹریننگ ٹف ہوتی ہے وہ تو وہاں ایک دن بھی نہیں گزار سکتی۔!!

"بتا تو دیا ہے آپکو" وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔!!

"اوکے فائن یار۔ اس ٹاپک پہ ہم جب بات کریں گے جب میں آ جاؤں گا"

"اوکے"

"چلو اب تم سو جاؤ۔ ٹائم پہ میڈیسن لینا اور اپنا بہت سارا دھیان رکھنا۔"

"اوکے شاہ اللہ حافظ" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔!!

"اللہ حافظ شاہ کی جان" وہ موبائل رکھ چکی تھی جبکہ دوسری جانب وہ اسکی بچگانہ باتوں کو سوچتا کافی دیر تک مسکرا رہا۔!!

Ep39

"آا میرا شہزادہ، پھوپھو کی جان، پھوپھو نے آپکو بہت مس کیا" اسنے عمر کو گود میں اٹھائے چٹا چٹ پیار کیا وہ بھی کھکھلا کے ہنس دیا۔!!

انعم اور ثناء کو شائستہ بیگم نے ہی کال کر کے عالیہ کی طبیعت کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس ٹائم وہ دونوں شاہ زین کے گھر آئیں ہوئیں تھیں۔!!

عالیہ شاہ زین بھائی کی دو دن کی جدائی میں تمہارا یہ حال ہے مجھے تو ڈر ہے اگر انہیں زیادہ دن تک ادھر رہنا پڑے تو کہیں تم حال سے بے حال نا ہو جاو "ثناء اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے شرارت سے بولی۔ اسکا چہرہ شاہ زین کے زکر سے عالیہ کا چہرہ شرم کے مارے سرخ ہو گیا۔!!

"نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے" وہ بظاہر عمر کے ساتھ کھیلتی ہوئی مدھم آواز میں بولی۔ کیونکہ شائستہ بیگم اور انعم بھی ادھر ہی بیٹھیں انکی گفتگو سے لطف اندوز ہو رہیں تھیں۔ اور ثناء وہ تو صدا کی بے باک تھی جو منہ میں آتا سوچے سمجھے بغیر بولنے کی عادی تھی۔ جبکہ اس کے برعکس عالیہ تھی۔ جسے آج تک شاہ زین سے بھی اپنے جذبات، احساسات کا اظہار نہیں کرنا آیا تھا۔!!

"ہیلو میڈم ابھی سے انکے خیالوں میں کھو گئی" اسے سوچوں میں غطاں دیکھ کر ثناء نے اسکی آنکھوں سامنے چٹکی بجائی۔ وہ ایک دم چونکی اور اسکی جانب دیکھا جو بظاہر سنجیدگی سے آنکھوں میں شرارت لیئے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔!!

"بہت بد تمیز ہو تم یار ثناء" اسنے نجل ہو کے اسے آنکھیں دکھائیں لیکن ان تینوں کی دبی دبی ہنسی نے اسے جزبز کر دیا۔!

"ماما،، بھابھی آپ بھی اس کے ساتھ مل گئی ہیں" کچھ لمحے پہلے اپنی بے اختیاری والا تاثر زائل کرنے کے لیئے وہ خفگی سے بولی۔!!

"بالکل بھی نہیں، میں کیوں اپنی پیاری سی بیٹی کو چھوڑ کے کسی اور کے ساتھ ملوں گی۔ بھئی ثناء تم ہماری بیٹی کو تنگ نا کرو" انہوں نے مسکراتے ہوئے پہلے اسے حوصلہ دیا بعد میں ثناء کو مصنوعی غصے سے تنبیہ کی تو اسنے جلدی سے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو وہ سب مسکرا دیں۔!!

"ہاں ثناء اور اگر وہ شاہ زین بھائی کے بارے میں سوچ بھی رہی ہے تو اس میں کونسا بڑی بات ہے بھی اس کے جملہ حقوق ان کے نام محفوظ ہیں۔ اس کا حق بنتا ہے انہیں سوچنے کا" اب کی بار انعم مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تو عالیہ نے بے یقینی سے انعم کی طرف دیکھا جب کہ ثناء اور شائستہ بیگم بھی مسکراتے ہوئے اسے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھیں۔!!

"بھابھی آپ میرے ساتھ بے وفائی کیسے کر سکتی ہیں؟؟؟" اسے تو گویا صدمہ ہی لگ گیا تھا اس لئے شکایتی انداز میں بولی۔!!

"بھئی اب ہم نے اتنا بینڈ سم وفا کرنے والا تمہیں پورا کا پورا بندہ سوچ دیا ہے تو تمہیں کسی اور کی وفا یا بے وفائی کی فکر نہیں ہونی چاہیے" مجال ہے جو ثناء کبھی اپنی زبان کو آرام دے۔ ناجی نا۔!! عالیہ تو آج صحیح پھنسی تھی ان سب کے درمیاں۔!!

"افف شرم کرو ثناء۔ دن بہ دن زیادہ بد تمیز نہیں ہو گئی تم" وہ اپنا سرخ چہرہ جھکا گئی۔!!

"اوو ہیلو میڈم! اب تمہاری بھابھی ہوں تو زرا ادب سے بات کرو" ثناء نے فرضی کالر کھڑے کیئے۔!!

"اوکے بھابھی جان۔ اب مجھے معاف کر دیں" عالیہ کو پتا تھا ایسے جان نہیں ٹلنے والی اس لئے عاجز آ کے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو وہ تینوں ہنس دیں۔!!

اسی اثناء میں صارم کی بھی کال آ گئی۔ اس نے بھی عالیہ کو اپنا بہت سا خیال رکھنے کی تلقین کی۔!!

شائستہ بیگم اور عالیہ نے انہیں ڈنر کرو کے ہی گھر بھیجا۔ ان کے جانے کے بعد عالیہ کو اپنی قسمت پر رشک آ رہا تھا کہ اللہ نے اسے کتنا پیار کرنے والے رشتے عطا کیئے تھے۔!!

This based on a real mission of SSG jafar tayar company

ان چھ کمانڈوز کی جعفر طیار کمپنی کو ایک مشن ملا۔!!

And the mission is to capture a terrorist compound

"Yes sir"

ان سب نے یک زبان ہو کر کہا۔!!

برلاس سیکٹر (اوپر اور کزنٹی ایجنسی) کی اس پہاڑی پہ ایک حویلی جس پہ دہشتگروں کا قبضہ تھا انہیں اس حویلی کو ملک کے دشمنوں سے پاک کرنا تھا۔!!

ایس ایس جی کے مخصوص یونیفارم ہاتھوں میں ہتھیار تھامے وہ آگے بڑھ رہے تھے۔ سخت موسم دشوار گزار پہاڑی راستے، زہریلی جھاڑیاں اوپر سے مکروہ دشمن کا خطرہ لیکن ان جوانوں کے حوصلے بلند تھے۔!!

وہ تعداد میں دشمن سے بہت کم تھے لیکن ہمت میں ان سے ہزاروں گنا بڑھے تھے۔ گن کو مخصوص پوزیشن سے تھامے وہ مسلسل آگے بڑھ رہے تھے۔ ایک ایک قدم پہ وہ چوکنا تھے۔!!

"Ali location"

کیپٹین شاہ زین نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے اپنے ساتھی کمانڈو سے رابطہ کیا۔!!

"Keep of the range over"

فورا ہی جواب آیا تھا۔ وہ ایک جگہ رکے۔ کیپٹین عدیل نے دور بین سے اس حویلی کے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ وہاں ان دہشتگروں کی تین محافظ چوکیاں تھیں۔ جائزہ لینے کے بعد انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ اللہ کا نام لے کے وہ ایک دفعہ پھر آگے بڑھنا شروع ہوئے۔ اور

تھوڑے سے فاصلے پر موجود دشمن چوکیوں پر فائرنگ شروع کی۔۔ وہاں موجود تین دشمنوں کو ابدی نیند سلا کے وہ آگے بڑھنے پہ پر عزم تھے۔۔!!

دشمن بھی بھرپور جوابی فائرنگ کر رہے تھے۔ وہ دو چوکیوں کا کام تمام کر چکے تھے۔ ہر طرف فائرنگ کی آوازیں گونج رہیں تھیں۔ اس ٹائم وہ سب بھولے چکے تھے۔ انکی فیمیلز انکے پیارے کہیں بہت پیچھے رہ چکے تھے اگر یاد تھا تو صرف اتنا اپنے وطن کو ان خطرناک دشمنوں سے نجات دلانی ہے۔ ایک عزم جو ان میں رچ بس چکا تھا اپنے ملک کی حفاظت کرنے کا چاہے اس کے لیے انہیں جان ہی کیوں قربان کرنی پڑے۔۔!!

یالیں ایس جی جوان اپنی ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد خلف نامے پر دستخط کرتے ہیں۔ اور اپنے انگھوٹے سے خون نکال کر اوپر دی ہوئی جگہ پر اپنے خون کی مہر لگاتے ہیں۔ جس کی ابتدائی تحریروں میں وطن پاکستان کی ہر لمحہ حفاظت، خدمت اور ہر دم مر مٹنے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اور اسکی آخری تحریر کچھ یوں ہوتی ہے۔۔ (اور میں اپنے غیرت مند خون کی قسم کھاتا ہوں)

nd last EP 402

آخری چوکی پہ انہوں نے گرینیڈ پھینکا۔ اگلے کچھ سیکنڈ میں اس چوکی کے ساتھ ہی دشمنوں کے جسموں کے پرچے اڑھ چکے تھے۔۔!!

انہوں نے حویلی کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ بیرونی دروازہ ایک جھٹکے سے توڑ کے وہ اندر داخل ہوئے اور ساتھ ہی فائرنگ بھی شروع کر دی۔ دشمن بھی بھرپور جوابی فائرنگ کر رہے تھے۔ شاہ زین جو کہ آگے بڑھ رہا تھا کہیں سے ایک گولی اسکی ٹانگ کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔ وہ لڑکھڑایا لیکن جلد ہی خود پر قابو پا کے اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔!!

وہ حویلی کافی بڑی تھی لیکن کمرے صرف دو ہی تھے وہ بڑے بڑے کمرے تھے۔ وہ دو ٹیمز بنا کے دونوں کمروں کی طرف بڑھے۔ ایک ٹیم میں کیپٹین سائم، کیپٹین علی اور کیپٹین عدیل تھے جبکہ دوسری ٹیم میں کیپٹین شاہ زین، کیپٹین اسد اور کیپٹین رحمن تھے۔!!

سائم اور اسکی ٹیم اس کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے تھے جب اندر سے فائرنگ ہوئی اور ساتھ ہی ایک دہشتگرد باہر آیا سائم نے ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے گن پرے پھینکی اتنی دیر میں باقی دونوں اندر داخل ہو چکے تھے اسنے اس دہشتگرد کو اپنی گن سے جہنم واصل کیا اور پھر خود اندر کی طرف قدم بڑھائے۔ اندر فل زوروں سے مقابلہ جاری تھا کچھ ہی سیکنڈز میں دہشتگروں کا کام تمام ہو چکا تھا۔!!

وہ باہر نکلے تبھی کہیں سے ایک گولی آئی اور سیدھا اسکے سینے کو چیر گئی ایک خون کا فوارہ پھوٹا تھا اسکے بدن سے۔ لیکن ہمت نہیں ٹوٹی تھی اسنے اپنی گن کا سیدھ پہ نشانہ باندھا اور گولی چلا دی دوسرے ہی پل وہ گولی اس دہشتگرد کی گردن چیرتی ہوئی گزر گئی اور وہ اپنے بے جان وجود کے ساتھ ادھر ہی ڈھے گیا۔ یہ ہی تو فرق ہوتا ہے آرمی والوں میں اور دہشتگردوں میں کہ آرمی والے خود ٹوٹ جاتے ہیں لیکن انکی ہمت نہیں ٹوٹی۔!!

کچھ ہی پل میں وہ دشمنوں کا صفایا کر چکے تھے۔!!

"پاکستان" نعرہ لگایا گیا

"زندہ باد" سب نے جواہر پر جوش سا نعرہ لگایا۔!!

وہ گھٹنوں کے بل جھکتا گیا۔ ہاں وہ اس ٹائم کچھ محسوس کر رہا تھا۔!!

ہم اس کے نور سے وہشت کی ظلمت کو مٹائیں گے
مٹانے آخری حد تک ہم اس دشمن کو جائیں گے

شاہ زین کے کندھے اور ٹانگ پہ گولی لگی تھی۔ اسنے سائمن کو ادھر زمین پہ گرے پایا تو اپنی تکلیف
بھول کر اس تک آیا۔ اسنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کے اسے سیدھا کیا تو نظر اسکے سینے پہ موجود گولی
کے نشان پر پڑی جہاں سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔!!

اسنے اسکی پلس چیک کی۔ اسکی سانسیں چیک کیں۔ سب کچھ رک چکا تھا اسے لگا اسے دھوکا ہو رہا
ہے۔ وہ اپنا کان اسکے سینے کے پاس لے کے گیا اور اسکی دھڑکن سننے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام۔!!
وہ ابھی بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا۔ ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔ انسان بہت مضبوط بھی ہو تو اپنوں کی وجہ
سے کہیں نا کہیں کمزور پڑ جاتا ہے اور وہ بھی پڑ رہا تھا۔!!

"سائمن سائمن - ادھر دیکھ میری طرف یار۔ دیکھ تجھے مزاق کرنے کی بہت عادت ہے لیکن ایسے نا کر
۔ پلیز ادھر دیکھ" وہ اسکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا لیکن اس میں کوئی جنبش نا ہوئی۔ اتنی دیر میں انکا ایک
ساتھی اسکے پاس آیا۔!!

"کیپٹین شاہ زین صبر کریں۔ ہمارے کیپٹین سائمن ہم سب سے آگے نکل گئے۔ وہ شہادت جیسا عظیم
رتبہ پا چکے ہیں" اسنے شاہ زین کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے نم آواز میں کہا۔!!

شاہ زین نے پہلے اسے دیکھا پھر سائمن کے چہرے کو۔ جہاں ایک سکوت سا تھا۔!!

اسنے جھک کے اسکے پیشانی چومی۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکل کر سائمن کے بالوں میں جرب ہو
گیا۔!!

وہ یک ٹک اسکے چہرے کی جانب دیکھتا جا رہا تھا۔ دور کہیں سے ہیلی کاپٹر کی آواز گونجی۔ تھوڑی ہی دیر میں سائمن کو سٹریچر پہ ڈالا گیا۔!!

اسکے زخموں سے بہت زیادہ بلیڈنگ ہو چکی تھی اسے فوری ٹریمنٹ دیا جانے لگا لیکن انکی ساری کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں۔ انہوں نے سٹریچر ہیلی کاپٹر میں رکھے اور ہیلی کاپٹر ہوا کو چیرتا ہوا پھر کہیں غائب ہو گیا۔!!

اور پھر وہ آگیا تھا۔ پرچم میں لپٹ کے۔!!

آج سرخرو ہو گیا تھا وہ۔!!

چند فوجی اسکا تابوت لے کے گیٹ سے اندر داخل ہوئے۔ ان کے داخل ہونے پہ ادھر چنچیں تھیں۔ بے ہنگم آوازیں۔ شور۔ آہ و بکا تھا۔!!

وہ ساکت نظروں سے سب دیکھ رہی تھی۔ اسکی ان آنکھوں نے ابھی کچھ سال پہلے ہی تو ایسا منظر دیکھا تھا جب اسکے بابا شہید ہوئے تھے اور اب اسکا جان سے پیارا بھائی۔!!

اسنے ساکت نظروں سے سامنے دیکھا جہاں فوجی ایک پاکستانی سبز پرچم صارم کو پکڑا رہا تھا۔ وہ سارا منظر جیسے کسی خواب میں دیکھ رہی تھی۔ صارم کے مڑنے پہ وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔ صارم نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔!!

"بھیا، سس سائمن بھیا۔ وہ وہ ایسے تو نہیں جاسکتے بھیا۔ ان انہیں آنا تھا۔ مگر ایسے نہیں بھیا۔" شدید ہچکیوں کے بیچ اسکا سکتہ ٹوٹا تھا۔ یہ چند الفاظ اسکی زبان سے ادا ہوئے تھے۔!!

"بھیااا" وہ اسکے سینے میں منہ چھپائے بری طرح رو دی۔ وہ خود ضبط کی انتہا پہ تھا۔ اسے پتا تھا اگر اسنے کچھ بھی بولنے کی کوشش کی تو اسکا ضبط ٹوٹ جائے گا اور یہی تو وہ نہیں چاہتا تھا۔!!

اور دوسری طرف وہ تھی اسکی دیوانی۔ وہ جسنے اسے ایک نظر دیکھا تھا اور اس سے عشق کر بیٹھی تھی
!!۔۔

وہ اٹھی تھی۔ دوپٹہ ادھر ہی کہیں پیروں میں الجھ کے گر گیا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی اس تابوت تک
پہنچی۔!!۔۔

"نہیں سائِم! تم تم نہیں جاسکتے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم ساری زندگی میرا ساتھ بناو گے
۔ اب تم اپنا وعدہ توڑ کے نہیں جاسکتے۔ سنا تم نے، میں تمہیں کہیں بھی جانے نہیں دوں گی" وہ شیشے
سے نظر آتے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دیوانہ وار چیخ رہی تھی۔ وہاں بہت سی آنکھیں یہ منظر
بہت کرب سے دیکھ رہی تھیں۔ انعم نے آگے بڑھ کے اسکے سر پہ دوپٹہ رکھا لیکن وہ تو جیسے کسی اور
ہی دنیا میں تھی۔ جہاں اسکی زندگی اس سے دور جا رہی تھی۔!!۔۔

"تم تم جھوٹے ہو، تم بے وفا ہو۔ تم نے کہا تھا تم ضرور آو گے۔ لیکن تمہیں ایسے تابوت میں بند ہو
کے نہیں آنا تھا سائِم۔ تمہیں اپنے پیروں پہ چل کے آنا تھا۔" روتے روتے اسکی آواز بری طرح بیٹھ
گئی ہوئی تھی۔ عالیہ نے خود روتے ہوئے اسے سنبھالنا چاہا لیکن وہ کسی کے قابو میں ہی نہیں آ رہی
تھی بس دیوانہ وار چلا رہی تھی۔ اور اسے ایسے دیکھ کہ عالیہ خود اور زیادہ رونے لگ گئی تھی کجا کے
اسے سنبھالنا۔!!۔۔

"تم تم نے ہر دفعہ اپنی من مانی کی ہے۔ لیکن پلینز بس آج آخری بات میری مان لو۔ ایسے نہیں کرو
۔ پلینز اٹھ جاو۔ تم جو بولو گے میں وہ کروں گی لیکن پلینز مجھے یوں چھوڑ کر مت جاو" ایک تکلیف تھی
جو اسکے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ اب کی بار صارم نے خود آگے بڑھ کے اسکا دوپٹہ اسکے
سر پہ دیا جو کہ ڈھلک چکا تھا پھر اسکا سر تھپتھپایا۔ تو جیسے اسکا سکتہ ٹوٹا تھا۔!!۔۔

"بھیا بھیا آپ آپکی تو ہر بات مناتا ہے نا۔ اسے بولیں مجھے اس طرح چھوڑ کے مت جائے میں مر جاؤں گی پلیز بھیا پلیز" اسنے روتے ہوئے اسکے سامنے اپنے کانپتے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔ صارم کا دل خود پھٹ رہا تھا وہ اسکی جان تھا اسکا جان سے پیارا بھائی۔ اسنے انعم کو اشارہ کیا جو خود روتے ہوئے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ اسکے اشارے پہ آگے بڑھی اور ثناء کو اپنے ساتھ لگایا جب کہ عالیہ تو خود ادھر زمین پہ ہی بیٹھ گئی تھی کیونکہ اس میں اب ہمت نہیں تھی یہ منظر دیکھنے کی۔ وہ چیختی رہی چلاتی رہی لیکن جانے والے تو رکا نہیں کرتے نا۔ وہ بھی چلا گیا تھا۔ لیکن اعزاز کے ساتھ۔ فوجی دستے کی سلامی میں۔ پرچم میں لپٹ کے وہ سرخرو ہو گیا تھا۔!!

اسنے ناب گھما کے دروازہ کھولا۔ اندر قدم رکھتے ہی اندھیرے اور کسی انسانی وجود کی سسکیوں نے اسکا استقبال کیا۔ بلیک جینز پہ ہمیشہ کی طرح بلیک شرٹ اور جیکٹ پہنے ہوئے تھا بڑھی ہوئی شیو اور بکھرے بالوں میں وہ کھڑا تھا۔ لیکن ایک چیز کا اضافہ تھا اور وہ تھی ایک سٹک جس کے ذریعے وہ زمین پہ وزن ڈال کے چل رہا تھا۔ تین دن بعد اسے ہوش آیا تھا۔ اور یہ اسکی دل پاور ہی تھی جو آج وہ چل رہا تھا۔ اسے رہ رہ کے افسوس ہو رہا تھا کہ اسکا جگری یار اسکی بے ہوشی میں اس سے کتنا دور چلا گیا تھا۔ صارم، کمال پاشا صاحب ادھر ہاسپٹل میں اس سے ملنے گئے تھے وہ ابھی اسے ڈسچارج نہیں کروانا چاہتے تھے لیکن اسنے ایسی ضد کی کہ انہیں ماننا پڑا۔ وہ ہاسپٹل سے سیدھا سائمن کی قبر پہ فاتحہ کے لئے گیا تھا پھر ادھر آیا تھا۔ اسنے سامنے دیکھا تو اسے وہ نظر آئی۔!!

گھٹنوں کے گرد بازو باندھے اور سر ان پہ ٹکائے وہ صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی اور شاید رو بھی رہی تھی کیونکہ اسکا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ آج کتنے دنوں بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے پتا تھا کہ صارم

نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ہاسپٹل میں ہے بلکہ یہی بتایا تھا کہ وہ اپنے کسی کام سے کہیں گیا ہوا ہے۔!!

وہ آگے بڑھا اور اسکے پاس ہی صوفے پہ بیٹھا۔ وہ ابھی تک اسکے آنے سے بے خبر تھی۔!!
"عالیہ" اسنے بہت دھیرے سے اسے پکارا تھا۔ وہ جو اپنے دھیان رونے میں مشغول تھی اسے لگا جیسے کسی نے اسے پکارا ہو۔ آواز بہت مدہم سی تھی لیکن بہت مانوس سی آواز تھی وہ اس آواز کو لاکھوں ہزاروں میں بھی پہچان سکتی تھی۔!!

"عالیہ ادھر دیکھو پلیز" اب کی بار اسنے اسے بازو سے ہلایا تو اسنے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور بے یقینی سے اپنے سامنے بیٹھے وجود کو دیکھا۔ اسکی حالت دیکھ کے شاہ زین کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔ آنکھوں کے کنارے بری طرح سوجھ چکے تھے۔ ہونٹ اور ناک مسلسل گریہ و زاری کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ ملگجاسا حلیہ۔ وہ کہیں سے بھی تو اسکی عالیہ نہیں لگ رہی تھی۔!!
"ش شاہ آ آپ" بے یقینی سی بے یقینی تھی۔!!

"عالیہ یہ کیا حال بنا لیا ہوا ہے اپنا" وہ افسوس اور دکھ کی ملی جلی کیفیت میں کہہ رہا تھا۔ اس پیاری سی لڑکی کو وہ آنسوؤں جیسے لفظ سے بھی نا آشنا رکھنا چاہتا تھا لیکن اب۔!!
اسے اسکی آواز پہ جیسے اسکے یہاں موجود ہونے کا یقین آیا تھا۔!!

"شاہ آپ آپ کہاں چلے گئے تھے۔ آپکو پتا ہے وہ وہ میرے سائم بھیا۔ وہ وہ چلے گئے۔ ہم ہم سب کو چھوڑ کے چلے گئے" آنسوؤں کی لڑیاں موتیوں کی صورت پھر سے اسکے رخساروں پہ بہنے لگی تھیں۔ اسنے ہاتھ بڑھا کے اسے آہستہ سے اپنا بازو کے خصار میں لیا۔ وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں تھامے شدتوں سے رو دی۔!!

"شش، چپ کر جاو عالیہ۔ اس طرح نہیں روتے۔ ہمارا سائمن شہید ہوا ہے۔ اور شہید تو ہمیشہ زندہ ہوتا ہے۔ رویا تو انکو جاتا ہے جو مر جاتے ہیں۔ سٹاپ کرائنگ۔" اسنے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کے انگھوٹے سے اسکی گالوں پہ بہنے والے آنسو صاف کئے۔!!

"شاہ وہ میرے بھیا ہیں۔ وہ ہم سے تو دور چلے گئے ہیں نا۔ پہلے جیسے میری ایک پکار پہ وہ آ جاتے تھے اب تو نہیں آئیں گے نا" روتے ہوئے نم پلکیں اٹھائیں۔!!

"نہیں عالیہ وہ دور نہیں گیا بلکہ ہم سب کے بہت پاس ہے۔ عالیہ ہم جو آرمی والے ہوتے ہیں نا تم اندازہ نہیں کر سکتی کہ یہ شہادت کا جذبہ ہم سے کیا کچھ کرواتا ہے۔ تمہیں پتا ہے اللہ شہادت کے لیے اپنے بہت خاص لوگوں کو چنتا ہے۔ اور ہمارا سائمن بھی انہی خاص لوگوں میں شامل ہے۔ سو پلیز اب رو مت۔ اللہ کی رضا میں ہی راضی ہونے میں سب کی بہتری ہے" اسنے پیار سے کہتے اسکے بال سنوارے۔!!

"شاہ لیکن میں کیا کروں مجھے صبر نہیں آتا۔ اور اور ثناء اسکی حالت بھی مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی" اسکے ہاتھوں پہ اپنا چہرہ ٹکائے وہ پھر سے رو دی۔ شاہ زین نے اپنی آنکھیں زور سے میچ کے کھولیں۔ پھر اسکے بازوؤں سے پکڑ کے سیدھا کیا اور اپنے ساتھ لگایا۔!!

"صبر کرنے سے ہی صبر آتا ہے یار۔ اور رہی بات ثناء کی تو میری جان اسے بھی تم لوگوں نے ہی سنبھالنا ہے۔ تمہیں پتا ہے میں ابھی صارم بھیا سے مل کے آ رہا ہوں اور انکے انتہائی ضبط کا اندازہ انکے چہرے سے ہو رہا تھا۔ کیا تم چاہتی ہو وہ تمہیں اس طرح دیکھ کے ٹوٹ جائیں" اسنے اسکا چہرہ سامنے کرتے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا تو اسنے بے اختیار نفی میں سر ہلا یا۔!!

"شاہ آپ کہاں تھے؟ میں نے بھیا سے اور بابا سے بھی آپکے بارے میں اتنا پوچھا لیکن انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا" اسنے اپنے ہاتھوں کی پشت سے گال رگڑتے ہوئے پوچھا۔!!

"میری بس زرا سی طبیعت خراب تھی"

"کیا ہوا تھا؟"

"بلٹس لگی تھیں" جتنی بے چینی سے سوال پوچھا گیا اتنے ہی سکون سے جواب دیا گیا۔!!

"کک کہاں"

"ٹانگ پہ اور یہاں" اسنے ہاتھ سے کندھے پہ موجود زخم کی طرف اشارہ کیا۔!!

"شاہ آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" اسنے بھرائی ہوئی آواز میں کہتے اسکے کندھے پہ موجود زخم کے نشان پہ آہستہ سے ہاتھ پھیرا۔!!

"اب تو بتا دیا ہے نا"

"بہت زیادہ لگی ہے نا؟"

"نہیں اب تو ریکور بھی ہو گیا ہے بس زخم کا تھوڑا سا نشان ہی باقی ہے" اسنے اسے مزید پریشانی سے بچانے کے لیئے جھوٹ بولا حالانکہ زخم ابھی بھرا نہیں تھا۔!!

"اسنے آہستہ سے اسکے سینے پہ سر رکھ کے آنکھیں موند لیں تو اسنے بھی اسے اپنی آغوش میں چھپا لیا۔!!

ہل جاتی ہے ہر دستک پر

ماں کو لگتا ہے میں آیا

کوئی پیارا ہے مجھے آپ سے بھی
میں بابا سے یہ کہہ آیا
گھر بار ہے میرا بھی پیچھے
اور آگے بھی گھر میرا ہے
میں جی لوں گا اندھیروں میں
پر میرے بعد سویرا ہے
اس گھر کی ساری خوشیوں کو
اک بار ناگھبرانے دیں گے
اک سوچ بری بھی سرحد سے
اس پار نہیں آنے دیں گے
کبھی پرچم میں لپٹے ہیں
کبھی ہم غازی ہوتے ہیں
جو ہو جاتی ہے ماں راضی، تو بیٹے راضی ہوتے ہیں

Last ep 41

کچھ سالوں بعد

سی ایم ایچ ہاسپٹل کے کاریڈور میں وہ جلدی جلدی آگے بڑھ رہی تھی۔ گورا رنگ ، ستواں ناک ، نازخ پنکھڑی کی مانند سرخ ہونٹ ، چمکتی ہوئی سبز آنکھیں ، ان پہ سایہ فگن لمبی خمدار پلکیں جو اسکی آنکھوں کو حسین سے حسین تو بنا رہی تھیں۔ خاکی رنگ کی ساڑھی پہنے ، کندھے پہ تین سٹارز جو کہ اسکے کیپٹین ہونے کی نشاندہی کر رہے تھے ، سر پہ خاکی رنگ کا ہی سقارف ، سینے پہ اسکی نیم پلیٹ ، ہاتھ میں سٹھیتو سکوپ پکڑے ، گورے پیروں کو ہیل میں قید کیے وہ چل رہی تھی۔ اسکا ایڈیٹیوڈ ، اسکی چال اور اس چال سے ڈھلکتا وقار اور سب ست منفرد بنا رہا تھا۔!!

"اس پشینٹ کی فل رپورٹ ہر حال میں مجھے بلکہ کل صبح تک میری ٹیبل پہ ہونی چاہیے" اسنے اپنے ساتھ چلتی ہوئی نرس کو سنجیدگی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی دوسرے کوریڈور کی طرف مڑ گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ جتنی زیادہ سو فٹ تھی کام کے معاملے میں اتنی ہی سخت تھی۔!!

وہ تیزی سے چلتی اپنے آفس کی جانب آئی۔ دروازہ کھول کے وہ اپنے دھیان اندر داخل ہوئی جب سامنے کرسی پہ بیٹھے شخص کو دیکھ کر اسکی آنکھیں چمکی۔ اس شخص کی اسکی جانب پشت تھی لیکن وہ پھر بھی اسے پہچان گئی تھی۔!!

اسکی موجودگی کو شاید مقابل نے بھی محسوس کر لیا تھا جبھی تیزی سے کھڑا ہوا اور مڑ کے اسے دیکھا۔ ڈارک بلیو پیٹ ، نیوی بلیو شرٹ وہ اس ٹائم فل ایئر فورس کے یونیفارم میں ملبوس تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ سیدھا ادھر ہی آیا تھا۔ چہرے پہ ہلکی ہلکی بئیرڈ اور اس پہ سچی مسکان۔!!

"واٹ آپلیزنٹ سرپرائز عمر! آپ یہاں " وہ دوڑنے کے سے انداز میں اس تک پہنچی اور ہمیشہ کی طرح اسکے گلے میں بازو ڈال کے اسکے گال پہ پیار کیا تو وہ ہنس دیا۔!!

ہاں وہ ایسی ہی تو تھی۔ بہت ایکسپریسو۔ بولڈ۔ بہادر۔ کسی سے ناڈرنے والی۔!!

" لڑکی کتنی دفعہ منع کیا ہے۔ جگہ تو دیکھ لیا کرو۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو" اسنے بھی ہمیشہ کی طرح اسے خود سے الگ کر کے سنجیدگی سے کہا لیکن اسکی اس بات پہ مقابل ہستی کا منہ بنا تھا۔!!

" اور میں نے بھی آپکو کتنی دفعہ کہا ہے کہ میں کسی سے نہیں ڈرتی۔ جو دیکھتا ہے دیکھے۔ آئی ڈیم کئیر۔ شوہر ہیں آپ میرے، کوئی غیر تو نہیں ہیں" وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کے خفگی سے بولتی ٹیبل کی دوسری جانب بڑھ گئی۔!!

"اوکے فائن! یہ لڑائی ہم کسی اور وقت کے لیے رکھتے ہیں۔ آپ یہ بتاؤ ڈیوٹی ٹائمنگ کب تک ہے؟ میں سیدھا یہیں پہ آیا ہوں سوچا آپکو بھی ساتھ لے کے چلتا چلوں" اسنے مصلحت آمیز لہجے میں کہا تو وہ جو جھک کے ٹیبل ڈرار سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی اسکی جانب دیکھنے لگی۔!!

"بس پانچ منٹ تک چلتے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں اور یہ بتائیں فیصل بھائی بھی آپ کے ساتھ آئیں ہیں یا نہیں؟" اسنے کلائی میں باندھی اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر اسے چخیر پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔!!

"یار فیصل کا فلائنگ مشن تھا - کہہ رہا تھا کہ رات تک پہنچ جائے گا" وہ بھی بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا سنجیدگی سے بولا اور پھر کرسی پہ بیٹھ گیا۔!!

"ہم عمر ویسے فیصل بھائی کتنے سٹرکٹ ہیں نا۔ مجھے تو مہوش کی ٹینشن ہو رہی ہے جتنی زیادہ وہ ڈرپوک ہے آپ لوگوں نے اتنا ہی کھڑوس انسان اسکے پلے باندھا ہے" وہ اپنا سقارف صحیح کرتی ہوئی منہ بنا کے بولی۔ اسکے اس انداز پہ عمر کے چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ پھیلی۔!!

"راحیلہ میڈم وہ کھڑوس نہیں بلکہ بہت سوفٹ نیچر کا مالک ہے۔ یہ تو آپ بھی جانتی ہیں کہ وہ ہمیشہ سے کتنا ریزروڈ رہا ہے۔ ماما اور بابا کے اتنے پیار کے باوجود بھی وہ کہیں نا کہیں سائمن چاچو اور ثناء چچی کو مس کرتا ہے۔ محض دو دن کا تھا جب ثناء چچی کی ڈیوٹی ہوئی۔ اور اس بات کا اندازہ تو آپکو بھی ہو گا کہ کوئی پیرنٹس کا مقابلہ نہیں کر سکتا"

"ہم یہ بات بھی آپکی ٹھیک ہے" اسنے سمجھ کے سر ہلایا۔!!

"اوکے میڈم! اب چلیں؟ کل کے فنکشنز کی تیاریاں بھی ہمیں ہی کرنی ہیں" اسنے کھڑے ہو کے ٹیبل پہ رکھی کیپ سر پہ پہنی اور اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا۔ اسنے مسکرا کے ہاتھ تھاما اور اسکے ہمقدم ہو لی۔۔۔!!

اسنے گاڑی پورچ میں روکی ڈارک براون چمکتی آنکھیں، ستواں ناک، عنابی لب جو آپس میں بھینچے ہوئے تھے، چہرے پہ ہلکی ہلکی سٹبل، بلیک جینز اور بلیو ہاف سلیوٹی شرٹ میں اسکا کثرتی جسم نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ بلاشبہ بہت ہینڈسم آور ڈیشنگ تھا بالکل اپنے باپ کی طرح۔۔!!

اسنے گاڑی سے نیچے اتر کے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کے اپنا بیگ باہر نکالا۔ گاڑی لاک کر کے وہ مڑا تو ٹیرس پہ ہلکی ہلکی روشنی میں اسے وہ نظر آئی۔ جہاں وہ ہر چیز سے بے نیاز ہاتھ میں بک تھامے ٹھل ٹھل کے شاید پڑھنے میں مشغول تھی۔۔!!

وہ جو اپنے دھیان میں پڑھ رہی تھی نظر جیسے ہی پورچ کی طرف اٹھی دل ایک دم سے دھڑکا تھا۔ ہاں وہ بھی تو ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔ اسنے آو دیکھنا تاو جلدی سے مڑی اور کمرے میں چلی گئی۔۔!!

اور وہ جو اسے دیکھنے میں مشغول تھا اسکے اندر جانے پہ ایک دم سے ہوش میں آیا۔ اسکے ایسے رویے سے اسکی پیشانی پہ بل پڑے۔۔!!

"تمہارا تو کچھ کرنا ہی پڑے گا محترمہ" وہ دانت پیستے ہوئے اسکے تصور سے مخاطب ہوا پھر اندر کی جانب بڑھ گیا۔!!

وہ لاونج میں داخل ہوا۔ اس ٹائم ادھر کوئی بھی نہیں تھا۔ اسنے اپنا بیگ ادھر ہی صوفے پہ رکھا اور خود کچن کی جانب قدم بڑھائے۔!!

"اسلام و علیکم پیاری ماما جانی" اسکے گرد بازو حائل کر کے ہمیشہ کی طرح اسکے سر پہ پیار کیا۔ اور وہ جو اپنے دھیاں میں کاونٹر کے سامنے کھڑی تھی اس آواز پہ چونک کے مڑی آنکھوں میں خوشی اور حیرت ایک ساتھ در آئی تھی۔!!

"وعلیکم اسلام ماما کی جان! آپ کب آئے" اسنے پیار سے اسکی پیشانی چومی تو وہ مسکرا دیا۔ اس وقت کوئی اسے کھڑوس یا ہٹلر نہیں کہہ سکتا تھا۔!!

"جب آپ بابا کے خیالوں میں گم تھیں" وہ شرارت سے مسکراہٹ دبا کے بولا انعم نے اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ ہنس دیا۔!!

"مار کھاو گے فیصل" اسنے آہستہ سے اسکے کندھے پہ چپٹ لگائی تو وہ شرارت سے مسکرا دیا۔!!

"اچھا باقی سب چھوڑیں ماما آپ مجھے یہ بتائیں آپ کچن میں کیوں کام کر رہیں ہیں؟ اپنی اس بہو پلس بیٹی کو بولا کریں وہ بھی ڈرنے کے علاوہ کچھ کر لیا کرے" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے بولتا ہوا لاونچ میں لے آیا۔!!

"ہاہا بیٹا ایسی بات نہیں ہے اسکے ایگزام چل رہے ہیں اسلئے وہ زرا آج کل بڑی ہے"

"ہوں سب پتا ہے مجھے ماما جانی کہ وہ کدھر بڑی ہے اور کدھر نہیں" وہ اسکی گود میں سر رکھ کے ادھر ہی نیم دراز ہو گیا۔ وہ اپنے سب رشتوں کے متعلق بہت پوزیسو تھا شاید پیرنٹس کے بعد اب کسی کو کھونے کا یارانہ خود میں ناپاتا تھا۔!!

"اوہوو تو کیا پتا ہے آپکو بیٹا جانی" وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی مسکراہٹ دبائے بولی۔!!

"آپکو کیوں بتاؤں۔ یہ تو سیکرٹ ہے" وہ بھی اسی انداز میں بولا۔!!

"کیا اب اپنی ماما سے آپ باتیں چھپاؤ گے۔ ابھی تو بیوی آئی بھی نہیں ہے" وہ اسکا ناک دباتی خفگی سے بولی تو وہ ہنس دیا۔!!

"ارے میری پیاری ماما اگر آپکو یاد نہ ہو تو میں یاد دلا دیتا ہوں کہ میری بیوی آپکی ہی بیٹی ہے۔ اور آپ اپنی بیٹی سے جیسے ہو رہی ہیں" اسنے ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ تھام کے چوما۔ تو وہ طمانیت سے مسکرا دی۔ ان دونوں میاں بیوی کو ہی فیصل اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھا۔ جتنا پیار وہ دونوں اس سے کرتے تھے وہ بھی ان سے اس سے بھی زیادہ پیار کرتا تھا۔!!

"ارے بیٹا جی آپ کب آئے؟ اور مجھے کیوں نہیں بتایا" صارم کی حیران آواز پہ دونوں نے اس طرف دیکھا جو بریگیڈیئر کے فل یونیفارم میں ملبوس مسکراتا ہوا ان سے مخاطب تھا۔!!

"ہاہا بابا جانی مجھے یہ سمجھ نہیں آتی سب یہ ہی کیوں پوچھتے ہیں کہ میں کب آیا؟" وہ ہنستا ہوا اسکے گلے لگا۔ صارم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسکی نظر اتاری۔ وہ بالکل اپنے باپ کی طرح تھا۔!!

"ہا ہا اوو میرے بیٹے سے کس نے ایسا سوال پوچھ لیا؟" اسنے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے اس سے پوچھا۔!!

"پہلے شاہ زین چاچو ملے انہوں نے بھی یہ ہی پوچھا، پھر ماما نے اور اب آپ نے۔ اچھا آپ مجھے یہ بتائیں میرے پیارے سے بابا جانی کی طبیعت کیسی ہے عمر بتا رہا تھا کل سے آپکو فیور تھا" وی سنجیدگی سے اسکا ماتھا ہاتھ سے چھاتے ہوئے بولا۔!!

"بیٹا جانی میں بالکل ٹھیک ہوں اب۔ اور اس عمر میں تو اونچ پنچ ہوتی ہی رہتی ہے۔" وہ اسکی فکر مندی پہ مسکرا دیا۔!!

"اس عمر سے کیا مراد ہے آپکی بابا۔ آپ تو ہم سے بھی ینگ لگتے ہیں لڑلی" وہ خفگی سے بولا۔!!

"ہاہا اوکے اوکے اب آپ جلدی سے فریش ہو کے آو باقی باتیں ڈائینگ ٹیبل پہ ہوں گی" انہوں نے پیار سے اسکی پشت تھپتھپائی تو وہ مسکرا دیا۔!!

"مما بابا کہاں ہیں آپ؟ جلدی لاونج میں آئیں" وہ چلاتا، بھناتا ہوا لاونج میں داخل ہوا۔ اسکے پیچھے ہی راحیلہ بھی مسکراتی ہوئی لاونج میں داخل ہوئی۔!!

"اب کیا ہو گیا ہے ارون؟ کیوں چلا رہے ہو آپ؟" عالیہ جلدی سے کچن سے برآمد ہوئی اسے پتا تھا اگر وہ چلا رہا ہے تو اسکے پیچھے راحیلہ صاحبہ کی ہی کوئی کارستانی ہو گی۔!!

"مما دیکھیں اس راحیلہ کی بچی کو۔ اسنے میری ساری چاکلیٹس کھالی ہیں۔ وہ مجھے میرے فرینڈ نے گفٹ کی تھیں" وہ کھا جانے والے انداز میں راحیلہ کو دیکھتا ہوا بولا۔ وہ ان دونوں ٹوئیز سے عاجز آ چکی تھی۔!!

"او ہیلو تمیز سے۔ پورے بیس منٹ بڑی ہوں میں تم سے۔ اور مجھے چاکلیٹس رائیٹنگ ٹیبل پہ پڑی ہوئیں ملیں۔ تو میں نے کھا لیں۔ اب مجھے خواب تھوڑی نا آنا تھا کہ یہ چاکلیٹس ارون کے فرینڈ نے اسے گفٹ کی ہیں" وہ بھی آرام سے صوفے پہ بیٹھتی ہوئی پہلے ارون کو بولی پھر مناہل کو اپنا موقف گوش گزارا۔!!

"راحیلہ آپ کو پتا بھی ہے کہ آپکا بھائی کتنے عرصے بعد گھر آیا ہے۔ اور آپ نے اسے ابھی سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ کب سدھرو گی آپ؟" اسنے اب راحیلہ کو آڑے ہاتھوں لیا۔ جبکہ ارون بڑے مزے سے سامنے صوفے پی بیٹھا دانت نکالے اسے ہی چڑا رہا تھا۔ تبھی شاہ زین لاونج میں داخل ہوا۔ وہ تقریباً ویسا ہی تھا بس بالوں میں کہیں کہیں چاندی گھل گئی تھی۔!!

راحیلہ اسے دیکھ کے جلدی سے اٹھی اور بھاگ کے اسکے سینے سے لگی۔ اسے پتہ تھا کہ اب اسکے بابا ہی اسے بچا سکتے ہیں۔ کیونکہ شاہ زین کی تو جان بستی تھی راحیلہ میں۔!!

"بابا دیکھیں۔ آپ کی وائف اور بیٹا آپکی غیر موجودگی میں مجھ معصوم پہ کتنا ظلم کرتے ہیں" وہ اسکے سینے سے لگی اتنی مظلومانہ ایکٹنگ کرتے بولی کہ ان دونوں کے منہ کھلے کہ کھلے ہی رہ گئے جبکہ شاہ زین کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔!!

"کیوں بھی۔ کس کی اتنی ہمت کی میری گڑیا پر ظلم کرے" اسنے اسکے گرد بازو کا خصار باندھتے ان دونوں کو مصنوعی غصے سے پوچھا۔!!

"بابا ظلم یہ آپکی بیٹی ہم بیچاروں پر کرتی ہے۔ عمر بھائی سے بھی چاکلیٹس منگواتی رہتی ہے۔ انکو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتی اور آج میری چاکلیٹس ساری کی ساری کھالیں وہ بھی مجھ سے بنا پوچھے" ارون بے چارا اپنا مقدمہ خود لڑنے میدان میں اترا۔!!

"ہاں تو عمر میرے، چاکلیٹس میری۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے" وہی ہمیشہ کی طرح بولڈ انداز۔ عالیہ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے کہاں ان لوگوں میں پھنس گئی تھی وہ بے چاری۔!!

"دیکھا شاہ - میں کہتی تھی آپ سے کہ اسے نا اتنا سر پر چڑھائیں دیکھیں کیسے باپ اور بھائی کے سامنے کھڑے ہو کے" میرا عمر میرا عمر "کر رہی ہے" وہ اب شاہ زین پہ ہی الٹ پڑی جو مسکراہٹ دبائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔!!

"بابا مجھے لگتا ہے اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ماما کا ٹیمپو لوز ہو گیا نا تو ہم تو گئے کام سے" وہ شاہ زین کے کان میں سرگوشی کرتے بولی جو کہ صرف اسکے نزدیک ہی سرگوشی تھی۔ ارون بھی اب کندھے اچکائے سیچویشن انجوائے کر رہا تھا۔ وہ پاک آرمی میں لیفٹیننٹ تھا اور کافی عرصے بعد گھر آیا تھا اس لیے اب گھر کے ماحول کو انجوائے کر رہا تھا۔!!

راحیلہ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں ڈاکٹری کی ڈگری کس نے دے دی۔ اللہ اللہ میں تو کبھی اتنی بے باک یا زبان دراز نا تھی جتنی میری اولاد ہے۔ پتا نہیں کون سے گناہ کا صلہ ملا ہے مجھے "

وہ ادھر ہی صوفے پہ سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔!!

"مما گناہ کا نہیں بلکہ آپکی اور بابا کی محبت کا صلہ ہیں ہم" راحیلہ نے بے ساختگی میں کہتے زبان دانتوں تلے دبائی۔ ارون نے بھی اسکی بات پہ موبائل جیب سے نکال کے خود کو مصروف ظاہر کرنا چاہا تھا۔ ایک شاہ زین ہی تھا جو ویسے ہی سکون سے بیٹھا ہوا تھا۔!!

عالیہ کا چہرہ غصے ہی سرخ ہوا تھا ہاں وہ آج بھی ویسی ہی تھی۔!!

"شاہ دیکھ رہے ہیں آپ؟ مجال ہے کہ یہ لڑکی بولنے سے پہلے کچھ سوچ لے" وہ بے چاری روہانسی ہو گئی تھی۔!!

"ارے ارے کام ڈاون یار کیا ہو گیا ہے بچی ہے وہ ابھی سمجھ جائے گی" راحیلہ کو آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کرتا وہ اس تک آیا۔!!

"شاہ آپ تو بات ناہی کریں مجھ سے۔ آپ کی ہی شہ پہ اتنا کڑ رہی ہے " وہ غصے سے اسے دیکھ کے بولی۔!!

"مما آپ میرے بابا کو دھمکا نہیں سکتیں" راحیلہ صوفے پہ شاہ زین کے ساتھ بیٹھتی ہوئی بولی۔ ان باپ بیٹی کی تو جان تھی ایک دوسرے میں۔!!

"اور راحیلہ میڈم تم بھی میری ممما کو دھمکا نہیں سکتی۔" ارون عالیہ کو اپنے بازو کے خصار میں لیتا ہوا سنجیدگی سے بولا تو ناچاہتے ہوئے بھی عالیہ مسکرا دی۔!!

"رہنے دو ارون بیٹا۔ ان باپ، بیٹی نے تو ٹھیک لیا ہوا ہے مجھے دھمکانے کا اور کبھی کوئی کام سیدھے طریقے سے نا کرنے کا" وہ شاہ زین اور راحیلہ کو ناراضگی سے دیکھتی ہوئی بولی۔ اور یہ بات بھی تو سچ ہی تھی کہ وہ اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نا جانے دیتے تھے۔!!

"ارے میری پریٹیسٹ سی ممما۔۔ چلیں آئیں ہم کچن میں جا کے ایک مزے کی ریسپی ٹرائی کرتے ہیں انہیں چھوڑیں۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑتا ہوا کچن میں لے گیا۔!!

"بلاوجہ میری بیوی کو ناراض کر دیا۔ اتنی اچھی سی تو وہ ہے " وہ اسے دیکھتے تاسف ہوئے بولا جو مسکراہٹ دباتے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ آہستہ سے اس کے پاس آئی۔!!

"یو نو واٹ بابا۔ میں ماما کو اس لیے تنگ کرتی ہوں کیونکہ میرا دن نہیں گزرتا اگر انکی ڈانٹ نا پڑے تو۔ آپکو پتا ہے نا آئی لو ہر سوچ" وہ اسکے کندھے پہ بازو ٹکائے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔!!

"می ٹو" وہ بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے آہستہ سے بولا۔!!

"اووووووو" اسنے شرارت سے ہونٹ سکیڑے تو وہ بھی ہنس دیا۔!!

رات کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ وہ کب سے اضطرابی انداز میں کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح لمبی کلرز کی لانگ سکرٹ پہ بائل گرین کلر کی شرٹ پہنے، سنہری آنکھوں پہ کالے فریم والا نظر کا چشمہ لگائے اپنی تمام تر معصومیت کے ساتھ وہ مسلسل ٹہل رہی تھی۔!!

اگر کہا جاتا کہ وہ فیملی کی سب سے ڈرپوک اور لاڈلی میمبر تھی تو کچھ غلط نا تھا۔ ہر چھوٹی موٹی بات پہ ڈرنا اور رونا اسکا معمول تھا۔ لیکن میڈم کو شوق آرمی میں جانے کا تھا۔ کیونکہ اسکے علاوہ سب ہی آرمی میں تھے اور یہ شوق تب اترا جب فیصل نے اسے پورے پندرہ منٹ سومنگ پول میں سانس روکے کھڑے رہنے کا آرڈر دیا اور اس سے تو وہ ہمیشہ سے ہی ڈرتی تھی۔ اور قسمت نے ستم یہ کیا کہ چھ ماہ پہلے فیصل کے کہنے پہ مہوش کا نکاح فیصل سے کر دیا گیا۔ بہت روئی لیکن قسمت میں اس ستمگر کا ساتھ

ہی لکھا گیا تھا اس لیے کسی نے بھی اسکی بلاوجہ کی ضد کو کوئی اہمیت نا دی۔ تب ہی عمر اور راحیلہ کا نکاح بھی ہوا تھا۔۔!!

آج بھی وہ جب سے آیا تھا وہ تب سے ہی کمرے میں بند تھی۔ بھوک کی وہ ہمیشہ سے ہی کچی رہی تھی۔ اب اسے لگ رہا تھا کہ اگر اسنے کچھ کھایا نا تو وہ مر جائے گی۔ لیکن باہر بھی کیسے جاتی فیصل کا سامنا ہونے کا ڈر تھا۔۔!!

"کیا کروں بھوک بھی اتنی لگی ہے۔" وہ انگلی منہ میں دبائے مسلسل ٹھہلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔!!

"مہوش بے بریو۔ اس ٹائم تو ویسے بھی سب سو گئے ہوں گے۔ میں ایک کام کرتی ہوں۔ جلدی سے جاؤں گی اور کھانا کھا کے واپس آ جاؤں گی۔ ہاں یہی صحیح ہے" اسنے اپنے خیال پہ تصدیق کی مہر لگائی اور اللہ کا نام لے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جانے سے پہلے اسنے روم کی لائٹ آف کی اور نائٹ بلب آن کر دیا تاکہ کسی کو (فیصل کو) پتانا چلے۔۔!!

کوریدور میں ہلکی سی روشنی تھی اسنے ادھر ادھر نظریں گھما کے دیکھا پھر دبے پاؤں قدم اٹھاتی لاونج عبور کر کے کچن میں چلی گئی۔ کھانا وغیرہ گرم کر کے ادھر ہی ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھ کے کھایا پھر برتن سمیٹ کے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ اپنے کمرے میں داخل ہو کے اسنے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور جیسے ہی مڑی کسی نے اسے بازو سے پکڑ کے زور سے کھینچا اور دیوار کے ساتھ لگایا۔ اس سے

پہلے کہ وہ چیختی کسی نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے نازک لبوں پر رکھ دیا۔ اس اچانک افتاد پہ وہ پہلے تو بوکھلائی اور خود کو چھڑانے کے لیئے مزاحمت کی لیکن سب بے سود جان کر گلاسسز کے پیچھے سنہری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔!!

"تم مجھے اس طرح نظر انداز کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟ ہاں؟ تمہارے اس گریز کو میں کیا سمجھوں؟" یہ سخت آواز تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ ہاں یہ وہی شنگر تو تھا۔ جو ہمیشہ سے اپنی ہی کرتا آیا تھا۔!!

"بولو بھی۔ اگر تم سوچتی ہو کہ تم مجھ سے بچ سکتی ہو یا مجھے نظر انداز کر کے مجھ سے پیچھا چھڑا سکتی ہو تو یہ بھول ہے تمہاری۔ سمجھی؟" اسنے اسے بازوؤں سے پکڑ کے زور کا جھٹکا دیا اور چبا چبا کر بولا۔ وہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔ لمحوں میں اسکا وجود پسینہ پسینہ ہوا تھا۔!!

"آآ آ آئی ایم سس سوری" شدید خوف و وحشت اور آنسوؤں کے درمیان یہ لفظ اسکے لبوں سے ٹوٹ ٹوٹ کے ادا ہوئے تھے۔!!

"ایسے کام کرتی ہی کیوں ہو کہ بعد میں سوری کرنا پڑے؟" اسنے ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد جمائل کر کے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔!!

"مجھے بالکل بھی گوارا نہیں کہ میری اپنی بیوی مجھے اگنور کرے۔ امید کر سکتا ہوں کہ میری بات تمہاری سمجھ میں آگئی ہوگی۔ ورنہ اور بھی بہت طریقے آتے ہیں مجھے سمجھانے کے " دائیں ہاتھ سے اسکے چہرے پہ انگلیاں چلاتا وہ بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ اور مہوش وہ تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس ہٹلر کا یہ روپ بھی دیکھنے کو ملے گا۔ آنسو اسکی آنکھوں سے جھرنے کی صورت بننے لگے۔!!

فیصل مہبہوت سائنٹ بلب کی روشنی میں اسکے معصوم اور خوبصورت سے چہرے پہ موتیوں کی طرح گرتے آنسو دیکھ رہا تھا۔ وہ جب بھی لب بھینچتی اسکا دائیں گال میں پڑتا ڈمپل واضح ہوتا جو اسے اور حسین بناتا تھا۔!!

"فیصل کیوں ہو تم ایسے۔ محبت بھی اس سے ٹوٹ کے کرتے ہو اور تکلیف بھی اس پیاری سی لڑکی کو ہی دیتے ہو " اسکے دل نے دہائی دی۔!!

اسنے ہاتھ بڑھا کر آہستہ سے اسکا چشمہ اتارا پھر جھک کر اسکی نم آنکھوں پہ اپنے لب رکھ دیئے۔ اور مہوش اسکا تو یہ حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں۔ سارا جسم برف کی مانند ٹھنڈا پر چکا تھا۔ اگر مہوش نے اسے پکڑنا ہوتا تو یقیناً وہ اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی۔!!

وہ اسکے آنسو اپنے لبوں سے چن کے پیچھے ہٹا پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکے گلاسسز اس پہ رکھے۔!!

"آج تو معاف کر رہا ہوں لیکن آئندہ مجھے اگنور کیا تو بہت بری طرح پیش آؤں گا" آہستہ سے اسکی کمر کے گرد سے بازو ہٹا کے سخت لہجے میں تنبیہ کرتا وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔!!

"اسنے اپنے کانپتے وجود کے ساتھ جلدی سے دروازہ بند کیا اور بیڈ پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھ کے گہرا سانس لیا۔!!

"اففففف ممما، بابا کس مصیبت میں ڈال دیا ہے آپ لوگوں نے مجھے۔" وہ سر ہاتھوں میں گرائے گہرے سانس بھر کر خود کلامی کے سے انداز میں بولی۔ یہ بات نہیں تھی کہ وہ اسے ناپسند کرتی تھی بات یہ تھی کہ ایک تو وہ اس سے پورے چار سال بڑا تھا دوسرا وہ بہت اکڑو تھا (مہوش کے مطابق) اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ نظروں سے ہی جان نکال لینے کا فن جانتا تھا اور مہوش تو اسکی ایک نگاہ پا کے ہی سہم جاتی تھی کہ اسکا اتنا غصہ دیکھنا۔!

وہ اپنے کمرے میں کھڑکی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی جانے باہر کیا دیکھنے میں مصروف تھی جب اسنے پیچھے سے آہستہ سے اپنے حصار میں لیا۔!!

"کیا سوچا جا رہا ہے جانِ شاہ؟ وہ بھی اکیلے اکیلے؟" اسنے سرگوشی کے سے انداز میں کہہ کر تھوڑی اسکے کندھے پہ ٹکائی۔ اسکے لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ پھیلی۔!!

"میری سوچیں تو میرے شاہ سے شروع ہو کے انہی پہ ختم ہو جاتی ہیں میں اور کیا سوچوں گی" اسنے اسکے سینے سے پشت ٹکاتے ہنسی دباتے ہوئے کہا تو اسنے حیرانی سے آنکھیں نکالیں۔۔!!

"اوائے ہوئے۔۔ آج تو ارادے نیک نہیں لگ رہے میری ڈول کے"

"افو شاہ اب تو پی ڈول کہنا بند کر دیں۔ ایسے اچھا تھوڑی نا لگتا ہے" وہ مڑی اور اسے دیکھتے ہوئے خفگی سے بولی۔۔!!

"ہاں تم تو یہ ہی بولو گے۔ تمہیں میرا پیار نظر ہی کب آتا ہے۔ بس جان چھڑانا چاہتی ہو مجھ سے" وہ بھی خفگی سے بولتا وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔ اور عالیہ کی تو جان فنا ہوتی تھی جب وہ اس سے دور جانے کے یا ایسی کوئی بات کرتا تھا۔۔!!

"نہیں نہیں شاہ پلینز پلینز میرا یہ مطلب نہیں تھا" وہ جلدی سے اسکا بازو پکڑ کے بولی۔ شاہ زین کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی جسے اس نے فوراً ہی سمیٹا۔۔!!

"تو پھر کیا مطلب تھا" وہ بازو سینے پہ باندھ کے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتا ہوا بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔!!

"شاہ آپ میری جان ہے آپ میں میری جان ہے۔ آپ میری جان ہیں۔ اگر آپ کی جان چھوڑ دوں گی تو میں خود جان سے جاؤں گی" وہ اسکے سینے سے سر ٹکاتی نم آواز میں بولی تو اس خوبصورت اظہار پر وہ کھل کے ہنس دیا۔!!

"اور میری جان بالکل پاگل ہے۔۔ بلکہ میری ڈول بالکل پاگل ہے" اسنے جان بوجھ کے اب کی بار ڈول بولا۔ اس دفعہ وہ کچھ نا بولی بس خفا نظریں اٹھا کے شاہ زین کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔!!

"بہت برے ہیں آپ شاہ" وہ اسکے سینے پہ ہتھیلی کا مکا بنا مارتے ہوئے بولی۔!!

"پر تم بہت اچھی ہو جانِ شاہ" اسنے ہنستے ہوئے اسے خود میں سمو لیا۔!!

"عمر ایک دفعہ پھر دیکھ لیں۔ کہیں کچھ رہ نا گیا ہو" پچھلے آدھے گھنٹے سے اسنے کوئی دس دفعہ یہ سوال پوچھا تھا۔ بلیک کلر کی گھٹنوں تک آتی فراک ، دوپٹہ گلی میں ڈالے۔ میسی سا جوڑا ، لائٹ میک اپ کیئے آنکھوں میں الجھن لیئے وہ اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔!!

"لڑکی کتنی دفعہ بتاؤں آپکو تو یقین کرو گی؟ آپ اب فیصل یا مہوش سے پوچھ لو پھر شاید یقین آ جائے" وہ تنگ آ کے کہتا صوفے پہ فیصل کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ آج عالیہ کا برتھ ڈے تھا وہ سب

اسے سرپرائز دینا چاہتے تھے اسی لئے اسے حسن ہاوس بھیج کے خود صبح سے تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ ڈرائنگ روم کو انہوں نے بہت ہی خوبصورتی سے سجایا تھا۔ اور کیک بیک کرنے کا کام ارون کا تھا کیونکہ وہ بیت اچھی بیکنگ کرتا تھا۔!!

"بھئی تمہاری بیوی ہے تم ہی یقین دلاؤ۔ میں باز آیا" فیصل صاف کنی کترا کے کھڑا ہو گیا۔!!

"چلو مہوش" اسنے سامنے بیٹھی مہوش کا ہاتھ تھاما اور باہر نکلتا چلا گیا سور پیچھے وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھ کے رہ گئے۔!!

"پتا نہیں فیصل بھائی اتنے کھڑوس کیوں ہیں" وہ کوفت سے آنکھیں گھما کے بولی۔!!

"یار مجھے یہ سمجھ میں آتا آپکو اس بے چارے سے مسئلہ کیا ہے"

"ہاں تو مسئلہ کیوں نا ہو۔ مجال ہے جو کبھی سیدھے منہ بات کر لیں" وہ غصے سے کہہ کر باہر جانے لگی جب اسنے کھڑے ہو کے جلدی سے اسے کلائی تھام کے روکا۔!!

"ارے یار جب میں ہوں اپ سے سیدھے منہ بات کرنے کے لئے، آپ سے پیار کرنے کے لئے تو پھر آپکو کسی کی کیا ضرورت ہے" وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے مخمور لہجے میں بولا۔!!

"مجھے کسی کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پر آپ دیکھیں نا ماما اور صارم ماماں بتاتے ہیں کہ سائیم ماماں اور ثناء ممانی اتنے شوخ اور کول سے تھے مجھے یہ سمجھ نہیں آتی یہ کس پہ چلے گئے ہیں۔ ہونہہ اکڑو نا ہوں تو" وہ اپنا سر اس کے سینے سے ٹکاتی منہ بنانے بولی۔۔۔!!

"ہاں یار یہ بات تو سوچنے والی ہے" وہ اس کے گرد بازو جمائل کر کے اس کے سر پر تھوڑی ٹکا کے پر سوچ انداز میں بولا۔۔!!

"استغفر اللہ۔ اللہ جی معاف کرئیے گا۔ توبہ توبہ" ارون کی آواز پہ عمر جلدی سے اس سے الگ ہوا جبکہ راحیلہ بڑے سکون سے کھڑی ہو کے اسکا ڈرامہ ملاحظہ کر رہی تھی جو آنکھوں پہ ہاتھ رکھے مسلسل توبہ توبہ کر رہا تھا۔۔۔!!

"کیا مسئلہ ہے ایسا کیا ہو گیا ہے جو تمہاری توبہ ہی نہیں رک رہی؟" وہ دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکائے ماتھے پہ تیوری چڑھائے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔!!

"آج مجھے پکا یقین ہو گیا ہے راحیلہ کہ تم بگڑ گئی ہو۔ ماما بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔ توبہ توبہ۔ سارے گھر کو لوو سپوٹ بنایا ہوا ہے تم لوگوں نے تو" وہ دونوں ہاتھ کانوں لو لگا کے بولا۔۔!!

"ہاں تو تمہیں کیا مسئلہ ہے۔ تم اپنا کام کرو جا کے۔ میری مرضی میں جو بھی کروں" اسنے الٹا اسے آنکھیں دکھائیں عمر بے چارہ سر پیٹ کے رہ گیا۔ پاگل لڑکی زرا کسی کا کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔!!

"اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے جو جی میں آتا ہے کرو۔ تم کبھی نہیں سدھر سکتی۔ میں تو چلا" وہ نفی میں سر ہلاتا واپس چلا گیا تو اسنے عمر کی جانب دیکھا۔!!

"دیکھا راحیلہ اسی لئے میں کہتا ہوں آپ سے بندہ کم از کم جگہ ہی دیکھ لیتا ہے" وہ زرا غصے سے بولا۔!!

"اچھا!!" وہ ابرو اچکا کے بولی تو وہ رخ پھیر گیا کتنی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا اسے ارون کے سامنے۔!!

"وہ آگے بڑھی اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کے اسکے گال پہ اپنے لب رکھے۔ پھر پیچھے ہٹی۔!!" یہ لیں جو کرنا ہے کر لیں۔ میں جو بھی کرتی ہوں ڈنکے کی چوٹ پہ کرتی ہوں" وہ سنجیدگی سے بولی اور عمر بے چارہ اپنا گال مسلتا ہوا تاسف سے اسے دیکھ کے رہ گیا۔!!

وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ پیچھے لان میں لے آیا شام کا موسم تھا اس لئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح لانگ سکرٹ اور شرٹ میں ملبوس تھی۔ ہوا کی وجہ سے بال اڑ کے بار بار اسکے چہرے پہ آرہے تھے۔!!

"انٹر میڈیٹ تو کمپلیٹ ہونے والا ہے تمہارا آگے کیا ارادہ ہے؟" اسکی آواز پہ وہ چونکی۔!!

"آرمی میں تو جا نہیں سکتی۔ اس کئیے سوچا ہے کہ بزنس کی فیلڈ میں ہی جاوں" وہ اپنے دھیان میں جکتی مدھم آواز میں بوکی جب وہ ایک دم سے اسکے سامنے آ کے کھڑا ہوا۔!!

"یو مین جاب کرو گی تم" سینے پہ بازو باندھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا۔!!

"وہ وہ اگ اگر آپ بولیں گے تو کر لوں گی جاب" وہ جلدی سے بوکی مبادا کہ شامت ہی نا آ جائے۔!!

"ہم ایک بات اپنے ذہن میں بٹھا لو۔ میں یہ جاب وغیرہ کروانے کے حق میں قطعاً نہیں ہوں۔ اور کچھ کرنے کا ارادہ ہے تو وہ بتاؤ" وہ اسکے سندر چہرے کو تکتا کوا سنجیدگی سے بولا۔!!

"اسکے علاوہ تو کچھ نہیں سوچا ابھی" وہ نظریں جھکائے بے چارگی سے بولی۔!!

"کوئی ضرورت بھی نہیں ہے الٹا سیدھا سوچنے کی۔ ابھی اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرو بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی" وہ اسکے بال اسے چہرے سے ہٹاتا کان کے پیچھے کرتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔ وہ بے چارئی کیا کر سکتی تھی محض سر ہلا کے رہ گئی۔!!

"صرف سر ہی نہیں ہلانا عمل بھی کرنا ہے" ایک دم ہی اسے بازو سے پکڑ کے قریب کرتا ہوا بولا۔!!

"او او او کے او کے" وہ گھبرا کے جلدی سے بولی۔ فیصل کو اسکے ایکسپریشنز پہ ہنسی تو بہت آئی لیکن ضبط کر گیا۔ کتنا ڈرتی تھی وہ اس سے۔!!

اس نے آہستہ سے اسکی پیشانی پہ اپنی مہر محبت ثبت کی پھر اسے آزاد کر کے اندر کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ کافی دیر تک ادھر ہی کھڑی اسکے لمس کو اپنی پیشانی پہ محسوس کرتی رہی۔ کتنی محبت تھی اس لمس میں۔ پتا نہیں کس بات پہ اس کے ڈمپلز واضح ہوئے تھے۔!!

خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

"اف شاہ ہٹائیں ہاتھ ایک تو اتنا تیار کروا دیا اوپر سے اپنے ہی گھر میں ایسے لے کے جا رہے ہیں جیسے پتا نہنٹ کیا ہو گیا ہے" اسکی جنبھلائی ہوئی آواز پہ وہ بے ساختہ ہنسا تھا۔!!

"شاہ کی جان بس ایک منٹ" شاہ زین اسے ڈرانگ روم میں لے کے آیا اور اسکی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔ ڈرانگ روم میں بالکل اندھیرا تھا اسنے اپنی آنکھیں کھولی۔ تبھی ایک دم سے تمام لائٹس آن ہوئیں اور کہیں سے ڈھڑ سارے پھول اسکے اوپر گرے۔!!

"ہپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔"

ہپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔

ہپی برتھ ڈے ڈر عالیہ ہپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔!!

اسنے سامنے دیکھا وہاں اسکے پیارے سے صارم بھیا، انعم بھابھی، عمر، مہوش، فیصل اور ارون کھڑے تھے۔ وہ بے یقینی سے سب کچھ دیکھ رہی تھی پھر مڑ کے شاہ زین کو دیکھا جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ کیا یہ واقعی سچ ہے۔ اسنے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔!!

"تھینک یو بھیا" وہ جلدی سے صارم کے گلے لگی۔!!

"یو آلویز ویلکم بھیا کی جان" صارم نے پیار سے اسکی پیشانی چومی۔!!

پھر وہ انعم سے ملی، اسی طرح باقی سب سے ملی پھر کیک وغیرہ کاٹ کے شاہ زین کے پاس آئی اور اسکے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا۔ کتنی خوشیاں تھیں انکی زندگی میں۔!!

یہی تو آرمی والوں اور انکے گھر والوں کا حوصلہ ہوتا ہے کہ اگر انکا ایک بیٹا شہید ہوتا ہے تو وہ اپنے باقی بیٹے بھی اس ملک پہ وارنے کو تیار رہتے ہیں۔ کبھی بھی انکے حوصلے نہیں ٹوٹتے۔ اور اللہ کے علاوہ کسے پتا تھا اب کی بار ان جوانوں میں پرچم میں لپٹنا کسے نصیب ہوگا۔ اور کس کے نصیب میں غازی بننا لکھا تھا۔ لیکن انکے حوصلے تو بلند تھے۔!!

کبھی پرچم میں لپٹے ہیں
کبھی ہم غازی ہوتے ہیں
جو ہو جاتی ہے ماں راضی
تو بیٹے راضی ہوتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

امید کرتی ہوں یہ کہانی آپ سب کو پسند آئے گی میں خود بہت ناول پڑھتی ہوں بس اس لیے سوچا کیوں لکھا جائے ہاں شاید اتنا اچھا نہیں لکھا ہو گا جیسے باقی سب کے ناول ہوتے ہیں جب میں اس کہانی کی سیکنڈ لسٹ لپیٹوڑے

لکھ رہی تھی تو میں رو پڑی جب ہم اپنے پیاروں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں نہ انہیں کہی نہ کہی صبر آ جاتا ہے لیکن وہ ہمیں یاد کرکے روتے رہتے ہیں اس کہانی میں Sana or Saim ان کی لڑائی اور محبت کمال کی تھی جو کہ شاید مجھے بھی کبھی نہ بھولے کہتے ہیں نہ اپنے ہاتھ سے لکھا چاہئے کچھ ہو کہانی ہو تحریر ہو یا پھر یونی کا کوئی لیکچر اپنے ہاتھ سے لکھا نہیں بھولتا اور مجھے یہ کہانی کبھی بھی

اور میری طبیعت کی آزمائش کی وجہ سے میں اس کہانی کو اتنا اچھا نہیں لکھ پائی
باقی آپ سب یہ کہانی پڑھ کہ اپنا فیڈ بیک مجھے ضرور دیجئے گا یہ میرا دوسرا ناول ہے
اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا
فی امان اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆